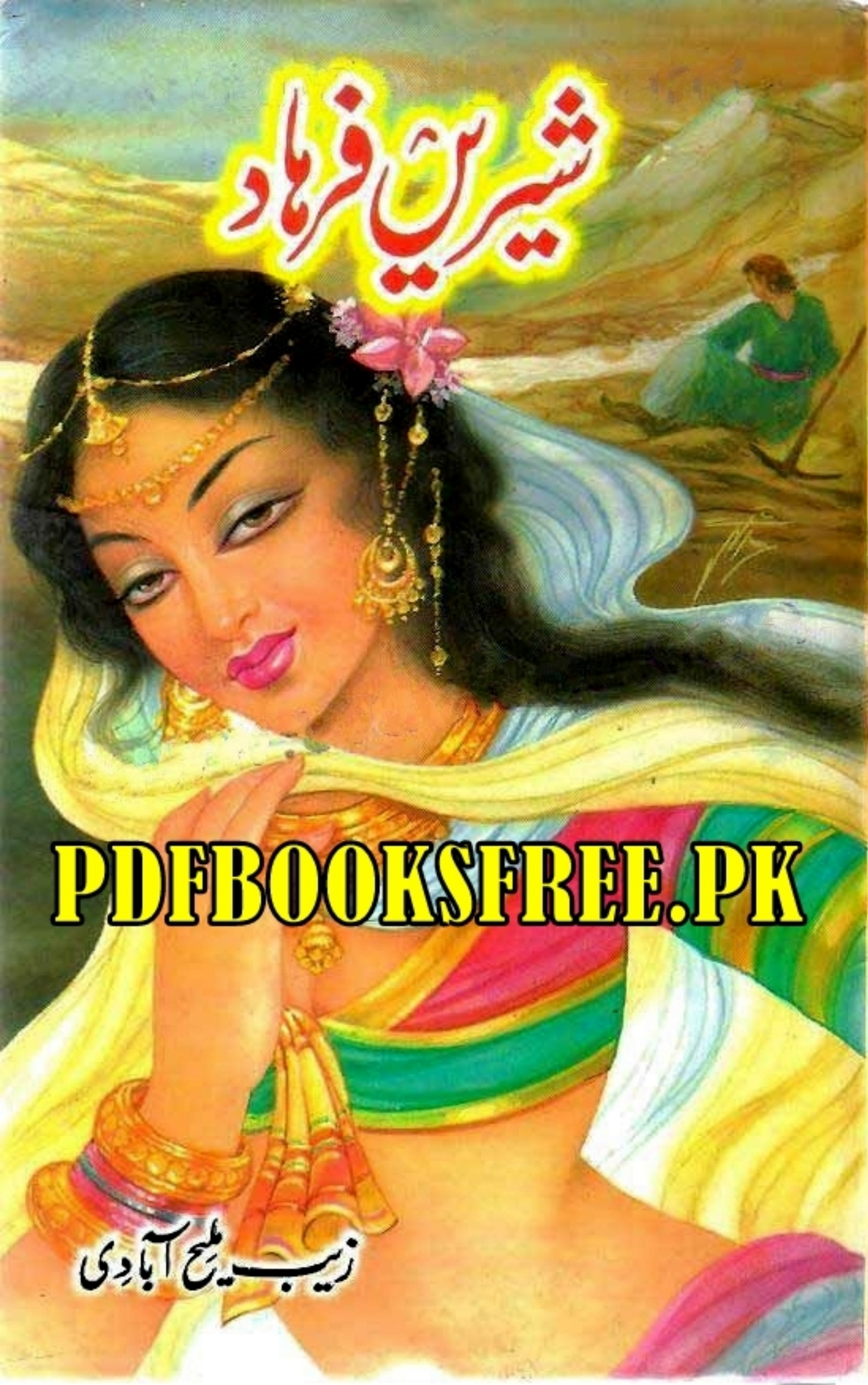
شیریں فرہاد
PDFBOOKSFREE.PK
زیب ملیح آبادی

Scanned By Saad

شیر زادہ

(ناول)

www.urdufanz.com

الحق پبلشرز لاہور

Scanned By Saad

حُسن کی مجبوریاں شیریں دہن سے پوچھئے
وقعتِ خسر و خزاں خوردہ چمن سے پوچھئے
دامنِ ارض و سما میں کچھ نہیں جُز حُسن و عشق
رستہ پیمانِ وفا کا کوہکن سے پوچھئے

www.urdufanz.com

——— تھیلر (مغربی مفکر)

Scanned By Saad

پہلی بات

شیریں فرہاد اور لیلیٰ مجنوں مشرقی ادب اور دنیائے حسن و عشق کے دو ایسے استعارے بن گئے ہیں جو اب تک نہ بھلائے جا سکے ہیں اور نہ بھلائے جا سکیں گے۔ آپ اردو، فارسی اور عربی کی کوئی علمی و ادبی کتاب اٹھا کر پڑھیے بلاشبہ آپ کو دنیائے عاشقی کے یہ چار نام بلکہ علمبردار ایک دو جگہ نہیں بلکہ درجنوں مقامات پر چمکتے اور دمکتے نظر آئیں گے۔

دنیائے محبت کے ان چاروں ارکان نے عشق و عاشقی کے ایسے متلاطم سمندر میں چھلانگیں لگائیں کہ کنارِ سمندر کھڑے نظارہ کرنے والے اور تالیاں بجانے والے اپنا منہ پیٹ پیٹ کر رہ گئے مگر اس راز کو معلوم نہ کر سکے جس نے ان چاروں کو طوفانی موجوں سے موت کا کھیل کھیلتے دیکھا تھا..... کسی نے سچ کہا ہے کہ اگر دنیائے حسن و عشق میں نام پیدا کرنا ہے تو سر دے کے سرداری حاصل کرو اور سب کچھ لٹا کر اس کوچے میں ناموری کا تاج پہن کے داخل ہو اور تن من دھن سے بے بہرہ ہو جاؤ۔ شیریں نے اسی طرح منزل حاصل کی کہ "قبر محبوب" سے التجا کی کہ اے رفیق موت و زندگی اپنا دامن پھیلا۔ پس مزار محبوب نے اپنا سینہ کھول دیا اور شیریں ہمیشہ کے لئے اس میں سمٹ کر رہ گئی۔

میں اپنے پبلشر محمود عاصم صاحب کو ضرور داد دوں گا جنہوں نے میری خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کی اشاعت کا ذمہ لیا۔

خادم ادب:

زیب ملیح آبادی

۱۱ جنون ۲۰۰۲ء

۲۵۱-خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

www.urdufanz.com

Scanned By Saad

پہلا باب

شیریں فرہاد

درخت کی سبز شاخ پر ایک تصویر آویزاں تھی۔ ایرانی مصوری کا شاہکار۔ ایک جوان رعنا کا رخ زیبا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ مصور نے موئے قلم کی جنبش اور رنگوں کی آمیزش میں اپنی پوری صلاحیتیں سمودی ہوں۔ روشن آنکھیں، اونچی پیشانی، شانوں تک لہراتے بال، نوجوان کی ابھی مسیں بھیگتی معلوم ہوتی تھیں۔ پھر بھی چہرے کی ملاحت وصباحت کو مردانہ اجت دباتی نظر آتی تھی۔

''یہ کس کی تصویر ہے؟'' ایک مہ جبیں درخت کے پاس سے گزرتے ہوئے بولی پھر ٹھٹھک کر کھڑی ہوگئی۔

''کہاں ہے؟ کدھر ہے، تصویر؟'' یہ دوسری تھی جو درخت تک پہنچی اور تصویر کو دیکھ کر خود تصویر بن گئی۔

پھر تیسری نازنین، چوتھی کلعذار، پانچویں دل آرام، غرض کہ ایک سے ایک حسین دوشیزہ درخت کے پاس آتی، تصویر دیکھتی اور دم بخود ہو جاتی۔ سبز شاخ پر آویزاں تصویر دیوتا بن گئی اور پجارنوں کا ٹھٹ لگ گیا۔

ایک طرف سے آواز آئی۔ ''کیا ہوا، کیا قیامت آئی، سب یہاں کیوں اکٹھا ہوگئیں؟''

آواز دینے والی سامنے کی لڑکیوں کو ہٹا کر آگے بڑھتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی ''کچھ منہ سے تو بولو، کمبختو! کیا سانپ سونگھ گیا، تم سب کو؟''

واقعی، انہیں تو جیسے سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔ تصویر کے سحر نے ان کے قدم جما دیئے تھے اور زبانیں گنگ کر دی تھیں..... پھر کسی نے چپکے سے یوں کہا جیسے کوئی مدہوشی میں بولے۔

Scanned By Saad

"شہزادی صاحبہ! ادھر درخت پر سبز شاخ پر"

شہزادی کی نظر درخت سے پھسل کر سبز شاخ پر اٹک گئی۔ دل دھک سے ہو گیا۔

"کیا ہوا شہزادی صاحبہ؟" ایک مسکرائی۔ دوسری ہنسی اور تیسری نے قہقہہ لگایا۔ شہزادی گھبرا گئی۔ جھینپ گئی۔ حیا کا پسینہ شہابی رخساروں پر چمک اٹھا۔

"یہ آدم زاد نہیں ہو سکتا" ایک نے تبصرہ کیا۔

"پری زاد معلوم ہوتا ہے" دوسری نے اندازہ لگایا۔

"نہ آدم زاد نہ پری زاد یہ تو کوئی آسمانی مخلوق ہے۔ دست قدرت کا تراشا ہوا چہرہ"

"شہزادی صاحبہ سے پوچھا جائے" مشورہ پیش کیا گیا مگر اس طرح کہ ایک سرد آہ نکل ہی گئی۔

شہزادی جو عالم محویت میں ٹکٹکی باندھے تصویر کو دیکھے جا رہی تھی' اپنا نام سن کر چونکی' سنبھلی اور بولی۔ "پتہ نہیں کون ہے مگر ہے..." شہزادی نے ایک جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

www.urdufanz.com

"مگر ہے بہت حسین" کسی اور نے شہزادی کا جملہ مکمل کر دیا۔

شہزادی کو شاید خیال آ گیا کہ وہ شہزادی ہے۔ اس نے حکم دیا۔

"چلو چلو..... اپنے اپنے خیموں میں جاؤ"

"مگر یہ تصویر......" کسی نے پوچھا۔

شہزادی جیسے چڑ گئی۔ "تصویر یہیں رہے گی خبردار! کوئی ہاتھ نہ لگانا اسے۔ کوئی شکاری بھول گیا ہو گا" شہزادی نے کہا..... اور اپنے دل کو بھی تسلی دے دی۔

ایسی دوشیزائیں ایسی قیامتیں تھیں۔ شہزادی کے حکم پر وہ رنگین تتلیوں کی طرح لہراتی اور بل کھاتی ہوئی اپنے خیموں کی طرف چل دیں۔

ارمن اور گرجستان کے مرغزاروں سے کون واقف نہیں..... اس خطہ ارض کو کوہ قاف کہتے ہیں۔ بحیرہ کیسپین اور بحیرہ اسود کے درمیان پھیلا ہوا یہ پہاڑی سلسلہ اپنی سرسبزی اور شادابی میں تمام عالم میں مشہور ہے۔ اس کی برف پوش چوٹیوں پر ہمیشہ چاندی چمکتی رہتی ہے۔ وادیاں' موسمی پھلوں

Scanned By Saad

سے مہکتی ہیں اور ڈھلانیں قدرتی پھولوں کے چمنستان نظر آتی ہیں۔ جگہ جگہ شفاف چشمے ہزاروں فٹ اونچائی سے گرتے جھرنے اپنی الگ بہار دکھاتے ہیں۔

درختوں کی شاخیں اور پتے کچھ اس طرز کے ہیں کہ جب..... بادِ سبک رفتار ان کے رخسار چومتی نکلتی ہے تو شاخوں اور پتوں کے لب جیسے خود بخود وا ہو جاتے ہیں اور ان سے نغمے پھوٹ نکلتے ہیں..... طرح طرح کے ساز بجنے لگتے ہیں۔ سننے والوں کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دیوزاد اپنے سروں پر گاتی بجاتی پریوں کے تخت اٹھائے گزر رہے ہیں۔ شاید اسی لئے اس علاقے کو پریوں اور پری زادوں کا دیس کہا جاتا ہے۔

وہاں پریاں ہوں یا نہ ہوں لیکن کوہ قاف کی پروردہ یہ دوشیزائیں پریوں سے کسی طرح کم نہ تھیں اور اس ملک کی ملکہ مہین بانو کی ناز آفریں بھانجی شیریں تو حسن و جوانی میں پریوں سے بھی دو قدم آگے تھی۔ شیریں ایک برق تھی ایک شعلہ تھی۔ وہ عشرت کدے میں پیدا ہوئی۔ عشرت کی گود میں پرورش پا کر جوانی میں قدم رکھ رہی تھی۔ اس کی زندگی کا مقصد ہی عیش و عشرت تھا۔ شیریں اسی سہیلیوں کا غول ساتھ لے کر پہاڑیوں اور سرسبز میدانوں میں راتی پھرتی۔ الغرض سب کچھ موجود تھا۔ غلام اور کنیزیں، خیمے، ڈیرے کے ساتھ ہوتیں جب کوئی دل آویز قطعہ ارض نظر آتا خیمے لگ جاتے، پہلے شکار پر تیر آزماتے پھر محفل طرب جمتی اور مئے ارغوانی کے جام چلتے۔ شیریں مذہباً عیسائی تھی مگر الہڑ اور آزاد خیال۔

سیر و شکار کا وقت ہو رہا تھا مگر شیریں اپنے خیمے میں آ کر لیٹ گئی۔ سہیلیوں کو گمان گزرا کہ شاید شیریں کی طبیعت خراب ہے۔ اس لئے عیادت کرنے والیوں کا تانتا بندھ گیا۔ شیریں کو تنہائی درکار تھی تاکہ اپنے خیالات کو یکجا اور مجتمع کر سکے لیکن اس کے خیالات کا سلسلہ کسی نہ کسی سہیلی کے آنے سے ٹوٹ جاتا تھا۔ پہلے تو وہ آنے والیوں کو تکلفاً برداشت کرتی رہی لیکن جب ان کی آمد کا سلسلہ ختم ہونے ہی کو نہ آیا تو اس نے خیمے کے پردے گرا دیئے اور کنیز کو حکم دیا کہ کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔

یکسوئی نے اسے کچھ سکون بخشا لیکن خیالات کی ڈوریاں الجھتی ہی چلی گئیں..... وہ تصویر

Scanned By Saad

کس کی ہو سکتی ہے؟ خیموں کے پاس کیوں آویزاں کی گئی؟ اگر شکاری بھول گئے ہیں تو پھر واپس آئیں گے لیکن شکاری اس مرغزار تک کیسے آئے؟ یہ تو شکار کے لیے ممنوعہ علاقہ ہے۔

وہ جس قدر اس مسئلے پر غور کرتی‘ الجھتی چلی جاتی۔ ان تمام الجھنوں کے باوجود تصویر کے خدوخال اس کے ذہن پر چھاتے چلے جا رہے تھے۔ نوجوان کی روشن آنکھیں جیسے کچھ کہنا چاہتی تھیں۔ کاش! اس کی ملاقات اس نوجوان سے ہو جائے۔ اس نے سوچا۔

الجھن بڑھتی رہی اور شیریں الجھتی رہی۔ دوپہر کا کھانا اس نے دیر سے کھایا۔ پہلے سوچا کہ ذرا سی سیر کی جائے مگر کچھ ایسی پریشان ہوئی کہ اسی وقت روانگی کا اعلان کر دیا۔ خیمے ذرا دیر میں اکھاڑ دیے گئے اور دوپہر ڈھلے حسینوں کا یہ قافلہ آگے روانہ ہوا۔ کسی اور پرفضا مقام کی تلاش میں۔

شیریں کا دستور تھا کہ جب ایک جگہ سیر و شکار سے طبیعت سیر ہو جاتی تو پھر صحرا نوردی نہیں بلکہ گشت کرتی آگے بڑھتی اور جہاں جی چاہتا وہاں رک جاتی۔ چند دن وہاں گھومتی پھرتی پھر آگے بڑھ جاتی۔

www.urdufanz.com

کوہ قاف میں نزہت گاہوں کی کمی نہیں ہر مقام چمن زار ہے۔ جیسے قدرت نے اپنی صناعیوں کے لیے کوہ قاف ہی کو منتخب کیا ہے۔

شیریں شام تک گھوڑا دوڑاتی آگے بڑھتی رہی۔ جب رات ہونے لگی تو شاید تھک کر ایک جگہ گھوڑا روکا۔ دم کے دم میں خیموں کا شہر آباد ہو گیا۔ کافوری شمعیں روشن ہو گئیں اور تاریک رات میں ہر طرف جگنو سے بکھر گئے۔

شیریں نے رات گئے سہیلیوں کو باریابی کی اجازت دی اور محفل نشاط آراستہ ہوئی۔ بستر پر لیٹ کر بے چینی سے کروٹیں بدلتی رہی۔ تصویر کی روشن روشن ہنستی ہوئی آنکھیں اس کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔ وہ سوچتی‘ پتہ نہیں یہ آنکھیں کیا کہنا چاہتی ہیں؟ ان کا مخاطب کون ہے؟ محبت کی پہلی چنگاری اس کے لاپرواہ دل میں روشن ہو چکی تھی۔ اتنی بے چینی کے عالم میں نہ جانے کب اسے نیند آ گئی۔ آنکھ کھلی تو صبح کی کافی روشنی پھیل چکی تھی۔

شیریں تکیے کے سہارے اٹھ کر بیٹھ گئی خیالات نے پھر اسے آ گھیرا۔ کچھ دیر بعد اسے باہر

Scanned By Saad

کسی کے بھاگنے کی آواز آئی اس نے پہریدار کنیز کو آواز دی لیکن اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ شیریں بدبخت کہتی بستر سے اٹھ کر کمرے کے دروازے پر آئی اور پردہ الٹ کر باہر نظر دوڑائی۔ کیا دیکھتی ہے کہ اس کی تمام سہیلیاں ایک طرف کو بھاگی چلی جا رہی ہیں۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ ذرا دیر سوچتی رہی پھر کنیز کو صلواتیں سناتی خود بھی..... اس طرف چل دی جدھر اس کی سہیلیاں گئی تھیں۔

شیریں کی تمام سہیلیاں ایک درخت کو گھیرے کھڑی تھیں۔ شیریں کو آتے دیکھا تو کائی کی طرح پھٹ کر اسے راستہ دیدیا۔ شیریں جھلاتی ہوئی آگے بڑھی لیکن درخت کے پاس پہنچ کر اس کے قدم ایک دم رک گئے اور آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں۔

وہی تصویر درخت کی ایک سبز شاخ پر آویزاں تھی..... روشن آنکھیں جیسے کچھ کہہ رہی ہوں۔ شیریں تصویر دیکھنے میں محو ہو گئی۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر تصویر کو یوں دیکھ رہی تھی جیسے پوچھ رہی ہو تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ مگر تصویر تو تصویر ہی ہوتی ہے۔ دیکھنے والا جو چاہے سمجھے اور جواب دے۔

"شہزادی صاحبہ" ایک سہیلی نے اسے چونکا دیا۔ شہزادی ہوش میں آئی۔ وہ سہیلیوں میں گھری ہوئی تھی۔ بعض مسکرا رہی تھیں..... اور بعض اس کی محویت سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

شہزادی نے اپنے حواس درست کرتے ہوئے پوچھا "یہ تصویر یہاں کون لایا؟ کس نے لٹکائی ہے تصویر"

شریں نے یوں پوچھا جیسے یہ حرکت اس کی سہیلیوں ہی نے کی ہو۔

ایک شوخ و شنگ سہیلی بولی "ہمیں کیا پتہ شہزادی صاحبہ؟ ہم تو....."

"شہزادی صاحبہ! یہ تو آپ ہی کو معلوم ہوگا کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آ گیا؟" دوسری سہیلی نے پہلی کی بات کاٹ کر پوچھا۔

"کون....." شیریں گھبرا گئی۔ "یہ تصویر خود تو نہیں آئی کوئی لایا ہی ہوگا اسے"

سہیلیاں کیا جواب دیتیں..... شیریں نے انہیں خاموش دیکھا تو بولی "عجیب بات ہے۔ یہ تصویر تو جیسے ہمارا پیچھا کر رہی ہے"

www.urdufanz.com

Scanned By Saad

''ہمارا نہیں شہزادی صاحبہ! بلکہ صرف آپ کا تعاقب کر رہی ہے''

ایک اور بولی ''یہ بھی کہیں کا شہزادہ معلوم ہوتا ہے''

''شہزادہ.....'' شیریں اس شہزادے کا تصور لئے خیمے میں واپس آ گئی۔ دل کی بے چینی کچھ اور سوا ہو گئی۔ کون ہے وہ شہزادہ یہ سوال اسے کچوکے لگانے لگا۔ طبیعت بہلانے کے لئے گھوڑا منگوایا اور شکار کو روانہ ہوئی۔

تمام سہیلیاں اس کے ساتھ تھیں لیکن شیریں خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی۔ کوئی ساتھ تھا تو روشن آنکھوں کا تصور..... اس کے خیالوں کا شہزادہ

شکار کیسا......؟ شیریں تو خود ہی شکار ہو گئی تھی۔ زخمی نیم بسمل واپسی پر پھر وہ تھی اور بستر...... یا پھر خیالوں کا شہزادہ اور اس کی روشن اور مسکراتی آنکھیں محفل آج بھی برپا نہ ہوئی۔

شہزادی کی اداسی نے تمام سہیلیوں کو اداس کر دیا تھا۔ انہیں شیریں کے دل کی حالت تو معلوم نہ تھی۔ ان کے خیال میں شیریں بیمار ہو گئی تھی۔ انہیں فکر ہوئی کہ آگے بڑھنا ٹھیک نہیں۔ اگر شیریں کو کچھ ہو گیا تو ملکہ مہین بانو آفت کر دے گی۔ سلطنت ارمن و گرجستان کی ولی عہد شہزادی شیریں ہی تھی۔ ملکہ کے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے وہ شیریں کی دلداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتی تھی۔ شیریں جو چاہتی کرتی' ملکہ اس کی بات میں کوئی دخل نہ دیتی تھی۔

رات کو ایک منہ چڑھی کنیز ڈرتے ڈرتے اس کے خیمے میں پہنچی...... شیریں خیالات میں ڈوبی ہوئی تھی۔ کنیز کے آنے سے یہ سلسلہ ٹوٹ گیا۔ شیریں نے چڑ کر کہا۔

''کیا بات ہے؟ کچھ دیر کے لئے تو ہمیں تنہا چھوڑ دو۔''

''میں تو یہ کہنے آئی تھی کہ اب اگر آگے سفر منسوخ کر دیا جائے تو بڑی نوازش ہو گی۔ آپ کی ذمے داری ہم سب پر ہے۔ ملکہ کو ہم کیا جواب دیں گی؟''

شیریں مسکرائی۔ وہ سمجھ گئی کہ اس کی سہیلیاں' اس کی وجہ سے پریشان ہیں اور انہیں ملکہ کا خوف ستا رہا ہے۔ اس نے کہا۔

''فکر نہ کرو ہم بالکل ٹھیک ہیں بیمار نہیں...... بس اک ذرا سی فکر......'' شہزادی شیریں کہتے

www.urdufanz.com

Scanned By Saad

کہتے ایک دم رک گئی اس نے سوچا سہیلیوں کو یہ بات نہیں معلوم ہونا چاہئے۔ لیکن اس کی سہیلی دورائی نے اس کی بات پکڑ لی۔ اس نے پوچھا "کیسی فکر شہزادی صاحبہ! آخر ہم لوگ کس لئے ہیں ہمیں بتایئے ہماری جانیں آپ پر نچھاور کہیں تو سر کاٹ کر قدموں میں ڈال دوں"

"بس بس..... یہ چکنی چپڑی باتیں رہنے دو" شیریں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے فکر وکر کوئی نہیں۔ بس یہ سوچ رہی تھی کہ یہ تصویر یہاں کون لایا تھا اور کیوں لایا؟"

"ہاں شہزادی صاحبہ! اس بات سے تو ہم لوگ بھی پریشان ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقے میں جن بھوت رہتے ہیں۔ وہی ہمیں پریشان کر رہے ہیں تبھی تو میں کہتی ہوں کہ ہمیں واپس چلنا چاہئے" دورائی کے دل میں جو کچھ تھا وہ سب اس نے اگل دیا۔ دراصل اس نے تمام سہیلیوں کی ترجمانی کی تھی کیونکہ یہی مسئلہ ان کے درمیان بھی..... زیر بحث تھا۔

"نہیں ہم ابھی واپس نہیں جائیں گے" شیریں نے کہا۔ "جب تک اس تصویر کا راز نہیں کھلتا، ہم واپس نہیں جا سکتے۔"

دورائی کا منہ اتر گیا۔ شیریں کو اپنی سہیلی پر ترس آ گیا۔ کاش اسے شیریں کے دل کا حال معلوم ہوتا۔ شیریں نے اسے زیادہ پریشان دیکھا تو کہا۔

"بس ایک دن اور انتظار کرو، چور ضرور پکڑا جائے گا"

شیریں کچھ دیر سر جھکائے سوچتی رہی پھر بولی "دورائی تم داروغہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ چار خیمے یہاں سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر لگا دیئے جائیں۔ ہم اپنی چار سہیلیوں کے ساتھ آج رات وہاں قیام کریں گے"

"اور پہرے کا کیا انتظام ہوگا؟" دورائی نے گھبرا کر پوچھا۔

"پہرے کی کوئی ضرورت نہیں" شیریں نے دورائی کو اطمینان دلانے کے لئے کہا "اور ہاں داروغہ سے کہنا کہ ان چار خیموں میں ہمارا یہ خیمہ بھی شامل ہوگا۔ جب تک خیمے نصب ہوں گے ہم خیمے میں ٹھہریں گے"

شہزادی حکم دے کر دورائی کے ساتھ باہر آ گئی۔ دورائی داروغہ کی طرف چلی گئی اور شیریں

Scanned By Saad

نے دورانی کے خیمے کا رخ کیا۔ حکم کی دیر تھی' داروغہ نے فوراً چار خیمے ایک فرسنگ آگے جا کر لگا دیئے۔ ان میں شیریں کا خاص خیمہ بھی تھا۔ اس تمام کام میں چار گھنٹے لگ گئے۔

جب شہزادی شیریں' دورانی اور تین اور سہیلیوں کے ساتھ نئی خیمہ گاہ میں پہنچی تو نصف سے زیادہ رات گزر چکی تھی۔ شیریں نے دورانی کو اپنے خیمے میں روک لیا اور باقی سہیلیوں کو دوسرے خیموں میں بھیج دیا۔

اندھیری رات' صرف چار خیمے' تینوں سہیلیاں خوف کی وجہ سے رات کو جاگتی رہیں۔ دورانی کو اگرچہ مضبوط اعصاب کی تھی مگر خوف سے اس کا پتہ بھی پانی ہو رہا تھا لیکن شیریں کے چہرے پر اطمینان تھا جیسے اس نے تصویر کا راز پا لیا ہو۔ وہ رات بغیر کسی خاص واقعے کے گزر گئی۔

صرف ایک بار اس کے خیمے کے قریب' درختوں کے جھنڈ میں کچھ کھٹکا سا ہوا تھا۔ شیریں نے دورانی کو باہر جا کر دیکھنے کے لئے کہا مگر دورانی کی ہمت نہ پڑی۔ آخر شیریں اس کے ساتھ خود باہر آئی اور چاروں طرف دیکھا۔ جب کوئی نظر نہ آیا تو واپس آ گئیں۔

رات گزر گئی۔ سویرا ہو گیا...... لیکن سویرا ہوتے ہی وہی منظر پھر پیش نظر تھا۔ وہی تصویر بدستور ایک درخت کی سبز شاخ پر آویزاں تھی۔ ہنستی ہوئی روشن آنکھیں جیسے کچھ کہہ رہی ہوں۔ دورانی اور دوسری تمام سہیلیاں جو شیریں کی خبر لینے سویرے ہی سویرے یہاں آ گئی تھیں' درخت پر تصویر کو آویزاں دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھیں۔

شہزادی کو معلوم ہوا تو وہ بجائے پریشان ہونے کے مسکراتی ہوئی...... درخت کے پاس پہنچ گئی۔ وہی تصویر جو پچھلے تین دن سے اس کا تعاقب کر رہی تھی' اس انداز سے درخت کی شاخ پر آویزاں تھی جس طرح پہلے دو مرتبہ شیریں نے دیکھا تھا۔

"شہزادی صاحبہ فوراً واپس چلئے۔ یہاں تو جنوں اور بھوتوں کا بسیرا ہے" ایک سہیلی نے رائے دی۔

"اور کیا...... تصویر کے تو پر لگے ہیں۔ ہم جہاں جاتے ہیں یہ بھی وہیں پہنچ جاتی ہے" دوسری سہیلی نے تائید کی۔

Scanned By Saad

مگر شیریں کچھ اور ہی سوچ رہی تھی- اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ تصویر صرف اسی کے لئے آویزاں کی جاتی ہے- اگر ایسا نہ ہوتا تو آج تصویر اس کے خیمے کے قریب لٹکنے کی بجائے خیمہ گاہ کے پاس آویزاں ہوتی..... جہاں باقی متعدد سہیلیاں تھیں لیکن تصویر والا یا تصویر آویزاں کرنے والا سامنے کیوں نہیں آتا؟ آخر اس کا مقصد کیا ہے؟ شیریں کے دل میں تصویر والے سے ملنے کا زبردست شوق پیدا ہو گیا- اسے یقین تھا کہ تصویر والا یہیں کہیں موجود ہے اور کسی وجہ سے سامنے نہیں آنا چاہتا-

شیریں نے سہیلیوں سے کہا- ''خوف کھانے کی بالکل ضرورت نہیں- تم لوگ ادھر ادھر پھیل جاؤ اور ہر آنے جانے والے پر نظر رکھو..... اور جو بھی نظر آئے اس سے پوچھ گچھ کرو- تصویر والا بھی پکڑا جائے گا''

دورائی بولی- ''شہزادی صاحبہ! آپ کا حکم سر آنکھوں پر..... مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر تصویر والا یہیں کہیں ہے تو سامنے کیوں نہیں آتا- اگر ہم نے کسی کو بھی پکڑ لیا تو وہ کیوں قبولے گا کہ اس نے تصویر لگائی ہے- وہ اتنا بیوقوف تو نہیں کہ خود جرم کرے اور پھر اقرار کر کے سزا بھی پائے..... پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس علاقے میں کوئی آئے- سب کو معلوم ہے کہ یہاں آنے کی ممانعت ہے''

شہزادی مسکرا کر رہ گئی- ''بھولی دورائی تم جاؤ جیسا میں نے کہا ہے ویسا کرو- مجھے یقین ہے کہ جو بھی اس علاقے میں پکڑا جائے گا وہی مجرم ہو گا کیونکہ یہاں کوئی جان پر کھیل کر ہی آ سکتا ہے''

''اور اگر کوئی پردیسی پکڑا گیا تو؟'' دورائی نے جرح کی-

''میرا سر نہ کھاؤ'' شیریں برا سا منہ بنا کر بولی- ''جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرو''

دورائی اپنا سا منہ لے کر رہ گئی- پھر بات کرتی تو اور جھاڑ پڑتی- وہ چپ چاپ منہ جھکا کر دوسری لڑکیوں کے ساتھ چلی گئی-

لڑکیاں چاروں طرف پھیل گئیں مگر ڈر کے مارے خیموں سے دور جانے کی ہمت نہیں پڑتی

تھی- وہ دس دس' پندرہ پندرہ کے گروہ بنا کر خیموں کے اردگرد' درختوں کے نیچے جا کر بیٹھ گئی-

ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ لڑکیوں کے ایک گروہ کی نظر ایک آدمی پر پڑی- وہ آدمی کندھے پر تھیلا لٹکائے' بڑی لاپرواہی سے آتا دکھائی دیا- وہ اپنے ہی خیال میں مست معلوم ہوتا تھا-

لڑکیوں نے ایک اجنبی کو دیکھا تو بھرا ٹا مار کر اس کے پاس پہنچ گئیں- اجنبی' انہیں دیکھ کر ذرا نہ گھبرایا اور بڑے اطمینان سے ایک ایک کی صورت دیکھنے لگا- ان لڑکیوں نے آواز دے کر باقی لڑکیوں کو بھی بلا لیا- اب وہ اکیلا اجنبی اور اسی نازک' بدن اور نازک ادا لڑکیاں اسے گھیرے ہوئے تھیں-

دورائی' ان لڑکیوں میں پیش پیش تھی- اس نے جرات کر کے پوچھا ''تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟''

اجنبی نے کمال بے نیازی سے کہا ''یہی سوال میں تم لوگوں سے پوچھتا ہوں- تم نے مجھ مسافر کو اس طرح کیوں گھیر لیا ہے؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟''

''یہ تصویر تم نے شاخ پر لگائی ہے؟'' ایک لڑکی نے بڑھ کر پوچھا- اس کے ہاتھ میں تصویر تھی- اس نے وہ تصویر اجنبی کی طرف بڑھا دی-

اجنبی نے تصویر کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور بولا ''تمہارے سوال کا جواب تو میرے پاس نہیں ہے لیکن مجھے یہ ضرور معلوم ہے کہ یہ تصویر کس کی ہے؟''

''اچھا یہ بتاؤ' تصویر کس کی ہے؟'' دورائی نے پوچھا-

''کیوں' بتاؤں؟ کیا کسی تصویر کو پہچاننا کوئی جرم ہے؟''

اجنبی نے اطمینان سے کہا لیکن اس کی نظریں ایک ایک لڑکی کا جائزہ لے رہی تھیں-

دورائی نے بگڑ کر کہا- ''نہیں بتاؤ گے تو ہم تمہیں گرفتار کر کے سزا دیں گے''

''کس جرم میں؟ میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ کون سا قانون ہے جو مجھے دل کی بات کہنے پر مجبور کر سکتا ہے؟'' اجنبی نے مزے لے لے کر کہا- مگر اس کی نظریں بدستور لڑکیوں کے چہروں کا طواف کر رہی تھیں-

''دیکھو مسافر! اگر تم یہ بتا دو گے تو ہم تمہیں بڑا انعام دلوائیں گے.....'' دورائی نے لالچ دیا-

اجنبی کی نظریں ایک دم رک گئیں اس نے پوچھا ''کس سے دلواؤ گی انعام؟ کون دے گا انعام' مجھے''

''ہماری شہزادی شیریں' ہمارے ساتھ ہیں وہ تمہیں انعام دیں گی'' دورائی نے جواب دیا-

''لیکن وہ کیوں انعام دیں گی؟ آخر تصویر میں کیا خاص بات ہے کہ آپ کی شہزادی مجھے انعام دیں گی'' اجنبی نے ہنستے ہوئے کہا-

دورائی کو غصہ آ گیا- اس نے جھلا کر کہا- ''عجیب آدمی ہو کہہ دیا کہ تمہیں انعام ملے گا- تمہیں آم کھانے سے مطلب ہے کہ پیڑ گننے سے!''

اجنبی بھی بڑا ڈھیٹ تھا- اس نے کہا ''آپ بگڑتی ہیں تو بگڑا کیجئے مجھے گرفتار کر کے سزا دلا دیجئے- میں نہیں بتاؤں گا کہ کس کی تصویر ہے؟''

ادھر یہ ہنگامہ ہو رہا تھا کہ کسی نے جا کر شیریں کو خبر کر دی کہ ایک اجنبی مسافر پکڑا گیا ہے اور وہ تصویر کا راز جانتا ہے- یہ سن کر شہزادی کا دل دھڑکنے لگا- اس راز کو معلوم کرنے کے لئے ایسی بیتاب ہوئی کہ خود ہی بھاگ کر وہاں پہنچ گئی-

☆☆☆

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

دوسرا باب

اجنبی اور اس کی سہیلیوں میں تو تو میں میں ہو رہی تھی- سہیلیوں نے شہزادی کو راستہ دے دیا اور شیریں اجنبی کے پاس پہنچ گئی-

اجنبی کی نظر شیریں پر پڑی تو اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ سکتے میں آ گیا- اس نے لرزیدہ سی آواز میں پوچھا ''آپ..... آپ..... شہزادی شیریں ہیں؟''

شیریں نے کمال شائستگی سے جواب دیا ''ہاں معزز مسافر! میں شیریں ہوں- کیا آپ مجھے پہلے سے جانتے ہیں؟''

''آپ کو کون نہیں جانتا شہزادی شیریں!'' اجنبی نے حواس پر قابو پاتے ہوئے کہا- ''آپ کے حسن کی دھوم تو ایران تک پہنچی ہوئی ہے- میں نے آپ کے بارے میں جو کچھ سنا تھا' آپ اس سے بڑھ کر ہیں''

شیریں نے ایک اجنبی کی زبان سے اپنی تعریف سنی تو پہلے کچھ شرمائی پھر کہا ''اجنبی مسافر! ہمیں یہ سن کر تعجب ہوا کہ ایران میں بھی ہمارے قدر دان موجود ہیں- اس خبر کے لئے ہم تمہارے مشکور ہیں''

اجنبی نے کہا ''شہزادی عالیہ! عوام تو ایک طرف ایران کے ایوان کسریٰ کے در و بام بھی آپ کے جمال کے ذکر سے اکثر گونجتے رہتے ہیں''

شہزادی اور زیادہ خوش ہوئی..... پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی- ''تم..... بہت مہربان ہو اجنبی! امید ہے کہ ہماری ایک فکر کو بھی دور کر دو گے- ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اس تصویر کے راز سے واقف ہو جو تین دن سے ہمارے خیمے کے پاس کسی نہ کسی وقت آویزاں کی جاتی ہے''

اجنبی نے ادھر ادھر دیکھا پھر بولا ''شہزادی معظم! یہ ٹھیک ہے کہ میں اس راز سے واقف ہوں مگر راز' راز ہوتا ہے اسے یوں مجمع عام میں تو نہیں بیان کیا جا سکتا''

شیریں مسکرائی اور بولی ''تم ایک قابل اعتماد آدمی نظر آتے ہو اجنبی! ہمارے ساتھ خیمے میں چلو- وہاں بیٹھ کر اطمینان سے گفتگو ہو گی''

اجنبی نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا- شہزادی شیریں نے سہیلیوں کو خیموں میں واپس جانے کا حکم دیا اور اجنبی کو لے کر اپنے خیمے کی طرف بڑھ گئی-

اجنبی نے شیریں کو بتایا تھا کہ اس کے حسن کا تذکرہ ایران کے شاہی دربار میں بھی ہوتا ہے- اس کا یہ کہنا کچھ غلط بھی نہ تھا- شیریں کا حسن ایسا نہ تھا کہ ارمن' گرجستان کی حدود میں قید ہو کر رہ جاتا- مشرق اور مغرب کے کئی راستے گرجستان اور ارمن سے گزرتے تھے- قافلوں کے تاجر جب اس علاقے سے گزرتے تو ان کے کان' شیریں کے..... حسن فسوں ساز کے افسانوں سے نا آشنا نہ رہتے- بعض تاجروں نے تو شیریں کو قاف کے سبزہ زاروں میں ہرنی کی طرح چوکڑیاں بھرتے بھی دیکھا تھا- کچھ کو اس سے ہمکلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا تھا- یہ جدھر سے گزرتے' جہاں جاتے' شیریں کے حسن کی داستانیں بکھیرتے جاتے- اس زمانے میں ایشیا اور یورپ میں دو عظیم طاقتیں تھیں- ایک طاقت' سلطنت روما تھی اور دوسری ایرانی بادشاہت تھی جس کے تخت پر اس وقت' نوشیرواں کا بیٹا ہرمز متمکن تھا-

ان دو عظیم سلطنتوں کے علاوہ ایک اور طاقت یا سلطنت تھی جو بڑی تیزی سے ابھر کر سامنے آ رہی تھی..... یہ سلطنت تھی مدینہ طیبہ کی اسلامی حکومت..... مدینے کی اس چھوٹی سی ریاست کے حاکم اعلیٰ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کی ولادت باسعادت کے وقت ایوان کسریٰ کے کنگرے گر گئے تھے اور ایران کا سب سے بڑا آتش کدہ بجھ گیا تھا--- لیکن اس ریاست نے ابھی اتنا زور نہیں پکڑا تھا-

ایران کا جوان العمر ولی عہد شہزادہ خسرو پرویز' اس وقت باپ کی طرف سے صوبہ رے کا گورنر تھا اس کا عنفوان شباب تھا آرزوئیں اور امنگیں انگڑائیاں لے رہی تھیں- ولی عہد ہونے کے

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

اعتبار سے بڑی مراعات حاصل تھیں اگرچہ اس کے اپنے باپ سے اختلافات تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ولی عہد اگر کسی چیز کو حاصل کرنا چاہے تو کوئی اسے روک سکے- اڑتے' اڑتے شیریں کی امڈتی جوانی کی خبر اس کے کانوں تک پہنچی تو اس کی طبیعت مچل گئی اور بضد ہوا کہ شیریں کو کسی طرح اس کے محل میں لایا جائے-

ولی عہد کے سامنے' شیریں کا ذکر اس کے مصاحب خاص شاہ پور نے کچھ اس انداز سے کیا کہ عجم کا یہ شہزادہ' شیریں کا نادیدہ عاشق ہوگیا اور اس نے شاہ پور سے کہا کہ جس طرح بھی بن پڑے' شیریں کو ایران اڑا لائے-

شاہ پور نے لاکھ عذر کیا کہ شیریں' ملک ارمن وگرجستان کی ولی عہد شہزادی ہے اسے قابو کرنا ناممکن ہے مگر شہزادہ سر ہوگیا اور شاہ پور کو حکم دیا کہ جس طرح بھی بن پڑے- شیریں کو لاؤ' ورنہ.....

شہزادوں اور بادشاہوں کی' ورنہ کا مطلب کون نہیں جانتا- شاہ پور بہت پچھتایا کہ اس نے شہزادے کے سامنے شیریں کا ناحق ذکر کیا- اب جان پر بن آئی تو تدبیریں سوچنے لگا- شاہ پور بڑا عقلمند اور اپنے وقت کا ایک نامور مصور تھا- اس لئے اس کے ذہن رسا نے کام کیا-

وہ شہزادے سے وعدہ کر کے گھر آیا اور بڑی محنت سے شہزادے کی کئی انتہائی خوبصورت تصویریں' ایک ہی قسم کی بنائیں- ایسی کہ دیکھنے والے کو کوئی فرق محسوس نہ ہو..... پھر اس نے تصویریں تھیلے میں ڈالیں اور یزداں' کا نام لے کر نکل کھڑا ہوا- ایرانی' اس زمانے میں آتش پرست تھے.....اور زرتشتی کہلاتے تھے- ان کے خیال میں یزداں طاقت کا سرچشمہ تھا-

ریاست ارمن وگرجستان میں پہنچ کر شاہ پور کو معلوم ہوا کہ شہزادی شیریں اپنی سہیلیوں کے ساتھ مرغزاروں میں شکار کھیلنے گئی ہے- پتہ لگاتے لگاتے آخر وہ اس مقام پر جا پہنچا- ایک سے ایک مہ جبین سبزہ زار میں کلیلیں کرتی نظر آتی تھی- شاہ پور' شہزادی شیریں کو پہچانتا نہ تھا- اس کے سامنے سے جو بھی لڑکی گزرتی' وہ اس کے حسن کو دیکھ کر اسے شیریں سمجھ بیٹھتا- شاہ پور ایک گھنے درخت کی آڑ میں بیٹھا' تمام دن یہ تماشا دیکھتا رہا لیکن وہ یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ ان میں شیریں کون ہے- یہاں تک کہ شام ہوگئی اور تمام حسینائیں اپنے اپنے خیموں میں آرام کرنے چلی گئیں-

شاہ پور نے دن کو خیمے دیکھے تھے- تقریباً سب ہی خیمے ایک جیسے تھے صرف ایک خیمہ ذرا بڑا معلوم ہوتا تھا- اس نے اندازہ لگایا کہ شاید یہی شہزادی شیریں کا خیمہ ہے-

رات ہوتے ہی وہ اپنی جائے پناہ سے نکلا اور شہزادی کے خیمے کے عین مقابل' درخت کی ایک شاخ پر شہزادے خسرو پرویز کی تصویر آویزاں کر دی- وہ درخت شہزادی کے خیمے سے کچھ دور نہ تھا- اس لئے صبح ہوتے ہی تصویر کا ہنگامہ شروع ہوگیا- اس طرح شاہ پور' درختوں پر تصویریں آویزاں کر کے شیریں کے تجسس اور شوق میں اضافہ کرتا رہا.....اور جب اس نے محسوس کیا کہ اب معاملہ بگڑ جائے گا تو اجنبی مسافر بن کر شیریں اور اس کی سہیلیوں کے سامنے آ گیا-

شیریں' شاہ پور کو لے کر اپنے خیمے میں پہنچی اور اسے بڑی عزت سے بٹھایا- شہزادی شیریں نے پہریدار کنیز کو حکم دے دیا کہ کوئی خیمے میں نہ آنے پائے-

پہلے شیریں نے شاہ پور کی تواضع کی- اس دور میں مرد اور عورت یکساں طور پر شراب پیتے تھے- آتش پرستوں میں اب تک شراب جائز ہے-

خاطر تواضع کے بعد' شیریں نے مطلب کی بات کی اس نے پوچھا ہاں اجنبی مسافر اب بتاؤ کہ یہ تصویر کس نے پری زاد کی ہے کیونکہ اس دنیا کا کوئی جوان تو اس قدر خوبصورت ہونے سے رہا-

شیریں نے اپنے پہلے ہی جملے میں تصویر کے ساتھ اپنی دلچسپی کا اظہار کر دیا تھا- اس کے ساتھ شیریں نے یہ بات جس لہجے اور جس انداز میں کہی تھی اس سے بھی شاہ پور کو یہ سمجھنے میں دقت نہ ہوئی کہ شیریں تصویر سے بہت متاثر ہے لیکن شاہ پور بہت چالاک تھا وہ ہر بات کا پہلے سے یقین کر لینا چاہتا تھا- تاکہ اس کی زبان سے کوئی ایسا جملہ نہ نکل جائے جو بنا بنایا کھیل ہی بگاڑ دے-

شاہ پور نے بہت سنبھل کر مگر لاپرواہی کے ساتھ جواب دیا.....شہزادی شیریں! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اس تصویر میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہیں؟ اگر آپ کو اس کا نام اور پتہ معلوم بھی ہو جائے تو آپ کیا کریں گی؟

شیریں کچھ سوچتے ہوئے بولی اس کا فیصلہ تو ہم بعد میں کریں گے- پہلے تم' اس کا نام اور پتہ

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

بتاؤ۔

شاہ پور بولا: شہزادی شیریں! میں جانتا ہوں کہ آپ ملک ارمن اور گرجستان کی ولی عہد ہیں لیکن جس شخص کی یہ تصویر ہے اس کی حیثیت شاید آپ سے بھی زیادہ بلند ہو۔

شہزادی کا اشتیاق اور بڑھا اس نے پوچھا۔ کیا یہ بھی کسی بڑے ملک کا شہزادہ ہے یہ تو اور اچھا ہوا

شاہ پور نے فوراً پلٹا کھایا اور بولا: شہزادی صاحبہ! اگر میں یہ کہوں کہ یہ شہزادہ نہیں بلکہ ایک گڈریئے کا لڑکا ہے تو کیا آپ مجھ سے اس کا نام پتہ نہ پوچھیں گی؟

شہزادی نے ایک سرد سانس لی اور کہا: اجنبی مسافر! یہ کوئی بھی ہو مگر اس نے ہمارے دل کے تار جھنجھنا کر رکھ دیئے ہیں۔ تم اس کا نام اور پتہ بتاؤ۔ ہم ایک بار اس سے ضرور ملیں گے۔ اگر وہ گڈریا ہے تو اسے بلا کر ہم ایک بار دیکھیں گے ضرور۔

شاہ پور دل میں خوش ہوا کہ اس کی تدبیر کامیاب رہی اور شہزادی شیریں کے دل میں خسرو پرویز کی محبت پیدا ہو گئی۔ اس نے ذرا ٹھہر کر کہا۔

شہزادی صاحبہ! آپ دل چھوٹا نہ کریں۔ جس تصویر کو آپ کی بلند نظر نے پسند کیا ہے وہ تصویر والا بھی اتنا ہی بلند نظر ہے۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ تصویر دولت ساسانیہ ایران کے ولی عہد شہزادے کی وجاہت اور خوبصورتی تصویر کے خطوط میں اچھی طرح نہیں سما سکتی بلکہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سے ایک بار جو ملتا ہے اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔

کیا تم شہزادے سے ملے ہو مسافر؟ شیریں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

کیوں نہیں شہزادی میں تو اس کا پورے چھ مہینے مہمان رہا ہوں۔ شاہ پور نے جال بچھانا شروع کیا۔ میں ایک جہاں گرد ہوں۔ ملکوں ملکوں کی سیر کی ہے لیکن یقین کیجئے کہ ایسا جوان رعنا میری نظروں سے نہیں گزرا بڑا خلیق ملنسار ہنس مکھ جدھر نظر اٹھاتا ہے دو شیزائیں دل کا نذرانہ لے کر آ جاتی ہیں مگر بڑا بلند نظر ہے۔ شہزادہ ہے مزاج بھی شاہانہ پایا ہے ایرانی لڑکیاں تو اس کی نظر میں جچتی ہی نہیں۔ تم سے بہت دوستی ہے شہزادے کی؟ شیریں نے شاہ پور کو ٹٹولا۔

دیکھئے شہزادی صاحبہ! میں ایک معمولی جہاں گرد اور وہ ولی عہد عجم۔ شاہ پور بولا۔ میں اس کی

دوستی کا دم کیسے بھر سکتا ہوں؟ لیکن جتنے عرصے میں اس کی صحبت میں رہا وہ کمال مہربانی سے پیش آیا۔ میں اس کی نوازشوں سے بہت شوخ ہو گیا تھا۔ روز نئی نئی فرمائشیں کرتا اور وہ بلا عذر پوری کی جاتیں۔ اس نے میری کوئی بات کبھی نہیں ٹالی۔..... آپ چاہے دوستی سمجھئے چاہے کچھ اور

شاہ پور نے اپنے خیال میں شہزادی شیریں پر خوب روغن قاز ملا اور شہزادہ خسرو پرویز کی اس قدر تعریف کی کہ شیریں کے دل میں خسرو سے ملنے کی آرزو بڑی شدت سے کروٹیں لینے لگی۔

شیریں بھی بڑی عقلمند تھی۔ اس نے باتوں میں اجنبی مسافر سے یہ تو معلوم کر لیا تھا کہ اس کے شہزادے خسرو پرویز کے ساتھ گہرے تعلقات رہ چکے ہیں شاہ پور نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ شہزادہ اس پر بڑا اعتماد کرتا تھا اور اپنے دل کا حال بھی بیان کر دیا کرتا تھا غرض یہ کہ شیریں نے اپنے مطلب کی ہر بات شاہ پور سے پوچھ لی اور شاہ پور نے اپنے مطلب کی ہر بات اسے بتائی اور سمجھا دی۔

شہزادی شیریں خسرو پرویز کی تصویر دیکھ کر اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔ اس کا سیر و شکار سے جی اچاٹ ہو گیا۔ اس نے واپسی کا حکم دیا اور شاہ پور کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ کچھ عرصے شیریں کا مہمان رہے گا۔ شاہ پور تو دل سے یہی چاہتا تھا کیونکہ اس طرح اسے شیریں کے قریب رہ کر اس کے دل میں خسرو پرویز کی محبت پیدا کرنے کا موقعہ ملے گا۔ ادھر شیریں اسے پانے ساتھ رکھ کر اس کا مکمل اعتماد حاصل کرنا چاہتی تھی تاکہ کسی مناسب موقعے پر اس کے تعاون سے خسرو پرویز سے ملاقات کا ڈول ڈالا جائے۔

ولی عہد شہزادہ خسرو خوش تھا کہ اس کا مصاحب دو چار ماہ میں شیریں کو رام کر کے رے میں لے آئے گا۔ لیکن تدبیر کند بندہ اور تقدیر کند خندہ..... خسرو پرویز کے یہ سہانے خواب ایک دم چکنا چور ہو گئے اور خسرو پرویز کا عشق شیریں تو ایک طرف رہا خود اسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔

شاہ پور کو ارمن گرجستان گئے ہوئے ابھی دو دن بھی نہ گزرے تھے کہ دولت ساسانیہ سلطنت ایران میں ایک زبردست انقلاب رونما ہو گیا۔

ایران کا شہنشاہ نوشیرواں کا بیٹا ہرمز تھا۔ اس میں حکمرانی کی زیادہ اہلیت نہ تھی۔ سلطنت روما کی فوجیں برابر ایرانی سرحدوں پر دستک دے رہی تھیں۔ شمال میں ترک حملے کر رہے تھے۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

ہرمز کا ایک سردار بہرام چوبیں نام کا تھا- چوبیں اسے اس لئے کہتے تھے کہ وہ لکڑی کی طرح سوکھا اور دبلا پتلا تھا لیکن بے حد بہادر اور دور اندیش' بہرام چوبیں نے اپنی شجاعت سے رومیوں اور ترکوں کو پے در پے شکستیں دیں اور اپنی دھاک بٹھا دی- پورا ایرانی لشکر بہرام چوبیں کا دم بھرنے لگا- بہرام کی شہرت اور ہر دلعزیزی شہنشاہ ایران ہرمز کو ناگوار گزری اور اسے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں بہرام تخت ایران پر قبضہ نہ کر لے- ہرمز کا یہ خطرہ کچھ بے جا بھی نہ تھا-

بہرام' ایران کے نامور خاندان' مہران کا فرد تھا اور خاندان مہران کا دعویٰ تھا کہ وہ اشکانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں- ایران کی شہنشاہیت پہلے ہی اشکانیوں کے ہاتھ میں تھی- اسی وجہ سے بہرام چوبیں کے دل میں بھی شہنشاہ ایران بننے کا خیال پیدا ہوا تھا- اس وقت فوج اس کے ساتھ تھی- اس لئے اس کا یہ خیال پختہ ہو گیا اور موقعہ تلاش کرنے لگا-

ہرمز زیادہ دور اندیش نہیں تھا- اس نے بہرام چوبیں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے گھبرا کر علی الاعلان اس کی تذلیل کرنا شروع کر دی- بہرام کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہ خاموشی سے ذلتیں برداشت کرتا رہا اور اپنی طاقت بڑھاتا رہا- اسے ہرمز کی مطلق پرواہ نہ تھی لیکن وہ شہزادہ خسرو پرویز سے بہت خائف تھا کیونکہ پرویز حد درجہ بہادر تھا اور عوام بھی کسی حد تک اس کے ہمنوا تھے- بہرام چوبیں نے ہرمز کے خلاف تو کوئی قدم نہ اٹھایا بلکہ شہزادے کو راستے سے ہٹانے کے لئے ایک عجیب تدبیر کی-

بہرام چوبیں' اس وقت آذربائیجان کا حاکم تھا اس نے سناروں کو بلوا کر چاندی سونے کے ایسے سکے ڈھلوائے جن پر ہرمز کی بجائے خسرو کا نام لکھا گیا..... پھر اپنے اعتماد کے چند تاجروں کو وہ سکے دے کر' ایران کے دارالسلطنت مدائن بھیجا- سوداگر سکھائے پڑھائے تھے انہوں نے وہ سکے مدائن میں چلائے سکوں پر ولی عہد خسرو پرویز کا نام تھا اس لئے زیادہ لوگوں نے اعتراض نہیں کیا پھر بھی یہ خبر اڑتے اڑتے بادشاہ تک پہنچی- ہرمز نے سکے منگوا کر دیکھے اور ولی عہد کا نام دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا- باپ' بیٹے میں پہلے کچھ ان بن تھی ان سکوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہرمز نے ان سوداگروں کو بلوایا جو یہ سکے لائے تھے- انہوں نے دربار میں آ کر تصدیق کی کہ یہ سکے ولی عہد کے علاقے ''رے'' میں چل رہے ہیں اور چونکہ ان پر ولی عہد کا نام ہے اس لئے کوئی اعتراض نہیں کرتا

ہرمز آپے سے باہر ہو گیا- اس نے قاصد کے ذریعے خسرو پرویز سے باز پرس کی- خسرو اس

سازش سے قطعی لاعلم تھا- اس نے اپنی بے گناہی کی لاکھوں دلیلیں دیں لیکن ہرمز کا دل صاف نہ ہوا اور وہ' اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا کہ خسرو پرویز' اس کی زندگی ہی میں ایران کا شہنشاہ بننا چاہتا ہے-

دربار مدائن میں شہزادے خسرو پرویز کے ہمدرد بھی موجود تھے..... وہ جانتے تھے کہ ہرمز کے بعد ایک نہ ایک دن خسرو پرویز ہی ایران کے تخت پر بیٹھے گا- یہ لوگ دربار کی دم دم کی خبریں شہزادے کو پہنچاتے تھے- ہرمز' بیٹے کے اتنا خلاف ہوا کہ ایک دن اس نے خسرو پرویز کی گرفتاری کا حکم جاری کر کے' چند سواروں کو اس کی گرفتاری کے لئے روانہ کر دیا-

اس خبر سے خسرو کے بہی خواہوں میں کہرام مچ گیا- انہوں نے فوراً..... برق رفتار قاصد کے ذریعے خیرو کو مطلع کیا کہ تمہاری گرفتاری کے لئے سرداروں کا ایک دستہ روانہ ہو چکا ہے- اپنے بچاؤ کی جو صورت ممکن ہو وہ کر لے-

خسرو اس معاملے میں بے گناہ تھا مگر دربار میں پیش ہونے کی ہمت نہ ہوئی- اور وہ گھبرا کر ''رے'' سے تن تنہا نکل کھڑا ہوا- لیکن اس برے وقت میں بھی اس کے دل میں شیریں ہی کا خیال جاگزیں تھا- اس نے چلتے وقت محل سرا کی منتظمہ کو بلا کر تاکید کی کہ شیریں نام کی ایک حسینہ یہاں آئے گی- اسے عزم و احترام سے محل میں رکھا جائے اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے- یہ کہہ کر خسرو پرویز گھوڑے پر بیٹھا اور رات کی تاریکی میں گم ہو گیا-

وہ رات بھر انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرتا رہا- صبح کا سویرا ہوا تو اس نے گھوڑا روکا اور سوچنے لگا کہ کدھر جایا جائے- رات بھر تو وہ موت سے بھاگتا رہا تھا اسے خبر نہ تھی کہ کدھر جا رہا ہے لیکن ذرا ہوش ٹھکانے آئے اور خطرہ دور ہوا تو راستہ متعین کرنے کا خیال آیا- اس محبت کا برا ہو کہ اسے خیال آیا تو شیریں کا اس نے سوچا کیوں نہ ملک ارمن گرجستان چلا جائے اور شیریں سے حال دل بیان کیا جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا مصاحب شاہ پور' راہ میں کسی کے ہاتھوں مارا گیا ہو یا کسی جنگلی درندے کا نشانہ بن گیا ہو-

اس خیال کے آتے ہی خسرو پرویز نے اپنے گھوڑے کی باگ ملک ارمن گرجستان کی طرف موڑ دی-

قسمت کی خرابی دیکھئے کہ جس گھڑی خسرو پرویز نے اپنے گھوڑے کی باگ' ارمن گرجستان

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

کی طرف موڑی- اس گھڑی' شہزادی شیریں شاہ پور سے اپنی پوشیدہ محبت کا راز اگل رہی تھی- شاہ پور کو شیریں کی مہمانی میں کافی عرصہ گزر چکا تھا اور وہ خود اس انتظار میں تھا کہ کوئی مناسب موقع دیکھ کر اپنی آمد کی سچی کہانی شیریں سے بیان کر دے لیکن یہ موقع خود شیریں نے فراہم کر دیا-

شیریں نے بڑی رازداری کے ساتھ شاہ پور سے کہا- ''اجنبی مسافر! میں آج تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں مگر اس خیال سے ڈرتی ہوں کہ کہیں تم یہ نہ سوچ کہ میں نے تمہاری مہمان نوازی اس غرض کے تحت کی ہے-''

شاہ پور کے لئے یہی موقع مناسب تھا- وہ فوراً بولا ''شہزادی صاحبہ! یہ آپ کیا فرماتی ہیں؟ آپ کے حسن سلوک نے تو مجھے آپ کا غلام بنا دیا ہے- کاش آپ مجھے کوئی خدمت عطا فرمائیں تاکہ میں اسے بجا لا کر کچھ آپ کے احسانوں کا بدلہ اتار سکوں-''

شیریں کے دل کو بڑی تسلی ہوئی- اس نے کہا ''مسافر یہ بات کہنے کی تو نہیں لیکن اب دل سے مجبور ہوں-''

شاہ پور نے شہزادی شیریں کو خسرو پرویز کی محبت میں اس قدر سرشار دیکھا تو ہمت کر کے بولا- ''اگر آپ میری خطا معاف کر دیں تو شاید میں آپ کی کچھ خدمت کر سکوں-''

شیریں کا دل خوشی سے کھل اٹھا- اس نے فوراً کہا ''مسافر! میں نے تمہاری ایک نہیں ہزاروں خطائیں بغیر بتائے معاف کیں- اب بتاؤ' تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اور اس معاملے میں میری کیا مدد کر سکتے ہو؟''

شاہ پور نے دیکھا کہ اب راز کھولنے میں کوئی حرج نہیں تو وہ بولا ''شہزادی صاحبہ! میری سب سے بڑی خطا یہ ہے کہ میں آج تک آپ کو دھوکہ دیتا رہا ہوں- نہ میں صحرانورد ہوں نہ آوارہ گرد''

''.....پھر تم کون ہو؟'' شہزادی غصے سے چیخ کر بولی-

''کیوں دھوکہ دیا' تم نے مجھے؟''

شاہ پور نے مسکرا کر جواب دیا- ''شہزادی صاحبہ! آپ غصہ..... نہ فرمائیے- میری ہزار خطائیں آپ پہلے ہی معاف فرما چکی ہیں..... اب سنئے' میں کون ہوں اور میں نے آپ کو دھوکہ کیوں دیا؟ شہزادہ خسرو پرویز کی تصویریں جنہیں دیکھ کر آپ اپنا دل ہار بیٹھی ہیں' دراصل میری بنائی

ہوئی ہیں- میرا نام شاہ پور ہے اور میں ایران کا ایک مشہور مصور ہوں-''

شہزادی کا غصہ قدرے کم ہوا- اس نے نرمی سے کہا- ''چلو میں مانے لیتی ہوں کہ تمہارا نام شاہ پور ہے اور تم نے ہی یہ تصویریں بنائی ہیں مگر تم' انہیں یہاں کیوں لائے ہو؟ پھر ہمارے خیمے کے قریب' درخت کی شاخ پر آویزاں کرنے سے تمہارا کیا مقصد تھا؟''

شاہ پور کے چہرے پر اب بھی شرارت آمیز مسکراہٹ تھی- اس نے کہا ''شہزادی صاحبہ! دراصل مجھ سے پہلی غلطی یہ ہوئی کہ میں شہزادے کے سامنے آپ کے حسن کی تعریف کر بیٹھا- میری بات کی بعض ایسے لوگوں نے تصدیق بھی کر دی جو آپ کے جمال جہاں آرا کو اپنی آنکھ سے دیکھ چکے تھے- بس' پھر کیا تھا' شہزادہ خسرو پرویز میرے سر ہو گیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو شہزادی شیریں کو میرے پاس لاؤ- میں نے شہزادے کو لاکھ سمجھایا مگر وہ آپ کا ایسا نادیدہ عاشق ہوا کہ حکم دیا' اگر میں آپ کو اس کے پاس نہ لے گیا تو وہ مجھے قتل کر دے گا- شہزادی صاحبہ! یہ تمام پاپڑ' میں نے اپنی جان بچانے کے لئے بیلے ہیں-''

یہ سن کر شہزادی کا خوشی سے برا حال ہو گیا لیکن وہ شاہ پور سے شرمندہ تھی کہ اس نے اسے غصے میں سخت سست کہا-

شاہ پور سمجھ گیا کہ شہزادی شرمندگی کی وجہ سے خاموش ہے- آخر اس نے خود ہی شہزادی کو چھیڑا- ''شہزادی صاحبہ! ہر چند کہ آپ نے میری ہزار خطائیں معاف کر رکھی ہیں لیکن میں نے جو غلطی کی ہے' اس کی سزا مجھے ضرور ملنا چاہئے- فرمائیے' آپ میرے لئے کیا سزا تجویز کرتی ہیں؟''

شیریں سمجھ گئی کہ شاہ پور اسے چھیڑ رہا ہے- اس نے بھی چہرے پر مصنوعی غصہ طاری کرتے ہوئے کہا ''ہاں شاہ پور! تمہیں سزا ملے گی- ایسی سنگین سزا کہ تم عمر بھر یاد رکھو گے- ہمارے ملک میں دھوکے باز کو معاف نہیں کیا جاتا- خواہ اس سے معافی کا پہلے وعدہ بھی کر لیا ہو-''

شاہ پور نے شیریں کی طرف دیکھا- اس کا چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا- شاہ پور ڈر گیا اور افسوس کرنے لگا کہ ناحق اس نے شہزادی کو چھیڑا- ان بادشاہوں اور شہزادیوں کا کیا ٹھیک' گھڑی میں تولہ' گھڑی میں ماشہ- کبھی تو گالی سن کر خوش ہوتے ہیں اور انعام دیتے ہیں اور کبھی تعریف کرنے پر بھی بگڑ جاتے ہیں اور سر قلم کرا دیتے ہیں-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

تیسرا باب

شاہ پور نے گھبرا کر پوچھا ''شہزادی صاحبہ! کیا آپ واقعی مجھے سزا دیں گی؟ میں تو یونہی جھوٹ کہہ رہا تھا۔''

شہزادی اس طرح غصے سے بولی ''یہ تمہارا دوسرا جرم ہے کہ تم' ہمارے سامنے جھوٹے بولے۔ تمہاری سزا اور سخت ہوگئی۔''

شاہ پور ڈر کر خاموش رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے بولنے سے شہزادی اور ناراض ہو جائے اور اس کی سزا میں بھی اضافہ ہو جائے۔

شہزادی شیریں نے کہا ''شاہ پور! تم نے شہزادہ خسرو پرویز سے ہمارا ذکر کیا۔ اس نے تمہیں ہمارے پاس بھیجا کہ تم ہمیں اس کے پاس لے جاؤ' تم نے اس کی تصویریں بنا کر راستوں میں لٹکائیں اور اب ہمیں یہ دھوکہ دے رہے ہو کہ شہزادہ خسرو پرویز ہمارا نادیدہ پرستار ہے۔''

''جی ہاں' شہزادی صاحبہ!'' شاہ پور حوصلے سے بولا۔ ''میں نے جو کہا ہے' اس میں رتی بھر جھوٹ نکلے تو آپ' میری گردن اڑا دیں۔''

''کیا شہزادہ خسرو پرویز اتنا ہی خوبصورت ہے جتنا تصویر میں نظر آتا ہے؟'' شہزادی نے دل کی بے چینی سے مجبور ہو کر پوچھا۔ اس کا مصنوعی غصہ کافور ہو چکا تھا۔

شاہ پور بولا۔ ''اس کی میں ضمانت دیتا ہوں' شہزادی صاحبہ...... آپ' شہزادہ خسرو پرویز کو دیکھیں گی تو کہیں گی کہ وہ تصویر سے کہیں زیادہ بانکا جوان ہے۔''

''لیکن مشکل تو یہی ہے کہ میں اسے دیکھوں کیونکر؟'' شیریں نے بڑی حسرت سے کہا۔ ''شہزادہ ایران میں ہے اور میں یہاں اس سے ہزاروں کوس دور ارمن و گرجستان میں ہوں۔''

www.urdufanz.com

''اگر آپ میرا مشورہ مانیں تو یہ مشکل بھی آسان ہو سکتی ہے۔'' شاہ پور نے گرم لوہے پر چوٹ لگائی۔

شہزادی شیریں کھل اٹھی۔ ''بتاؤ' شاہ پور! میں تو اس سے ملنے کے لئے جان کی بازی بھی لگا سکتی ہوں۔''

شاہ پور نے اپنا منصوبہ پہلے ہی تیار کر لیا تھا۔ وہ بولا ''آپ کی پھوپھی مہین بانو کے پاس' شبدیز نام کا ایک برق رفتار گھوڑا ہے' آپ شکار کے بہانے' ان سے وہ گھوڑا مانگئے' سہیلیوں کو ساتھ لے کر شکار پر جائیے پھر موقع پا کر شبدیز کا رخ ایران کی طرف کر دیجئے۔ اس کی تیزی کو کون پا سکتا ہے۔ کوئی آپ کی گرد کو بھی نہ پہنچے گا اور آپ ایران پہنچ جائیں گی۔ ایران میں سیدھی ولی عہد شہزادے کے محل پر جائیے گا پھر دیکھئے گا کہ شہزادہ کیسے آپ کو سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔ آپ کو پا کر وہ آپ ہی کی زلف گرہ گیر کا اسیر نہ ہو جائے تو میرا نام بدل ڈالئے گا۔''

شاہ پور نے بڑی چرب زبانی سے باتیں کیں۔ جب تک وہ بولتا رہا' شیریں پر سحر سا طاری رہا۔ جب شاہ پور خاموش ہوا تو شیریں جیسے خواب سے چونکی۔ اس نے کہا۔ ''شاہ پور تم نے ترکیب تو بڑی پیاری بتائی ہے۔ میں ابھی ملکہ پھوپھی کے پاس جاتی ہوں۔ امید تو ہے کہ وہ میری بات نہ ٹالیں گی۔''

شہزادی شیریں چلنے لگی تو شاہ پور نے پوچھا۔ ''اور اس خادم کے لئے کیا حکم ہے؟ میرا بھی کوئی فیصلہ کرتی جائیے۔''

شیریں نے ہنس کر کہا۔ ''شاہ پور! تم اس وقت تک ہمارے مہمان رہو گے' جب تک میں ایران سے واپس نہیں آ جاتی۔ اگر تم بھی غائب ہو گئے تو پھر ہم پر طرح طرح کے شک و شبہے ہوں گے۔''

شاہ پور کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ وہ شیریں کا منہ دیکھتا رہ گیا۔

شہزادی اپنے خیال میں مگن ملکہ کے محل کی طرف جا رہی تھی۔ ملکہ اور شیریں کے محلوں کے درمیان ایک طویل راہداری تھی۔ شیریں سر جھکائے راہداری سے گزر رہی تھی کہ کسی سے ٹکراتے

ٹکراتے بچی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو وہ ملکہ مہین بانو تھیں۔

شہزادی شیریں نے ادب سے سلام کیا اور بولی۔ ''معاف کیجئے گا' ملکہ پھوپھی! بے خیالی میں آپ کو بالکل نہ دیکھ پائی تھی۔''

جہاندیدہ ملکہ نے ہنس کر کہا۔ ''جوانی اتنی بے خیال نہ ہونا چاہئے۔''

شیریں کی جیسے چوری پکڑی گئی۔ وہ شرمندہ ہوگئی۔ اس نے بات ٹالنے کے لئے کہا۔ ''آپ کہاں تشریف لے جا رہی ہیں؟''

''تمہارے پاس' شیریں بیٹی!'' ملکہ نے کمال محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ''بیٹی! اس دنیا میں اب سوائے تمہارے میرا اور کون ہے۔ تم ایک دن نظر نہ آؤ تو دل کو دھکے لگ جاتے ہیں..... کل سے تمہیں نہیں دیکھا تھا۔ میں نے سوچا۔ چلو' خود ہی چل کر اپنی بیٹی کو دیکھتے ہیں کہ وہ اس قدر کیا مشغول ہے کہ پھوپھی کو بھی بھول گئی۔''

''آپ نے کیوں تکلیف فرمائی؟'' شیریں اور زیادہ شرمندہ ہو کر بولی۔ ''مجھے بلوا لیا ہوتا..... چلئے' میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔ ویسے میں آپ ہی کے پاس جا رہی تھی۔''

ملکہ نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے' شیریں! کچھ گھبرائی ہوئی ہو' تم؟''

''نہیں تو' ملکہ پھوپھی!'' شیریں نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

دونوں ملکہ کے محل کی طرف واپس ہوئیں۔ راہداری کے اختتام پر پائیں باغ تھا۔ باغ میں ایک پیڑ کے نیچے شبدیز چارے پر جھکا ہوا تھا۔ ان کی آہٹ پر اس نے گردن اٹھائی اور کنوتیاں کھڑی کر لیں۔

شیریں نے موقع غنیمت جانا اور بولی۔ ''ملکہ پھوپھی! یہ شبدیز ہے نا!''

''ہاں' میری نور نظر! لیکن تم اتنے تعجب سے کیوں پوچھ رہی ہو؟'' ملکہ مہین بانو نے مسکرا کر پوچھا۔

شیریں کو احساس ہوا کہ اس کا سوال بالکل بے تکا تھا۔ وہ روز گھوڑے کو اسی جگہ چارہ کھاتے دیکھتی تھی۔ بہرحال اسے بات تو کچھ نہ کچھ بنانی تھی۔ جلدی سے بولی۔ ''بڑا پیارا گھوڑا ہے ملکہ

پھوپھی! سنتی ہوں کہ یہ ہوا سے زیادہ تیز دوڑتا ہے؟''

ملکہ مہین بانو نے اپنے خاص کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''شیریں! یہ سب کچھ تمہارا ہی ہے۔ میرے بعد ایک شبدیز کیا' ساری سلطنت تمہاری ہوگی''

''ایسا نہ کہئے ملکہ پھوپھی! کاش' میری عمر بھی آپ کو لگ جائے۔'' شیریں نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

ملکہ اور شیریں بیٹھ گئیں تو ایک کنیز نے ان کے سامنے خشک میوہ اور مشروب لا کر رکھا۔

''ملکہ پھوپھی! مجھے' شبدیز بہت اچھا لگتا ہے۔''

ملکہ نے ہنس کر پوچھا۔ ''اے بیٹی! آج تیرے دماغ پر شبدیز کیوں سوار ہو گیا ہے' چاہتی کیا ہے؟''

''صرف ایک بار اس پر سواری کرنے کی آرزو ہے۔'' شیریں نے آخر کہہ ہی دیا۔ ''میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس پر بیٹھ کر کیسا لگتا ہے؟''

وہ سوچنے لگی

شیریں نے اسے خیال میں گم دیکھا تو سمجھی کہ بس' ملکہ انکار کرنے والی ہے۔ اس نے فوراً دوسرا حملہ کیا۔ ''ملکہ پھوپھی! اگر آپ کو میری بات بری لگی تو معاف کر دیجئے۔ پھر کبھی شبدیز کا نام نہ لوں گی۔''

''میری بچی! میری شیریں!'' ملکہ مسکراتے ہوئے بولی۔ ''تو تو میری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔ ایک شبدیز کیا تیرے اوپر سے ہزاروں شبدیز قربان کر دوں۔ تو کہے تو اس کی کھال کی جوتیاں بنوا کر تجھے پہناؤں۔ میں تو صرف یہ سوچ رہی تھی کہ میں اب لب گور ہوں۔ تو ہی اس ریاست کی ولی عہد ہے۔ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوگئی تو میں کیا کروں گی؟ یہ ریاست کون سنبھالے گا۔ شبدیز کوئی عام گھوڑا نہیں بلکہ بڑا منہ زور ہے۔ کسی کے قابو میں نہیں آتا۔''

شیریں اٹھا کر منہ بناتے ہوئے بولی۔ ''ملکہ پھوپھی! اگر آج میں ایک بے زبان جانور پر

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

قابو نہیں پا سکتی تو کل جو آپ مجھ پر ریاست کی ذمے داریاں ڈالنے والی ہیں' وہ کیسے سنبھال سکوں گی؟''

''پیاری شیریں! تیری یہی تو عقلمندی کی باتیں ہیں جن سے مجھے امید پیدا ہوتی ہے کہ میرے بعد تو اس ریاست کی باگ دوڑ سنبھالنے کی اہل ہے- جا' تو تیار ہو جا- میں' شبدیز کو تیار کرا کے تیرے محل میں بھیجتی ہوں-''

شیریں خوشی کے مارے' ملکہ سے لپٹ گئی پھر بولی-''ابھی نہیں' ملکہ پھوپھی! کل میں سیر و شکار کو جاؤں گی- اس وقت شبدیز کو تیار کروا کے بھجوا دیجئے گا-''

صبح کو پھر وہی حوران ارضی کا موجیں مارتا ہوا سمندر تھا..... اسی حسینائیں' نکہت و نور کی شعاعیں بکھیرتی میدان میں جمع ہوئیں..... شہزادی شیریں اپنی ملکہ پھوپھی کے ساتھ سب سے آخر میں آئی- منہ زور شبدیز' گردن اکڑائے' اصطبل سے نکال کر لایا گیا-

شبدیز کا محافظ اور سائیس' اسے بڑی مشکل سے قابو کئے ہوئے تھا- شبدیز بار بار زمین پر ٹاپیں مار رہا تھا اور دو ٹانگوں پر کھڑا ہو جاتا تھا..... اس کی شان سب سے جدا تھی- اس کی شکل و صورت تو گھوڑے جیسی تھی لیکن حرکات سکنات انسانوں کی مانند تھیں-

شبدیز نے چاروں طرف گردن گھما کر دیکھا پھر اس کی نظر ملکہ مہین بانو پر آ کر رک گئی..... پھر شبدیز' اپنے محافظ کو کھینچتا ہوا ملکہ کے پاس لے آیا- ملکہ' شبدیز کو اپنی طرف آتے دیکھ کر بہت خوش ہوئی- شبدیز ملکہ کے پاس پہنچ کر پہلے دو تین بار گردن ہلا کر ہنہنایا پھر اپنے پچھلے پیروں پر کھڑا ہو گیا- جیسے وہ ملکہ کو سلامی پیش کر رہا ہو- ملکہ نے شبدیز کو ہاتھ سے اشارہ کیا جیسے کہہ رہی ہو کہ تیرا سلام قبول ہوا- شبدیز' اس اشارے پر بالکل پرسکون ہو گیا-

ملکہ آہستہ آہستہ شبدیز کے پاس گئی پھر اس کے کان کے قریب اپنا منہ لے جا کر آہستہ سے کہا-''شبدیز! آج تجھے مستقبل کی ملکہ کو اپنی پشت پر لے جانا ہے- خبردار' جو اسے کوئی تکلیف ہوئی یا تو نے اس کے حکم سے منہ پھیرا-''

شبدیز نے گردن ہلائی اور پھر ادھر ادھر دیکھا- ملکہ اس کا مطلب سمجھ گئی- اس نے شہزادی

شیریں کو اشارے سے اپنی طرف بلایا- شیریں خوشی خوشی اس طرف چلی مگر چلنے سے پہلے اس نے قریب کھڑے ہوئے شاہ پور کو اس طرح دیکھا جیسے اسے الوداع کہہ رہی ہو- شیریں' شبدیز کے قریب پہنچی تو ملکہ نے شبدیز سے کہا-''شبدیز! پہچان لے' مستقبل کی ملکہ کو-''

شبدیز نے شیریں کو دیکھ کر' اس کے چاروں طرف دائرے کی شکل میں دو چکر لگائے- بیچارہ سائیس' اس کے ساتھ ساتھ گھسٹ رہا تھا- چکر لگانے کے بعد وہ بالکل پرسکون ہو کر شیریں کے سامنے آ کر رک گیا-

شیریں نے فتراک اور مشکیزے کے علاوہ' شبدیز پر دو بھاری تھیلے بھی بار کرائے- تھیلے دیکھ کر ملکہ کو پہلے تو کچھ تعجب ہوا پھر پتہ نہیں وہ کیا سمجھی کہ خود ہی مسکرا دی-

سامان لے جانے والی گاڑیاں' شہزادی کی بتائی ہوئی سمت میں پہلے ہی روانہ ہو چکی تھیں- سہیلیاں چلنے کے لئے تیار بلکہ بے چین تھیں- ملکہ مہین بانو نے شیریں کو کلیجے سے لگایا اور ہزاروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا- اس مختصر مگر دلفریب تقریب میں صرف دو مرد تھے باقی سب عورتیں تھیں- مردوں میں ایک شاہ پور تھا اور دوسرا سلطنت ارمن و گرجستان کا سپہ سالار-

شیریں نے مسکرا کر پھوپھی کو دیکھا پھر شبدیز کی باگ پر ہاتھ رکھ کر رکاب میں پیر ڈالا- رکاب میں پیر پڑنا تھا کہ شبدیز نے اپنے بدن کا پچھلا حصہ کچھ اس طرح اچھالا کہ شہزادی شیریں بغیر کسی دشواری کے ہوا میں اچھل کر شبدیز کی پیٹھ پر پہنچ گئی- پھر شبدیز نے چاہا کہ اپنے سوار کو لے کر اڑ جائے لیکن شہزادی نے مضبوطی سے راسیں کھینچے رکھیں- اس نے ملکہ پھوپھی کی طرف سر جھکا کر سلام کیا- ملکہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا کہ شہزادی نے راسیں ذرا ڈھیلی کر دیں-

اس کی سہیلیاں پہلے ہی روانہ ہو چکی تھیں اور تقریباً پانچ سو گز آگے جا کر شہزادی کا انتظار کر رہی تھیں- شبدیز کو ذرا ڈھیل ملی تو وہ بجلی کی طرح چمکا اور سرسر کی طرح سوار کو لے اڑا- شیریں کی..... سہیلیوں نے اسے آتے دیکھ کر اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا دی لیکن اسی وقت شبدیز' ان کے درمیان سے صاعقہ کی طرح کوندتا ہوا نکل گیا- اگر شیریں' اس کی راسیں نہ کھینچتی تو وہ اپنی سہیلیوں کی آنکھ سے اوجھل ہو جاتی-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

شیریں نے چمکار کر شبدیز کو روکا..... پھر جب اس کی سہیلیاں برابر آ گئیں تو ان کے ساتھ ساتھ' خراماں خراماں چلنے لگی- ابھی شبدیز سے کام لینے کا وقت نہیں آیا تھا کیونکہ شاہ پور نے اسے سمجھا دیا تھا- شبدیز کا رخ' ملک ایران کی طرف' اس وقت کرنا جب تم اپنے ملک سے بہت دور نکل جاؤ-

دوپہر تک شیریں اپنی سہیلیوں کے ساتھ ہنستی بولتی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی- دوپہر کے وقت انہوں نے تھوڑی دیر کے لئے ایک جگہ رک کر کھانا کھایا پھر آگے بڑھنے لگیں- سہ پہر تک وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ چلتی رہی-

.....پھر جب سورج کی روپہلی کرنیں سونا بکھیرنے لگیں تو شہزادی نے آہستہ سے شبدیز کی گردن تھپتھپا کر ایڑ لگائی- شبدیز ایک لمحے کے لئے پچھلے پیروں پر کھڑا ہوا جیسے وہ جسم کی تمام طاقت اکٹھی کر رہا ہو- پھر جو اس کے اگلے پیر زمین پر پڑے تو شبدیز بگولے کی مانند اڑنے لگا- یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ زمین پر دوڑ نہیں رہا ہے بلکہ ہوا کے سمندر میں تیر رہا ہے-

شیریں کی سہیلیوں نے حیرت سے دیکھا- پہلے انہیں خیال ہوا کہ شاید شبدیز کسی چیز سے بدک کر بھاگا ہے لیکن جب شبدیز شیریں کو لے کر نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ بہت گھبرائیں اور انہوں نے اس کے پیچھے اپنے گھوڑے ڈال دیئے لیکن شبدیز تو شبدیز تھا- وہ چھلاوہ بنا ایران کی طرف اڑا جا رہا تھا-

داستان شیریں کے سلسلے میں ایک تاریخی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے- اس لئے کہ اس قصے میں عربی اور ایرانی مورخین نے بالکل متضاد باتیں بیان کی ہیں- چونکہ عربی مورخین کی داستان شیریں بھی اتنی ہی دلچسپ ہے جتنی کہ ایرانی داستان ہے- اس لئے عربی داستان کا ایک مختصر خاکہ قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا- زینب بنت علی مصری نے اپنی کتاب ''الدر المشورفی طبقات رباب المخدور'' میں عربی مورخین کے حوالے سے لکھا ہے-

''شیریں' ارمن وگرجستان کی عیسائی لڑکی نہیں تھی بلکہ وہ بھی ساسانی خاندان خسروی سے تعلق رکھتی تھی اور نوشیرواں عادل کی نسل سے تھی- ممکن ہے کہ شیریں' نوشیرواں عادل کی کوئی قریبی

عزیزہ ہو- کیونکہ نوشیروان نے شیریں کو ایک ساسانی رئیس کے گھر پرورش کے لئے بھجوا دیا تھا- یہ کم عمر بچی' اس رئیس کے گھر میں رہتی تھی کہ وہاں نوشیرواں کا پوتا خسرو پرویز بھی بچہ ہی تھا' کہ آنا جانا شروع ہوا- خسرو امیر کے گھر آ کر شیریں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا-

نوشیروان عادل کے بعد جب اس کا بیٹا ہرمز تخت نشین ہوا تو خسرو پرویز' اس کی سب سے بڑی اولاد ہونے کی وجہ سے ولی عہد نامزد ہوا یا اس کے نامزد ہونے کے امکانات پیدا ہوئے-

وہ امیر جس کے گھر شیریں تھی' شاید یہ پسند نہ کرتا تھا کہ شیریں..... ایران کے ولی عہد کی محبوبہ بنے- اس لئے اس نے شیریں کو سختی سے منع کیا کہ وہ صاحب عالم ولی عہد بہادر سے زیادہ باتیں نہ کیا کرے لیکن وہ دونوں ابھی بچے تھے- انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور جب وہ دونوں اکٹھا ہو جاتے تو پھر دنیا سے لاتعلق ہو کر گھنٹوں کھیلتے رہتے- امیر کو یہ بات بری لگتی لیکن وہ' خسرو پرویز کو روک نہیں سکتا تھا- اس لئے غریب شیریں ہی کو ڈانٹا ڈپٹا رہتا-

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ وہ امیر جب گھر میں آیا تو اس نے شیریں کی انگلی میں ایک چمکدار انگوٹھی دیکھی- امیر نے شیریں سے انگوٹھی کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بچپن کی سادگی اور بھولپن سے صاف صاف بتا دیا کہ انگوٹھی اسے خسرو پرویز نے دی ہے- یہ سن کر امیر گھبرا گیا- اس نے سوچا کہ اگر شہنشاہ ہرمز کو معلوم ہو گیا تو کیا ہوگا- وہ گھبرا گیا کیونکہ شیریں کو نوشیرواں عادل نے اس امیر کے سپرد کیا تھا- چونکہ نوشیرواں مر کھپ گیا تھا- اس لئے شیریں کی واپسی کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ تھا- موجودہ شہنشاہ ہرمز کو بھی شیریں کے بارے میں کوئی علم نہ تھا- ان تمام باتوں کو سوچتے ہوئے امیر نے فیصلہ کیا کہ شہنشاہ وقت کی ناراضگی مول لینے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ شیریں کا جھگڑا ہی پاک کر دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری-

امیر نے اپنے معتمد ملازم کو بلا کر کہا کہ اس لڑکی کو لے جا کر دریائے دجلہ میں پھینک دے اور اس کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو- مالک کا حکم پا کر ملازم کسی بہانے سے شیریں کو دریا پر لے گیا..... شیریں اس کے بہلاوے میں دریا تک تو چلی گئی لیکن ذہین بچی تھی' ملازم کے تیور دیکھ کر سمجھ گئی کہ اس کی جان کی خیر نہیں اس نے ملازم کی خوشامد کرنا شروع کر دی کہ اس کو دریا میں نہ پھینکے-

Scanned By Saad
www.urdufan.com

ملازم کو اس پر رحم تو آیا لیکن وہ مالک کے حکم سے مجبور تھا- ملازم نے کہا کہ اگر میں نے تجھے دریا میں نہ پھینکا تو مالک مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا-

شیریں نے اپنی ذہانت سے کام لیتے ہوئے کہا کہ تمہارے مالک نے مجھے دریا میں پھینکنے کے لئے کہا ہے لیکن یہ حکم نہیں دیا- مجھے پانی میں ڈبو دو- اس کا حکم تم یوں پورا کر سکتے ہو کہ مجھے اتھلے پانی میں پھینک دو اور مالک سے جا کر کہہ دو کہ تم نے مجھے دریا میں پھینک دیا ہے- میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ تمام عمر تمہارے مالک کے سامنے نہیں آؤں گی بلکہ دارالحکومت مدائن میں قدم بھی نہ رکھوں گی-

آخر اس نیک مرد کو شیریں پر رحم آ گیا اور اس نے شیریں کو تھوڑے پانی میں ڈال دیا- شیریں کی جان بچی تو اس نے شکر کیا- وہ تھوڑی دیر پانی میں پڑی رہی- پھر وہاں سے نکل کر کسی پناہ گاہ کی تلاش میں چل دی-

تھوڑی دور اسے عیسائیوں کی ایک خانقاہ نظر آئی- شیریں روتی ہوئی وہاں پہنچی کلیسا کی ننوں اور راہبوں نے اس پیاری سی بچی کو روتے دیکھا تو انہوں نے اسے تسلی دی اور جب انہیں معلوم ہوا کہ اس کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے تو انہوں نے شیریں کو خانقاہ میں اپنے ساتھ رکھ لیا..... اور شیریں وہاں ایک راہبہ کی طرح پل کر جوان ہوئی-

شیریں ایک راہبہ کی زندگی گزارنے کے، خسرو پرویز کے ساتھ بیتے ہوئے دنوں کی یاد دل سے نہ نکال سکی- وہ انگوٹھی جو اسے خسرو پرویز نے دی تھی، شیریں اس کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرتی تھی- ادھر شہنشاہ ہرمز کے مرنے کے بعد ولی عہد خسرو پرویز نے ساسانی تاج اپنے سر پر رکھا- ملکوں، ملکوں سے مبارکباد کے پیغامات آئے اور جشن کی محفلیں منعقد ہوئیں-

شہنشاہ روم نے بھی اپنا ایک سفیر، مبارکباد دینے کے لئے خسرو پرویز کے پاس بھیجا- رومی سفیر کا اتفاق سے اس خانقاہ کے قریب سے گزر ہوا- راہبوں اور ننوں کو دیکھ کر وہ گھوڑے سے اترا اور خانقاہ کے اندر چلا گیا- سفیر نے راہبوں کے ساتھ گرجا کے اندر نماز ادا کی اور ان کی دعائیں حاصل کیں-

کسی طرح شیریں کو بھی معلوم ہو گیا کہ ایک رومی سفیر شہنشاہ ایران خسرو پرویز کے دربار میں حاضری کے لئے جا رہا ہے- اس کے دل میں دبی ہوئی محبت کی چنگاری ایک دم بھڑک اٹھی- وہ فوراً سفیر کے پاس پہنچی اور وہ انگوٹھی سفیر کو پیش کرتے ہوئے درخواست کی کہ اس انگوٹھی کو خسرو پرویز کے حضور میں ملاحظہ کے لئے پیش کرے- شیریں نے سفیر کو یقین دلایا کہ اس انگوٹھی کو پا کر شہنشاہ ایران کے سامنے ضرور پیش کرے گا-

رومی سفیر، ایرانی دربار میں پہنچا- اس نے شہنشاہ روم کو مبارکباد پیش کی اور پھر ایک دن موقع پا کر تنہائی میں اس نے شیریں کی دی ہوئی انگوٹھی شہنشاہ خسرو پرویز کے ملاحظہ کے لئے پیش کی- خسرو پرویز نے پہلے تو انگوٹھی پر سرسری نظر ڈال کر اسے اپنے پاس رکھنا چاہا پھر اسے کچھ شک گزرا تو اس نے انگوٹھی کو غور سے دیکھا اور وہ اپنی انگوٹھی پہچان گیا- اس کے ساتھ ہی شیریں کے ساتھ عہد طفلی کے گزارے ہوئے ایام کا نقشہ اس کی آنکھوں میں گھوم گیا- اس نے سفیر سے پوچھا کہ یہ انگوٹھی اسے کہاں سے ملی ہے؟

سفیر نے خانقاہ کا نام اور پھر انگوٹھی دینے والی کا نام شیریں بتایا جو کہ خانقاہ میں ایک راہبہ کی زندگی گزار رہی تھی- پرویز شیریں سے ملنے کے لئے بے چین ہو گیا- اس نے فوراً شاہی سوار، شیریں کو عزت و احترام سے لانے کے لئے بھیجے اس طرح شیریں قصر شاہی پہنچ کر ملکہ ایران بنی-

یہ تھا ایک جملہ معترضہ کہ عرب مورخوں کے بیان کے مطابق شیریں کا بچپن کس طرح گزرا اور وہ پھر شاہی محل میں کیسے پہنچی لیکن یہ واقعات ایران سے دور دراز رہنے والے مورخوں کے بیان کردہ ہیں- اس لئے وہ واقعات زیادہ معتبر ہو سکتے ہیں جو ایران کے رہنے والے مورخوں نے اپنی روایتوں اور تاریخوں کے حوالے سے بیان کئے ہیں- چنانچہ اب تک شیریں کے جتنے حالات لکھے گئے، ان کا ماخذ فردوسی کا شاہنامہ، نظامی کی مثنوی، خسرو شیریں اور جدید تاریخ ایران مرتبہ مقبول احمد بدخشانی ہے-

اب ہم اس قصے کو پھر وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے اسے چھوڑا گیا تھا-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

چوتھا باب

شیریں، شبدیز پر سوار، ہوا کی طرح اڑتی، ایران کی طرف چلی جارہی تھی۔ دل میں ہزاروں ارمان تھے، شاہی محل میں رہنے کا خیال اور نہ جانے کیا کیا سوچتی وہ چلی جارہی تھی۔ اسے شاہ پور کی باتوں کا اعتبار تھا۔ اس لئے وہ بے فکر تھی اور خیال تھا کہ خسرو پرویز ضرور اس کی آؤ بھگت کرے گا۔ اس لئے نہیں کہ وہ ارمن و گرجستان کی شہزادی تھی بلکہ وہ ملکہ حسن بھی تھی اور اس کی خوبصورتی کا چرچا، چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا تھا۔ شیریں قطع منازل کرتی جارہی تھی اور گزشتہ بارہ گھنٹے سے وہ گھوڑے کی پیٹھ پر تھی۔ اس کا جسم بری طرح دکھ رہا تھا۔

شیریں کو چلتے چلتے، راہ میں ایک خوبصورت چشمہ نظر آیا۔ اس کا جسم تھکن سے چور تھا۔ اس نے سوچا، کیوں نہ چشمے میں نہا کر تروتازہ ہو جائے...... اور پھر تھوڑی دیر ستا کر آگے بڑھے۔

اس نے چشمے کے پاس شبدیز کو روکا، اسے گھاس چرنے کے لئے چھوڑا تھکن دور ہونے سے اسے بڑی راحت محسوس ہوئی اور تازگی بھی آ گئی۔ وہ اپنے بال خشک کر رہی تھی کہ سامنے سے ایک تیز رفتار سوار آتا دکھائی دیا۔ شیریں نے احتیاطاً اپنا رخ چشمے کی طرف کر لیا تاکہ سوار اسے نہ دیکھ سکے مگر سوار نے اسے دیکھ ہی لیا۔ وہ سیدھا چشمے پر آیا اور اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لگا۔

شیریں کو سوار کی یہ حرکت بڑی ناگوار گزری۔ اس کے غرور حسن کو ٹھیس پہنچی۔ اس نے چاہا کہ وہ سوار کو اس کی اس بدتمیزی پر ڈانٹے لیکن سوار نے اپنا نصف سے زیادہ چہرہ صافے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ اس لئے شیریں کو گمان گزرا کہ یہ کوئی دیہاتی اجڈ ہے۔ اس لئے اس نے ایسے گنوار کے منہ لگنا پسند نہیں کیا۔

قسمت کے کھیل دیکھئے کہ شیریں اس ہستی کو نہ پہچان سکی جس سے ملنے کے لئے وہ "رے"

www.urdufanz.com

جارہی تھی۔ یہ سوار ولی عہد ایران خسرو پرویز تھا جو اپنی جان بچا کر "رے" سے بھاگا تھا اور شیریں سے ملنے ارمن و گرجستان جارہا تھا۔ شہزادے نے دشمنوں سے بچنے کے لئے اپنا آدھا چہرہ چھپا رکھا تھا یوں بھی سفر کرتے کرتے اس کا چہرہ گرد آلود ہو گیا تھا۔

شیریں نے شہزادے کی تصویر ضرور دیکھی تھی مگر اس ہیئت میں اسے نہ پہچان سکی۔ اور شہزادے نے تو شیریں کو دیکھا ہی نہ تھا۔ اس لئے وہ، شیریں کو کیسے پہچانتا؟ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسرے کی تلاش میں جانے والے، ایک جگہ اکٹھا ہو کر بھی نہ مل سکے اور پھر اپنی اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔

شہزادے کو شیریں کی شکل و صورت بہت بھلی معلوم ہوئی تھی مگر اس نے یہ سوچتے ہوئے اپنا گھوڑا آگے بڑھا دیا کہ جس سے ملنے وہ جارہا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ حسین ہو گی۔

شیریں بال سکھا کر شبدیز پر سوار ہوئی اور گھوڑا اڑاتی منزلیں طے کرتی، خسرو پرویز کے محل جا پہنچی۔ پہریدار سے اندر اطلاع کرائی کہ ارمن و گرجستان سے ایک مہمان آیا ہے۔ وہ منتظمہ جسے خسرو پرویز نے چلتے وقت تاکید کی تھی کہ ارمن و گرجستان کی شہزادی شیریں اگر آئے تو اسے عزت سے اتارا جائے۔

جب اسے معلوم ہوا کہ کوئی مہمان ارمن و گرجستان سے آیا ہے تو بھاگی ہوئی آئی......

شیریں، شبدیز پر بڑی شان سے بیٹھی تھی۔ منتظمہ نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ سوائے شیریں کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ وہ بڑی عزت سے شیریں کو اتار کر محل میں لائی اور خاطر مدارات میں لگ گئی۔

شیریں کے دل میں پنپتے ہوئے تھے۔ وہ جب بھی خسرو پرویز کے بارے میں پوچھتی تو منتظمہ ہنس کر ٹال دیتی اور کہہ دیتی۔

"ذرا آرام فرمایئے۔ صاحب عالم ولی بہادر بہت جلد آپ سے ملاقات کریں گے۔"

شہزادی کے دل میں وسوسے پیدا ہو رہے تھے۔ آخر شیریں نے ذرا سختی سے پوچھا۔

"بزرگ خاتون! مجھے صاف صاف بتاؤ کہ خسرو پرویز کہاں ہیں؟ اور مجھ سے کب ملیں گے؟"

منتظمہ نے دیکھا کہ اب بات چھپانا مشکل ہے تو اس نے نرمی سے کہا۔ ''عزیز شہزادی! صاحب عالم کو دنیا میں اگر کسی کا خیال تھا تو صرف آپ ہیں۔ وہ ہر وقت آپ کو یاد کرتے تھے اور بے چینی سے آپ کی آمد کے منتظر تھے لیکن.....''

وہ کہتے کہتے رکی تو شیریں گھبرا گئی۔ اس نے کہا۔ ''خاتون! جلد بتایئے شہزادہ کہاں ہیں؟ وہ خیریت سے تو ہیں؟''

''عزیز شہزادی!'' منتظمہ نے جی کڑا کر کے کہا۔ ''آپ فکر نہ کریں..... شہزادہ بہادر یزداں کی اماں میں ہیں۔ ان کے بارے میں اب تک ہمیں کوئی ایسی خبر نہیں ملی جو پریشان کن ہو۔ وہ چلتے وقت مجھے حکم دے گئے تھے کہ اگر آپ محل میں آئیں تو آپ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا جائے۔ حالات درست ہوتے ہی وہ آپ سے ملاقات کریں گے۔''

''مگر ان پر کیا افتاد پڑی؟ وہ گئے کہاں ہیں؟'' شیریں نے اٹکتے ہوئے پوچھا۔

''عزیز شہزادی! ہمارا ملک اس وقت بڑی مشکل میں ہے۔'' منتظمہ نے بتایا۔ ''شہنشاہ ایران کے کان کسی نے بھرے ہیں کہ ولی عہد بہادر ان کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ صاحب عالم گو کہ ولی عہد ہیں لیکن اپنے باپ شہنشاہ ایران کا بے حد احترام کرتے ہیں ... یزداں ان مفاد پرستوں کو غارت کرے۔ یہ دن رات لگائی بجھائی کرتے رہتے ہیں۔ باپ کو بیٹے کے ایسا خلاف کیا کہ شہنشاہ نے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ وہ تو بھلا ہو ان وفاداروں کا جو دربار شاہی میں شہزادے کے ہمدرد ہیں۔ انہوں نے فوراً اطلاع بھجوائی کہ شہزادہ اپنے بچاؤ کی صورت کریں۔ بیچارے صاحب عالم کیا کرتے..... انہوں نے باپ کے خلاف بغاوت کرنے کی بجائے کچھ دنوں کے لئے ملک سے ہٹ جانا ہی مناسب خیال کیا..... لیکن عزیز شہزادی! انہیں آپ کا اتنا خیال تھا کہ چلتے وقت آپ کے متعلق مجھے سخت تاکید کر گئے تھے۔''

شہزادی شیریں کو سخت صدمہ ہوا۔ اتنی تکلیف اور بدنامی اٹھا کر وہ جس سے ملنے آئی تھی اس سے نہ مل سکی۔ شہزادی نے پوچھا۔

''محترم خاتون! آپ کو یہ علم تو ہوگا کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟ میں ان کے پاس جانا چاہتی

ہوں۔ مصیبت کے وقت ایک سے دو ہو جائیں تو اچھا ہوتا ہے۔''

خاتون نے جواب دیا۔ ''شہزادی عالیہ! اگر ہمیں علم ہوتا تو آپ کو ضرور بتاتے۔ چلتے وقت ایسا افراتفری کا عالم تھا کہ صاحب عالم کو یہ خود بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کدھر جائیں گے اور کہاں انہیں پناہ مل سکے گی۔ شاہی سپاہیوں نے اس محل پر چھاپا مارا تھا اور ہم لوگوں پر بڑی سختی کی کہ صاحب عالم کی پناہ گاہ کا پتہ بتائیں لیکن کسی کو معلوم ہوتا تو بتاتا۔ ہمیں بالکل علم نہیں کہ صاحب عالم کہاں ہیں یا کدھر گئے ہیں لیکن یہ یقین ہے کہ وہ بالکل محفوظ ہیں اور شاہی سپاہی انہیں ڈھونڈنے میں ناکام رہے ہیں۔''

شہزادی شیریں نے کہا۔ ''محترم خاتون! یہ سن کر دل کو اطمینان ہوا کہ وہ بالکل محفوظ ہیں لیکن میں یہاں رہ کر ان کا کب تک انتظار کروں گی۔ اس لئے آپ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اپنے ملک واپس جاؤں گی۔ جب وہ واپس آ جائیں تو مجھے اطلاع کرا دیجئے گا۔''

''نہیں شہزادی بی بی! ایسا نہ کیجئے۔'' منتظمہ نے گھبراتے ہوئے کہا۔ ''اگر آپ چلی گئیں اور شہزادے نے واپس آ کر آپ کا پوچھا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے ہمیں تاکید کی تھی کہ شہزادی کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے اور انہیں اس وقت تک محل میں رکھنا..... جب تک وہ واپس نہیں آ جاتے۔ آپ بے خوف و خطر محل میں آرام فرمایئے۔ حالات ٹھیک ہوتے ہی صاحب عالم واپس آ جائیں گے۔''

بزرگ منتظمہ نے شیریں کی اتنی خوشامد کی کہ شیریں مجبور ہو گئی اور اس نے کچھ دن وہاں رہنے کا فیصلہ کر لیا.....

لیکن اسے شہزادے کا محل پسند نہ آیا۔ وہ تو کھلی فضاؤں میں رہنے والی تھی۔ آخر منتظمہ نے اس کے لئے کچھ دور پہاڑی پر ایک محل خالی کرا دیا اور شیریں اپنے شبدیز کے ساتھ وہاں پہنچ کر شہزادہ خسرو پرویز کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔

دوسری طرف شہزادہ صاحب مارا مارا کرتے، گرد پھانکتے ارمن و گرجستان پہنچے تو سب سے پہلے ان کی مڈبھیڑ شاہ پور سے ہوئی۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

شہزادہ خسرو پرویز جس وقت ملکہ مہین بانو کے محل کے صدر دروازے پر گھوڑا روکے شیریں کی بابت دریافت کر رہا تھا تو سامنے سے شاہ پور آتا دکھائی دیا۔ شہزادے نے اسے آواز دی۔ شہزادہ اس وقت بھی منہ پر صافہ لپیٹے ہوئے تھا اور اس کا چہرہ صاف نظر نہیں آ رہا تھا لیکن شاہ پور کو اس کی آواز پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ شاہ پور ہانپتا کانپتا شہزادے کے پاس پہنچا اور اس کے سامنے سر جھکا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔

شہزادے نے پوچھا "شاہ پور! ہم نے تمہیں ایک کام کے لئے بھیجا تھا اور تم یہاں آ کر بیٹھ گئے۔ تمہیں ہم یاد نہیں آئے؟"

شاہ پور نے ادب سے جواب دیا۔ "صاحب عالم! غلام آپ کی نوازشوں کو کس طرح بھول سکتا ہے۔ میں تعمیل حکم کے لئے بھیجا گیا تھا، وہ میں بجا لایا...... مگر آپ یہاں کیسے تشریف لے آئے؟"

ملکہ مہین بانو کے محل کے صدر دروازے کے محافظ، تعظیم و تکریم کی اس گفتگو کو بہت غور سے سن رہے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ دیہاتی سوار کون ہے۔ جس کے سامنے شاہی مہمان ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔ وہ ایک ایک کر کے شاہ پور کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔

شاہ پور نے آہستہ سے کہا "صاحب عالم! آپ یہاں آ گئے ہیں اور میں نے شہزادی شیریں کو آپ کے پاس بھیجا ہے۔"

شہزادہ کوئی جواب نہ دے پایا تھا کہ ملکہ مہین بانو اپنی کنیزوں اور محافظوں کے ساتھ صدر دروازے کی طرف آتی دکھائی دی۔ کسی نے جا کر ملکہ کو خبر کر دی تھی کہ کوئی سوار کسی دور کے ملک سے آیا ہے اور وہ شہزادی شیریں کا پوچھ رہا ہے۔ یہ بھی اطلاع دی گئی کہ اجنبی سوار کوئی ایسی اہم شخصیت ہے جس کے سامنے ایرانی مسافر سر جھکائے کھڑا ہے۔ ان باتوں کو سن کر ملکہ کو کچھ دھڑکا اور کچھ اشتیاق پیدا ہوا اور وہ کنیزوں کے ساتھ فوراً صدر دروازے کی طرف چل پڑی۔

ملکہ کو دیکھ کر شاہ پور نے شہزادے سے کہا "صاحب عالم! شیریں کی پھوپھی ملکہ مہین بانو آ رہی ہیں۔ خیال رہے کہ آپ ولی عہد دولت ساسانیہ مملکت ایران ہیں۔ آپ صاحب جاہ و

جلال اور مظہر تمکنت شہنشاہیت ہیں"

خسرو پرویز نے سر کے اشارے سے شاہ پور کو اطمینان دلایا پھر جب ملکہ اس کے قریب پہنچی تو شہزادے نے بغیر گھوڑے سے اترے ملکہ کو مخاطب کیا "ہم مہین بانو ملکہ ارمن و گرجستان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔"

ملکہ مہین بانو نے پہلے ڈھاٹا باندھے سوار کو اور پھر اس کے سامنے سر جھکائے کھڑے شاہ پور کو دیکھا۔ شاہ پور نے سر نہ اٹھایا تو ملکہ مہین بانو نے شاہ پور سے پوچھا "شاہ پور! ہمیں بتاؤ کہ ہمارا معزز مہمان کون ہے؟"

شاہ پور نے ویسے ہی سر جھکائے جھکائے جواب دیا۔ "اے ملکہ ارمن و گرجستان، اس وقت میں جس ہستی کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں، وہ اس سلطنت کا چشم و چراغ ہے جس کے دبدبہ اور شان سے سلطنت روما بھی تھرا اٹھتی ہے۔"

ملکہ مہین بانو پر اس بات کا بڑا رعب پڑا۔ اس نے گھبرا کر کہا......

"اے شاہ پور! جلد اس عظیم المرتبت ہستی کا تفصیلی تعارف کراؤ تاکہ ہم اس کے مرتبے کے مطابق اس کا استقبال کر سکیں۔"

شاہ پور نے کہا۔ "ملکہ مہربان! آپ کے مہمان صاحب عالم ولی عہد مملکت ایران دولت ساسانیہ ہیں۔"

یہ کہہ کر شاہ پور نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور چلا کر بولا۔

"باادب، نگاہ روبرو، شہزادہ خسرو پرویز ولی عہد بہادر سلطنت آل ساسان ایران جلوہ افروز ہوتے ہیں۔"

شہزادہ خسرو پرویز نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹا دیا۔ ملکہ مہین بانو نے شہزادے کے چہرے کی طرف دیکھا تو اور زیادہ مرعوب ہو گئی۔ خسرو پرویز کا چہرہ بڑا بارعب اور پرجلال تھا۔

ملکہ مہین بانو نے سر کو ذرا خم کرتے ہوئے کہا۔ "ہم اپنے عظیم المرتبت مہمان ولی عہد آل ساسان کو دلی مسرت کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں۔"

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

ملکہ کے ساتھ تمام حاضرین نے سرخم کر کے' شہزادے کو تعظیم پیش کی۔ شہزادہ مسکراتا ہوا گھوڑے سے اترا اور ملکہ مہین بانو کے پاس پہنچ کر بولا۔

''ہم' ملکہ محترم کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنی سلطنت میں ہماری اس طرح پذیرائی کی۔ ہمیں یہاں کی فضا میں دوستی اور خلوص کی خوشبو رچی بسی محسوس ہوتی ہے۔''

ملکہ مہین بانو' خسرو پرویز کو بڑے احترام سے اپنے محل میں لے گئی۔ اس کے آرام اور دلبستگی کے تمام سامان مہیا کئے۔ ملکہ نے مہمان نوازی میں ایسے خلوص کا مظاہرہ کیا کہ خسرو پرویز کا دل خوش ہو گیا۔ وہ روز صبح کو کوہ قاف کی شاداب وادیوں اور سرسبز مرغزاروں کی سیر کو نکلتا۔ ملکہ باوجود ضعیف العمری کے اکثر شہزادے کا ساتھ دیتی اور اس کی ہر فرمائش پوری کرنے میں فخر محسوس کرتی۔

رفتہ رفتہ ملکہ مہین بانو پر یہ بات کھل گئی کہ شہزادی شیریں اور شہزادہ خسرو پرویز ایک دوسرے کے طلب گار ہیں۔ شاہ پور نے اسے بتایا کہ شہزادہ خسرو پرویز صرف شہزادی شیریں کے حسن کا دیدار کرنے اتنا طویل سفر کر کے' ارمن و گرجستان پہنچا ہے۔

ملکہ مہین بانو' اس انکشاف پر بہت خوش ہوئی۔ اس لئے کہ..... شہزادی شیریں کے لئے خسرو پرویز سے بہتر اور کوئی شوہر نہ ہو سکتا تھا۔

خسرو پرویز کو کوہ قاف میں ہر چیز میسر تھی۔ اس کے حکم کی تعمیل یہاں اسی طرح ہوتی تھی جیسے ''رے'' میں ہوتی تھی لیکن شیریں کے بغیر اس کا دل نہ لگتا تھا اور وہ ہر چیز میں ایک کمی سی محسوس کرتا تھا۔ جوں جوں دن گزرتے جا رہے تھے' خسرو پرویز کا دل' ارمن و گرجستان سے اچاٹ ہوتا جاتا تھا۔ شاہ پور شہزادے کی بے چینی محسوس کرتا تھا مگر مجبور تھا لیکن اس میں اس کی بھی کوئی خطا نہ تھی۔ شہزادے نے تو خود اسے شیریں کو بہلا پھسلا کر ایران لانے کے لئے بھیجا تھا۔ ارمن و گرجستان میں رہتے ہوئے خسرو پرویز کو جب کافی دن گزر گئے اور شیریں' ایران سے واپس نہ آئی تو ایک دن خسرو پرویز نے شاہ پور سے تنہائی میں کہا۔

''شاہ پور! یہ چمن زار' بغیر شیریں کے' میرے لئے ویرانے سے بھی بدتر ہے۔ کوئی حکمت لڑاؤ' تدبیر کرو اور شیریں جہاں کہیں ہو' اسے ڈھونڈ کر میرے پاس لے آؤ۔''

شاہ پور نے عرض کیا۔ ''صاحب عالم! میں آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ شہزادی شبدیز پر ایران گئی ہے۔ اس کے گھوڑے کی رفتار کو کوئی گھوڑا نہیں پہنچ سکتا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایران پہنچ گئی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں آپ کی واپسی کا انتظار کر رہی ہو جس طرح یہاں آپ' اس کی واپسی کے منتظر ہیں۔''

خسرو پرویز نے کہا۔ ''شاہ پور! اگر شیریں وہاں پہنچ گئی ہے تو اسے اب تک واپس آ جانا چاہئے تھا۔ اسے وہاں معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں نے ملکی حالات سے مجبور ہو کر ایران چھوڑا ہے اور فی الحال' میری واپسی کا کوئی امکان نہیں۔''

شاہ پور کچھ سوچتے ہوئے بولا' ''صاحب عالم' درست فرماتے ہیں لیکن کسی کو کیا علم کہ آپ اس وقت ارمن و گرجستان کی ملکہ کے مہمان ہیں اگر شیریں کو یہ بات معلوم بھی ہو جائے تو بھی وہ یہاں کیسے واپس آ سکتی ہے۔ جبکہ وہ ملکہ کو دھوکا دے کر گئی ہے' اب وہ کس منہ سے ملکہ کا سامنا کرے گی؟ حالانکہ ملکہ کو اب بھی شبہ ہے کہ سب گڑبڑ شبدیز نے کی ہے۔ وہ' شیریں کے قابو میں نہ آ سکا ہوگا اور نہ جانے اسے کہاں لے گیا ہوگا۔''

خسرو پرویز کے دماغ میں یکایک ایک خیال پیدا ہوا۔ اس نے کہا'' شاہ پور! کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم ایران جاؤ اور اگر شیریں وہاں موجود ہو تو اسے سمجھا بجھا کر واپس لے آؤ۔''

اس گفتگو کے دوران ملکہ مہین بانو بھی آ گئی اور وہ دونوں اسے آتا دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

ملکہ مہین بانو نے آتے ہی کہا۔ ''شاہ پور تمہارے ولی عہد کو ہمارا ملک پسند نہیں آیا۔ حالانکہ یہ علاقہ ساری دنیا میں جنت نظیر کہلاتا ہے۔''

''ملکہ محترم! یہ آپ نے کس طرح اندازہ لگایا۔ میرا خیال ہے..... کہ دیار حبیب میں رہ کر کوئی ناخوش نہیں ہوا کرتا۔'' شاہ پور بات کو سوائے گول مول کرنے کے اور کیا کہہ سکتا تھا۔

ملکہ نے ہنس کر کہا۔ ''شاہ پور! شہزادہ ولی عہد پچھلے تین دن سے سیر و شکار کو نہیں جا رہے ہیں۔ یہی میری بات کا ثبوت ہے۔''

عقلمند اور شاطر شاہ پور نے کہا'' ملکہ محترم! بات یہ ہے کہ جس طرح آپ شہزادی شیریں کی

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

گمشدگی سے پریشان ہیں- اسی طرح صاحب عالم بھی شیریں کے لئے سخت بے چین ہیں- اسی لئے تمام نعمتوں کے باوجود ان کا دل کسی چیز میں نہیں لگتا- آپ کو علم نہیں کہ ہمارے ولی عہد رات رات بھر جاگ کر سویرا کرتے ہیں اور ہر وقت شیریں کو یاد کرتے رہتے ہیں-"

شیریں کے ذکر پر ملکہ بھی افسردہ ہوگئی- وہ بولی "شاہ پور! تم جانتے ہو کہ شہزادی کی تلاش میں میں نے کتنی کوشش کی ہے- ریاست کا چپہ چپہ چھان مارا مگر اس کا کہیں پتہ نہیں چلتا- میں اسے شبدیز نہیں دینا چاہتی تھی مگر اس کی ضد کے سامنے مجبور ہوگئی- پتہ نہیں شبدیز اسے کہاں لے گیا-"

"ہوسکتا ہے کہ شہزادی صاحبہ ایران پہنچ گئی ہوں اور سرحدی محافظوں نے انہیں گرفتار کرلیا ہو- شاہ پور نے لقمہ دیا-

ملکہ چونکی "شاہ پور! تمہارے ذہن میں یہ بات کیسے آئی؟ اگر وہ ایران پہنچ گئی ہوتی تو اس نے ہمیں خبر ضرور بھیجی ہوتی- میرا دل یہ بات نہیں مانتا کہ شہزادی محافظوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگئی ہوگی- شبدیز میں یہ خوبی بھی ہے کہ خطرے کے وقت اپنے سوار کی حفاظت کرتا ہے...... اور سوار کو بڑے سے بڑے خطرے سے بچالے جاتا ہے-"

شاہ پور نے کہا "ملکہ صحیح فرماتی ہیں لیکن جہاں تک میں نے معلومات حاصل کی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جب شبدیز بے قابو ہوکر بھاگا تو اس کا رخ مشرق کی سمت تھا اور بعض لوگوں سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے شبدیز کو ایرانی سرحد کے پاس بھاگتے دیکھا ہے-"

وہ دراصل ملکہ کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ شیریں کے ایران پہنچ جانے کا امکان بھی موجود ہے- اس نے یا شہزادے نے ملکہ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ شیریں قصداً ایران گئی ہے- کیونکہ اس سے شیریں کا کردار داغدار ہوتا-

ملکہ مہین بانو کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی "شاہ پور! تمہارا خدشہ بھی درست ہوسکتا ہے...... پھر کیا کیا جائے؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ کسی معتمد آدمی کو ایران بھیج کر شیریں کا پتہ لگایا جائے؟ پتہ نہیں میری بچی کس مصیبت میں گرفتار ہوگی؟"

خسرو پرویز جو اب تک خاموشی سے باتیں سن رہا تھا ایک دم بولا "مجھے ملکہ کی رائے سے

بالکل اتفاق ہے- کیا عجب کہ شبدیز شیریں کو اڑا کر ایران لے گیا ہو- ہمیں فوراً اس کی خبر لینی چاہئے-"

ملکہ نے شاہ پور سے کہا- "شاہ پور! تم سے زیادہ اعتماد کا اور کون ہوسکتا ہے...... پھر تم تو پورے ایران سے اچھی طرح واقف ہو- تم ہی شیریں کو بہتر طریقے سے تلاش کرسکتے ہو-"

شاہ پور تو چاہتا یہی تھا- اس نے فوراً کہا- "میں ملکہ کا نمک خوار ہوں حق نمک ادا کرنا میرا فرض ہے-"

شہزادے نے اپنی شان جتانے اور ملکہ کو مرعوب کرنے کے لئے کہا- "ملکہ مجھے اجازت دیں تو میں خود ایران جاکر شیریں کو تلاش کراؤں؟"

شاہ پور دل میں ہنسا- وہ جانتا تھا کہ شہزادہ ایران میں قدم نہیں رکھ سکتا- شاہی سپاہی تو جگہ جگہ اس کی بو سونگھتے پھر رہے ہوں گے تاکہ اسے گرفتار کرکے شہنشاہ ہرمز کے بھاری انعام حاصل کریں- اس خیال کے ساتھ ہی شاہ پور کو یہ خطرہ بھی محسوس ہوا کہ کہیں ملکہ خسرو پرویز ہی کو ایران جانے کی اجازت نہ دے دے- یہ خیال آتے ہی اس نے فوراً کہا- "صاحب عالم! آپ تکلف نہ فرمائیں- اس لئے کہ تلاش کرنے اور کرانے میں یقیناً فرق ہے...... پھر یہ بات بھی ہے کہ شہزادی شیریں کسی وقت بھی واپس آسکتی ہے- اگر آپ ایران چلے گئے اور وہ یہاں...... آگئیں تو آپ کو دوبارہ یہاں آنے کی زحمت اٹھانا پڑے گی-"

شہزادہ خسرو پرویز اور ملکہ مہین بانو دونوں اس بات پر متفق ہوگئے کہ کل صبح شاہ پور کو شیریں کی تلاش میں ایران بھیجا جائے-

شہنشاہ ایران ہرمز کا سپہ سالار بہرام چوبیں جس قدر بہادر تھا...... اس سے کہیں زیادہ چالاک اور مکار بھی تھا- اس نے ایک طرف تو باپ بیٹے میں تفرقہ ڈال کر خسرو پرویز کو ایران بدر ہونے پر مجبور کردیا اور دوسری طرف خسرو پرویز کے دونوں ماموؤں کے ساتھ مل کر ہرمز کے خلاف سازش کی-

پانچواں باب

خسرو کے ماموں' بندوی اور بسطام' شہنشاہ ہرمز کے خلاف اس لئے تھے کہ اس نے خسرو پرویز کی گرفتاری کا حکم دیا تھا- ان کا خیال تھا کہ خسرو پرویز کے خلاف' اس کے نام کے سکے جاری کرنے کی سازش خود شہنشاہ نے کی تھی تا کہ وہ خسرو پرویز کی بجائے نابالغ شہزادے شہریار کو ولی عہد مقرر کر سکے- یہ خیال یا تو بندوی اور بسطام کے دل میں خود پیدا ہوا تھا یا بہرام چوبیں نے ڈالا تھا..... کچھ بھی ہو' بہرام چوبیں کو اب ان دونوں بااثر ساسانی سرداروں کی حمایت حاصل ہوگئی تھی-

اب بہرام چوبیں کے لئے میدان بالکل صاف تھا- اس کا سب سے بڑا حریف خسرو پرویز باپ کے خوف سے روپوش ہو چکا تھا- لشکر' بہرام کا دم بھرتا تھا- بین النہرین کے ایرانی لشکر نے بھی بہرام کا ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا تھا- بندوی اور بسطام' اس کی دوستی کا دم بھر رہے تھے- ایسے سازگار حالات میں بہرام چوبیں کو ایرانی تخت و تاج حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی-

اس نے ''رے'' پہنچ کر' علم بغاوت بلند کر دیا- شاہی لشکر پہلے ہی بادشاہ سے بددل تھا- عوام کے دلوں میں بھی ہرمز کی ہردلعزیزی باقی نہ رہی تھی- ادھر بادشاہ اپنی فوج کی وفاداری سے محروم ہوا' ادھر رعایا کی ہمدردیاں ختم ہوگئیں- شخصی حکومت میں اراکین سلطنت اور امراء کا کوئی کردار نہیں ہوتا- ان کی وفاداریاں وقت اور حالات کے ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہیں-

فوج اور عوام نے شاہ ہرمز کی طرف سے آنکھیں پھیریں تو امراء اور وزراء' اپنے اس محسن شہنشاہ کے جانی دشمن ہوگئے جس کے حضور وہ کل تک سر جھکایا کرتے تھے- ہر طرف سے بادشاہ کے خلاف نعرے بلند ہونے لگے- شہزادہ خسرو پرویز کے فرار کے بعد' شہنشاہ ہرمز نے بندوی اور بسطام

کو اس جرم میں گرفتار کر کے' زندان میں ڈال دیا تھا کہ شہزادے کے فرار میں ان دونوں کا ہاتھ ہے- عوام کو خسرو پرویز' بندوی اور بسطام سے ہمدردی تھی- انہوں نے زندان پر حملہ کر کے بندوی اور بسطام کو رہا کرا دیا-

ممکن ہے کہ شہنشاہ ہرمز نے عام بغاوت سے گھبرا کر ایران سے بھاگنے کی کوشش کی ہو یا بہرام چوبیں سے مصالحت کی درخواست کی ہو..... اس کی کوئی تاریخی شہادت موجود نہیں- صرف یہ پتہ چلا ہے کہ عوام نے بادشاہ کو مجبور کیا کہ وہ تخت و تاج سے دستبردار ہو جائے..... پھر اسے گرفتار کر کے' قید میں ڈال دیا گیا- اس کی دونوں آنکھیں نکلوا دی گئیں اور آخر میں اسے بقول کرسٹن سین' ایرانی سرداروں' بندوی اور بسطام نے قتل کر دیا-

شاہ ہرمز کے قتل کے سلسلے میں طبری نے بشام بن محمد سے روایت کیا ہے کہ ہرمز اپنے باپ نوشیروان عادل کے نقش قدم پر چلنا چاہتا تھا لیکن اس میں نوشیرواں جیسی دوراندیشی نہ تھی- امراء اس کی تند مزاجی کی وجہ سے اس کے پہلے ہی خلاف تھے چونکہ وہ عیسائیوں کے ساتھ بھی رواداری سے پیش آتا تھا- اس لئے زرتشتی آتشکدوں کے پیشوا بھی اس کے خلاف ہوگئے- آخر وہ امراء موبدوں کے ہاتھوں مارا گیا-

شاہ ہرمز کے مارے جانے کے بعد تخت و تاج کا قانونی وارث ولی عہد شہزادہ خسرو پرویز تھا- اس کے دونوں ماموں بندوی اور بسطام کو شہزادہ کی تلاش ہوئی- چاروں طرف آدمی دوڑائے گئے مگر کوئی خبر نہ ملی- امراء کو تعجب تھا کہ خسرو پرویز کہاں چلا گیا- اس کا دشمن باپ تو اب مارا جا چکا ہے اور اس قتل کی شہرت دور دور تک ہو چکی ہے- ان سے کون کہتا کہ خسرو پرویز تو ایرانی سلطنت کی بجائے آج کل سلطنت عشق و محبت کی فکر میں کوہ قاف میں سرگرداں ہیں-

لیکن ڈھونڈنے والے کو تو خدا بھی مل جاتا ہے بشرطیکہ تلاش میں صداقت ہو- بندوی اور بسطام کو ایران بچانے کی فکر تھی- بہرام چوبیں کی طرف سے وہ اس لئے مطمئن نہ تھے کہ اس نے خسرو پرویز کی تلاش میں ان کی کوئی مدد نہ کی تھی- بندوی اور بسطام پر جلدی ہی یہ بات کھل گئی کہ بہرام چوبیں' خسرو پرویز کی بجائے خود ہی ایران کی شہنشاہیت پر قبضے کے خواب دیکھ رہا ہے- آخر

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

ڈھونڈتے' ڈھونڈتے' انہیں کسی طرح انہیں پتہ چل گیا کہ شہزادہ خسرو پرویز اس وقت ملکہ مہین بانو کے پاس پناہ گزیں ہے۔

بندوی نے فوراً فوج کا ایک دستہ' گرجستان روانہ کیا تا کہ وہ خسرو پرویز کو واپس لائے۔ بسطام اور بندوی نے ایران میں رہ کر' بہرام چوبیں کے خلاف دیگر امراء کی حمایت حاصل کرنا شروع کر دی۔

گرجستان میں' شاہ ہرمز کے قتل کی خبر اور ایرانی شاہی سواروں کی آمد ایک ساتھ ہی ہوئی۔ ملکہ مہین بانو کو جب معلوم ہوا کہ اب ایران کے تخت و تاج کا وارث خسرو پرویز ہے تو اس کا دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔ اس نے خسرو پرویز اور ایران سے آنے والے دستے کو شاندار ضیافت دی۔

شہزادہ خسرو پرویز کے ذہن پر ایرانی تاج اس قدر سوار ہو گیا کہ وہ عشق و محبت کے تمام افسانے بھول گیا۔ جیسے ہی اسے' ایران چلنے کی دعوت دی گئی' وہ فوراً تیار ہو گیا۔

مہین بانو چاہتی تھی کہ خسرو پرویز کے جانے سے پہلے وہ' اس سے شیریں کے بارے میں کوئی گفتگو کرے۔ کیونکہ خسرو پرویز نے اپنے قیام کے دوران' ملکہ پر یہ تاثر چھوڑا تھا کہ اسے' شیریں سے شدید محبت ہے اور حالات درست ہوتے ہی وہ' شیریں کو اپنی ملکہ بنا کر ایران لے جائے گا۔ لیکن مہین بانو' خسرو سے کوئی بات نہ کر سکی۔ خسرو پرویز کی ہاپڑ دھاپڑ میں اسے گفتگو کا موقع ہی نہ مل سکا۔ شہزادہ پرویز نے بھی شیریں کے بارے میں کوئی بات نہ کی۔ اس لئے یہ مسئلہ جوں کا توں رہ گیا۔ مہین بانو کو رخصتی کے وقت ایک موقع ملا تھا کہ وہ خسرو پرویز سے گفتگو کر سکتی تھی۔ لیکن وہ یہ سوچ کر آخری وقت خاموش رہی کہ ایسے موقع پر شیریں کو ملکہ ایران بنانے کا تذکرہ کرنا' اس کے وقار کے خلاف تھا۔

شہزادہ خسرو پرویز نے بھی شیریں کے ذکر سے اس لئے گریز کیا کہ وہ' یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ شیریں ایران گئی ہے۔ اسے اطمینان تھا کہ شیریں' ایران میں موجود ہو گی اور اسے خبر مل چکی ہو گی کہ میں واپس آ رہا ہوں۔ ان حالات میں شاہ' پور' اسے لے کر گرجستان واپس آنے کی بجائے' ایران میں اس کا انتظار کر رہا ہو گا۔

خسرو پرویز' شاہی دستے کی حفاظت میں دارالسلطنت پہنچ گیا۔ دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر امرائے سلطنت نے اس کا پرجوش استقبال کیا۔ ایران کا دارالسلطنت طیسیفون تھا جسے عرب مورخ مدائن لکھتے ہیں۔ طیسیفون دراصل دو شہروں کا مجموعہ تھا۔ جس کی وجہ سے عربوں نے اسے مدائن کا نام دیا تھا۔ کہتے ہیں' پہلے طیسیفون سات شہروں پر مشتمل تھا لیکن خسرو پرویز کے دور میں صرف دو شہر باقی تھے۔ ایک طیسیفون اور دوسرا دیہہ اردشیر۔ طیسیفون' دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر اور دیہہ اردشیر مغربی کنارے پر واقع تھا۔ ان دونوں شہروں کو دو پل ملاتے تھے۔ ایک پل آنے والوں کے لئے اور دوسرا جانے والوں کے لئے تھا۔

خسرو پرویز' مغربی کنارے یعنی دیہہ اردشیر پہنچا پھر وہاں سے امراء کے ساتھ پل پار کر کے طیسیفون میں داخل ہوا۔ وہاں دوسرے امراء اس کے ساتھ ہو گئے اور خسرو پرویز کو جلوس کی شکل میں ایوان کسریٰ لے گئے۔ یہ محل' نوشیرواں عادل نے تعمیر کرایا تھا۔ امرا جلد سے جلد خسرو کو تخت نشین کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اسی شام' خسرو پرویز کی تقریب تخت نشینی کا اعلان کر دیا گیا۔ شاہ پرست عوام اگرچہ خسرو پرویز کو بھی دل سے پسند نہ کرتے تھے کیونکہ ان کے خیال میں شہنشاہیت کا حقدار صرف ساسانی خاندان تھا..... اور اس خاندان کے علاوہ کسی اور کو ایران پر حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں۔ شاہ پرستی کا یہ جال موجودہ دور تک جاری رہا۔

دریائے دجلہ کے دونوں طرف شاہی محلات تھے اور سامنے کی طرف سے انہیں مضبوط فصیلوں سے گھیرا گیا تھا۔ شام ہوتے ہی ہر طرف چراغاں کیا گیا۔ در و دیوار پر شمعوں اور فانوسوں کی محرابیں بنائی گئی تھیں۔ قصر کسریٰ پر تو اس قدر روشنی کی گئی کہ وہ بقعہ نور بن گیا۔

قصر کسریٰ کا دربار ہال جو طاق کسریٰ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تزئین اور آرائش' اس وقت دیکھنے کے قابل تھی۔ رنگ برنگی روشنیوں سے یہ ہال کہکشاں کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اس ہال کا عرض تین سو میٹر اور طول چار سو میٹر تھا۔ ہال سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر حریم کسریٰ کی عمارت تھی۔

دربار ہال کی دیواروں پر تانبے کے پتر چڑھے ہوئے تھے جن پر گنگا جمنی کام اتنی خوبصورتی سے کیا گیا کہ آنکھ نہ ٹھہرتی تھی۔ دربار ہال کا خلاص کمرہ عظیم الشان بیضوی دہانے کی طرح کا تھا۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

قصر کسریٰ اور طاق کسریٰ اپنی خوبصورتی سے زیادہ عظیم اور پرجلال معلوم ہوتا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ عمارت کسی بڑے پہاڑ کو تراش کر بنائی گئی ہے۔

دربار کے آخری سرے پر ایران کے ساسانی دور کا عجوبہ روزگار تخت تقدیس رکھا تھا۔ یہ تخت گنبد کی شکل کا تھا اور ہاتھی دانت اور ساگوان کا بنا ہوا تھا۔ تخت کے کٹہرے سونے اور چاندی کے تھے۔ لمبائی ایک سو اسی ہاتھ، چوڑائی ایک سو تیس ہاتھ، اونچائی میں یہ تخت پندرہ ہاتھ بلند تھا۔ سیڑھیاں آبنوس کی تھیں۔ سیڑھیوں کے اوپر سونے کا گنبد تھا۔ تخت کا طاق، سونے اور لاجورد کا تھا جس میں آسمان، ستاروں، برجوں اور ہفت اقلیم کی شکلیں بنائی گئی تھیں۔ بادشاہوں کی تصویریں اور رزم و بزم کے مناظر بھی دکھائے گئے تھے۔ اس میں ایک آلہ تھا جس سے دن کے مختلف وقتوں کا پتہ چلتا تھا۔ تخت پر دیبائے زر جلت کے چار قالین بچھے ہوئے تھے جو چار موسموں کو ظاہر کرتے تھے۔ یہ قالین یاقوت اور موارید سے مرصع تھے۔ تاج سونے کا تھا اور اس میں چڑیوں کے انڈے کے برابر مروارید اور انار کے رنگ کے یاقوت جڑے تھے، جو رات کے وقت صبح کا سماں پیدا کرتے تھے۔ گنبد کی چھت کے ساتھ، ایک طلائی زنجیر آویزاں تھی جس کے ساتھ تاج بندھا تھا جو بادشاہ کے عین سر پر لٹکتا تھا۔

طاق کسریٰ کی حسین ترین چیز اس کا فرش زمستانی تھا۔ یہ ساٹھ ہاتھ لمبا اور ساٹھ ہاتھ ایک قالین تھا۔ قالین میں بہار کا منظر دکھایا گیا تھا اس کے بیچ میں پانی کی نہریں اور ان کے گرد پھولدار روشیں دکھائی گئی تھیں۔ پھر باغ، سبزہ زار، ہرے بھرے کھیت، میوے دار درخت اور چھوٹے پودوں کے منظر تھے۔ پودوں کی شاخیں اور پھول، سونے، چاندی اور مختلف رنگوں کے جواہرات کے تھے۔

جشن شروع ہونے سے پہلے، دربار ہال کے سامنے میدان میں شاہی فوج کے دستے اکٹھا ہونا شروع ہوئے طاق کسریٰ کے دروازے پر ساسانی عہد کا قومی جھنڈ اور درفش کادیانی نصب کیا گیا۔ یہ جھنڈا کاوہ لوہار کی یادگار تھا جس نے ایران کے ظالم شہنشاہ ضحاک کے خلاف اپنی دھونکنی کے چمڑے کا پرچم بنا کر علم بغاوت بلند کیا تھا۔ بعد میں اس جھنڈے میں ترمیمیں ہوتی رہیں ہر بادشاہ اپنی یادگار کے طور پر اس میں بیش قیمت موتی ٹکواتا تھا اب یہ جھنڈا دیکھنے میں سچے موتیوں کا ایک

درخت نظر آتا تھا ساسانیوں کا عقیدہ تھا کہ جب تک یہ جھنڈا بلند ہے فوج شکست نہیں کھا سکتی

وقت مقررہ پر فوجی دستے میدان میں آنا شروع ہو گئے۔ ہر دستے کا اپنا الگ جھنڈا تھا۔ سب سے پہلے جو دستہ میدان میں آیا اس کے جھنڈے کا کپڑا بنفشی رنگ کا تھا جس پر نیچے کی طرف سورج کی تصویر بنی تھی اور اوپر چاند بنا ہوا تھا۔ دوسرے جھنڈے پر ببر شیر کی تصویر تھی جو اپنے پنجوں میں گرز اور تلوار پکڑے ہوئے تھا۔ ایک جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا جس پر بھیڑیئے کی تصویر تھی۔ اسی طرح ایک اور دستہ آیا جس کے ہاتھ میں شیر کی تصویر والا جھنڈا تھا۔ اسی طرح بور خر اور اژدہے کی تصویروں والے جھنڈے بھی تھے۔

فوجی دستے ترتیب سے کھڑے ہو گئے تو شاہی دبیر میدان میں آیا۔ اسے آج کل کا چیف سیکرٹری یا وزیر اعلیٰ کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے قلم کا نکلا ہوا ہر لفظ تیر و نشتر کا کام کرتا تھا۔ دبیر نے انتظامات دیکھے اور طاق کسریٰ کے دروازے پر آ کھڑا ہو گیا۔ اب امرائے سلطنت کی آمد شروع ہوئی۔ دبیر ان کا استقبال کرتا اور دربار ہال میں بھیجتا جاتا۔ روشنی کا اتنا انتظام تھا کہ رات کا گمان ہی نہ ہوتا تھا۔

ملکی فضا بگڑی ہوئی تھی۔ بہرام چوبین بغاوت پر آمادہ تھا۔ اس ناموافق صورتحال کے پیش نظر یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ حکومت کتنے دن چلے گی۔ اس لئے رسم تاجپوشی میں کوئی دھوم دھڑکا نہ کیا گیا۔ ایران کے تین بڑے آتش کدوں کے موبد (پیشوا) موجود تھے۔ انہوں نے رسم تاجپوشی ادا کی۔ نئے شہنشاہ ایران خسرو پرویز نے امراء و وزراء کو انعامات اور جاگیریں دینے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد یہ رسم ختم ہو گئی۔ حالات ایسے نہ ہوتے تو یہ جشن ہفتوں اور مہینوں تک جاری رہتا۔

خسرو پرویز نے مدائن پہنچتے ہی شیریں کو مدائن بھیجنے کے احکام جاری کر دیئے تھے لیکن جو لوگ شیریں کو لینے اس کے محل پر گئے تھے انہیں بتایا گیا کہ شہزادی شیریں کو شاہ پور اپنے ساتھ لے کر گرجستان جا چکا ہے۔ یہ سن کر خسرو پرویز کو بڑا افسوس ہوا۔ عجیب اتفاق تھا کہ جب وہ گرجستان پہنچا تو شیریں ایران آ گئی اور جب خسرو پرویز ایران واپس آیا تو شیریں گرجستان پہنچ گئی۔ لیکن اس میں شیریں کا کیا قصور تھا۔ خسرو پرویز نے خود ہی تو شاہ پور کو ایران بھیجا تھا کہ وہ شیریں کو لے

کرآئے- اس زمانے میں سفر کے لئے نہ تو یہ آسانیاں تھیں اور نہ ہی مخصوص راستے تھے- اس لئے شیریں اور خسرو راستے میں بھی نہ مل سکے- اس طرح ملاقات کا یہ دوسرا موقع بھی حالات کی نذر ہوگیا-

ملکی حالات اس قدر تیزی سے بگڑ رہے تھے کہ خسرو پرویز شیریں کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکا- اس نے صرف ایک قاصد کے ذریعے شیریں کو پیغام بھجوایا کہ وہ فوراً ایران واپس آ جائے-

لیکن شیریں بھی آخر شہزادی تھی- ایک بار ایران جا کر وہ پھوپھی کی نظروں میں خجل ہو چکی تھی- پھر غرور حسن بھی کوئی چیز ہے شیریں اکڑ گئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ اگر خسرو پرویز شہنشاہ ایران ہے تو ہوا کرے وہ بھی کسی سے کم نہیں- جب تک خسرو پرویز خود اسے لینے نہیں آئے گا وہ ایران نہیں جائے گی-

خسرو پرویز نے ایرانی تخت و تاج تو حاصل کر لیا لیکن بہرام چوبیں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خائف تھا- اس کے دونوں ماموں بندوی اور بسطام اس کے ساتھ تھے جن پر اعتماد کیا جا سکتا تھا لیکن امیروں کی وفاداری بھی مشکوک تھی-

آخر بسطام اور بندوی سے مشورے کے بعد یہ رائے ٹھہری کہ بہرام چوبیں کو اطاعت قبول کرنے کے لئے ایک دوستانہ خط لکھا جائے ممکن ہے کہ وہ باز آ جائے اور فتنہ و فساد نہ پیدا ہو- چنانچہ خسرو پرویز نے بہرام چوبیں کو خط لکھا جس کا مضمون تھا:-

''اے بہادر سردار! شاہ ہرمز جس سے تمہیں اختلاف تھا اب دنیا سے اٹھ چکا ہے- اگر تم اطاعت قبول کر لو اور دارالخلافہ واپس آ جاؤ تو تمہیں تمام ایرانی فوجوں کا سپہ سالار مقرر کر دیا جائے گا- اس طرح تمہیں بادشاہ سے دوسرے درجے کا مقام حاصل ہو جائے گا-''

خسرو پرویز نے بہرام چوبیں کو جس قدر محبت آمیز اور مشفقانہ خط لکھا تھا بہرام چوبیں نے اس کا اسی قدر گستاخانہ جواب دیا- اس نے خسرو پرویز کو لکھا:-

''تو نے اپنے باپ کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا..... تو نے لوگوں کو آمادہ کر کے اسے اندھا کروا دیا اور اسے تخت و تاج سے محروم کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لی- ایک بیٹا کبھی

اپنے باپ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا- تو اپنا تاج اتار کر میرے حضور آ تا کہ میں تجھے کسی ایرانی صوبے کی حکومت سونپ دوں-''

خسرو پرویز یہ خط پا کر چراغ پا ہو گیا لیکن اس نے کمال ضبط سے کام لیا اور بہرام چراغ کی گستاخی کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے ایک دوسرا مراسلہ بھیجا- جس میں لکھا:-

''شہنشاہ ہرمز کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک ہوا اس میں میرا کوئی ہاتھ نہ تھا- میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں- ہمارے اختلافات سے دشمنوں کو فائدہ پہنچے گا- اس لئے میں تمہیں افواج ایران کی سپہ سالاری پیش کرتا ہوں- اس کے علاوہ تمہاری اور شرائط بھی قبول کرنے پر تیار ہوں اور تمہارے اعزازات میں بھی اضافہ کر دوں گا-''

بہرام چوبیں پر اس دوسرے مراسلے کا بھی کوئی اثر نہ ہوا- اس کے ساتھ لشکر شاہی کا بیشتر حصہ تھا- اس لشکر نے اس کی سالاری میں کئی معرکے سر کئے تھے- بہرام چوبیں نے مصالحت کے تمام دروازے بند کر دیئے اور اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا-

خسرو پرویز کے پاس اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ بہرام کو اس کی گستاخی کی سزا دینے کے لئے خود میدان میں اترے- اس نے فوجوں کی تیاری کا حکم دیا- ادھر بہرام چوبیں نے خسرو پرویز کے خلاف اپنے پروپیگنڈے کی مہم تیز کر دی- جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ایرانی عوام اور افواج ہمیشہ شاہ پرست ہیں حالانکہ عوام شاہ ہرمز کے ظلم و ستم سے عاجز تھے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن جب ہرمز قتل کر دیا گیا تو ان کی شاہ پرستی پھر جاگ اٹھی اور وہ ہرمز کے قاتلوں کے خلاف ہو گئے-

بہرام چوبیں نہایت چالاک تھا- اس نے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ شاہ ہرمز کا اصل قاتل خسرو پرویز ہے جس نے ایران کا تخت حاصل کرنے کے لئے اپنے باپ کو بھی قتل کرانے سے گریز نہ کیا- اس پروپیگنڈے سے عوام اور خواص میں خسرو پرویز کے خلاف نفرت کا لاوا ابلنے لگا-

ادھر خسرو پرویز اپنا لشکر لے کر رے کی طرف بڑھا..... اور ادھر سے بہرام چوبیں فوج لے

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

کر نکلا- وہ خود ایران کا شہنشاہ بننا چاہتا تھا- اس کا دعویٰ تھا کہ اس کا خاندان ''مہران'' اشکانی نسل سے تعلق رکھتا ہے- فرات کے کنارے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا- خسرو پرویز کے سرداروں نے میدان جنگ میں اسے دھوکہ دیا اور بہرام چوبیں سے مل گئے- خسرو پرویز کے متعلق عام خیال یہ تھا کہ وہ بہت بہادر ہے لیکن بہرام چوبیں کے مقابلے میں اس نے کسی شجاعت کا مظاہرہ نہ کیا اور شکست کھا کر بھاگا- اس کی فوج تتر بتر ہوگئی- پرویز اپنے ماموں بندوی اور کچھ جاں نثاروں کے ساتھ دریا پار کر گیا- اس طرح بڑی مشکل سے میدان جنگ میں اس کی جان بچی-

بہرام چوبیں کو جب معلوم ہوا کہ خسرو پرویز بچ کر نکل گیا ہے تو وہ بہت پریشان ہوا- وہ جانتا تھا کہ جب تک خسرو پرویز زندہ ہے، وہ چین سے نہ بیٹھے گا- اس نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا اور پوچھا کہ خسرو کہاں جا سکتا ہے؟ سب نے اپنی اپنی رائے دی- بہرام چوبیں کوئی فیصلہ نہ کر سکا- پھر ایک سردار نے بتایا کہ خسرو پرویز شکست کھا کر بھاگا ہے- ظاہر ہے، وہ کسی ایسی جگہ جائے گا جہاں سے اسے کمک اور نیا لشکر مل سکے، اس لئے اس بات کا قوی امکان ہے کہ خسرو پہلے ملک شام جائے گا پھر وہاں سے روم کا رخ کرے گا تاکہ قیصر روم سے، جو سلطنت ایران کا دشمن ہے، لشکر حاصل کر کے ایران پر حملہ آور ہو- یہ بات بہرام چوبیں کے دل میں بیٹھ گئی- اس نے فوراً چار ہزار کا لشکر ترتیب دیا اور اس کی کمان سردار بہرام سیاؤشان کے سپرد کی- اس نے بہرام سیاؤشان کو حکم دیا..... کہ وہ خسرو پرویز کے تعاقب میں جائے اور اسے زندہ یا مردہ پکڑ کر لے آئے-

☆☆☆

چھٹا باب

خسرو پرویز کی گرفتاری کے لئے لشکر روانہ کرنے کے بعد بہرام چوبیں دارالسلطنت مدائن آیا- امراء نہیں چاہتے تھے کہ ایک ایسا شخص ایران کے تخت و تاج کا وارث بنے جو ساسانی نسل سے نہ ہو لیکن بہرام چوبیں نے طاقت کے زور پر ان امراء کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور تاج شاہی پہن کر تخت تقدیس پر جلوہ افروز ہوا- اس نے فوراً ہی اپنے نام کے سکے بھی جاری کرا دیئے-

آسمان کیا کیا رنگ دکھاتا ہے..... کہاں مدائن کا تخت و تاج، مملکت ایران کی شان و شوکت..... اور کہاں یہ حال کہ خسرو پرویز کو سر چھپانے کی جگہ نہ ملتی تھی- وہ جنگل اور ویرانوں کو پار کرتا، گھوڑا بھگائے چلا جا رہا تھا- بندوی اور بسطام اس کے ساتھ تھے- کچھ اور جاں نثار بھی ساتھ تھے- نہ کھانے کا خیال نہ آرام کی فکر- ہر وقت پکڑے جانے کا خطرہ-

میدان جنگ میں اس کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا تھا- اب تخت ایران کا مالک، بہرام چوبیں تھا اور خسرو پرویز کی قسمت میں صحرا نوردی لکھ دی گئی تھی- اس کے امراء نے بھی دھوکہ دیا تھا، اس لئے اس نے ایران کی حدود میں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور یہی کوشش کی کہ جس قدر جلد ہو سکے، یہاں سے دور نکل جائے- اسے یقین تھا کہ اس کا تعاقب ضرور کیا جائے گا- اس لئے فرات پار کرنے کے بعد، اب تک اس نے گھوڑے کو روکا نہ تھا اور برابر آگے بڑھتا جا رہا تھا..... لیکن بے زبان جانور کہاں تک ساتھ دیتے؟ ان کی رفتار خود بخود کم ہونے لگی-

بسطام اور بندوی نے یہ حال دیکھ کر خسرو پرویز کو مشورہ دیا کہ اگر کہیں ٹھہر کر تھوڑی دیر آرام نہ کیا گیا تو گھوڑے بے دم ہو کر گر جائیں گے- پرویز نے یہ مشورہ تسلیم کر لیا مگر اب سوال یہ تھا کہ ٹھہرا کہاں جائے؟ کس پر اعتبار کیا جائے؟ خسرو پرویز کے بدن پر شاہی لباس تھا جسے چھپانا مشکل تھا-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

کچھ دور آگے چلنے کے بعد انہیں ایک کلیسا نظر آیا- اسے غنیمت جان کر یہ لوگ کلیسا میں داخل ہوگئے- کلیسا آبادی سے دور واقع تھا اور اس میں صرف ایک پادری رہتا تھا- پادری نے خسرو پرویز کا شاہی لباس دیکھتے ہی جھک کر اسے سلام کیا اور سر جھکا کر کھڑا ہوگیا-

خسرو نے نرمی سے کہا- ''معزز پادری! ہم اس وقت مصیبت میں گرفتار ہیں- ہم اپنے لشکر سے بچھڑ گئے ہیں- ہمارے گھوڑے بے دم ہو رہے ہیں- ہم کچھ دیر یہاں آرام کرنا چاہتے ہیں-''

پادری ادب سے بولا- ''شہنشاہ کی تشریف آوری' میرے اور اس کلیسا کے لئے باعث فخر و انبساط ہے- شہنشاہ جب تک آرام کرنا چاہیں' میں ان کی خدمت کرتا رہوں گا-''

''کچھ کھانے پینے کا بھی انتظام ہو سکے گا؟'' بندوی نے پادری سے پوچھا-

''آپ تشریف رکھئے- سب انتظام ابھی ہوا جاتا ہے-''

خسرو' بسطام اور بندوی کے ساتھ کمرے میں چلا گیا- کمرے میں آرام دہ بستر لگا ہوا تھا- خسرو پرویز کے ساتھ آنے والے دوسرے لوگوں کے لئے' پادری نے بڑے ہال میں لیٹنے' بیٹھنے کا انتظام کر دیا..... پھر جو اسے میسر ہو سکا' ان لوگوں کے کھانے پینے کے لئے لایا- سب نے کھایا پیا اور آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے لیٹتے ہی انہیں نیند نے آ گھیرا-

سب سو گئے مگر خسرو پرویز کو نیند نہیں آئی- تخت و تاج کا غم' اسے نڈھال کئے دے رہا تھا- اس نے سوچا کہ میں نے ایران آنے اور شہنشاہ ایران بننے کی سخت غلطی کی- گرجستان میں آرام سے تھا- شیریں واپس آ جاتی اور میں وہیں عیش و عشرت سے رہتا- اس شاہی نے مجھے در بدر کیا..... پھر خسرو پرویز نے فیصلہ کیا کہ اب وہ' ایران کی شہنشاہی کا خیال دل سے نکال دے گا اور ارمن و گرجستان پہنچ کر اپنی محبوبہ شیریں کے ساتھ بقیہ زندگی گزارے گا اس خیال اور فیصلے سے اسے کچھ اطمینان ہوا تو اس کی بھی آنکھیں ..... جھپکنے لگیں اور اونگھتے اونگھتے ایک طرف سر ٹکا کر سو گیا

لیکن قسمت کی برگشتگی کا یہ عالم تھا کہ خسرو پرویز کو ایک گھڑی کی نیند بھی حاصل نہ ہو سکی- ابھی اس کی آنکھ لگی ہی تھی کہ پادری نے اس کا شانہ پکڑ کر ہلا دیا اور وہ گھبرا کر اٹھا-

شہنشاہ عالم! آپ کا لشکر آ گیا-'' پادری نے پرمسرت لہجے میں بتایا-

''لشکر..... خسرو پرویز کا رنگ فق ہو گیا- اس نے جلدی سے بسطام اور بندوی کو جگایا- وہ دونوں آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے تو خسرو نے خوفزدہ لہجے میں کہا-

''محترم ماموں! اب کیا ہوگا؟ لشکر آ گیا-''

''کہاں ہے' لشکر؟ کدھر ہے' لشکر؟'' بندوی بدحواس ہو کر دروازے کی طرف دوڑا-

بسطام نے بھی تلوار کھینچ لی اور بولا- ''شہنشاہ بیٹے! یزداں نے جو قسمت میں لکھا ہے' وہ تو پورا ہوگا لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں- جب تک ہمارے خون کا آخری قطرہ نہ بہہ جائے' آپ تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچ سکے گا-''

پادری حیران کن نظروں سے کبھی شہنشاہ کو دیکھتا اور کبھی اس کے ماموں کو- اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ لوگ اس قدر خوفزدہ کیوں ہیں؟ اسے تو بتایا گیا تھا کہ شہنشاہ اپنے لشکر سے جدا ہو گیا ہے- اب لشکر آ رہا ہے تو یہ لوگ بدحواس ہو گئے ہیں-

اتنے میں بندوی اندر آیا اور بولا- ''میں نے تو کلیسا کے باہر نکل کر بھی دیکھ لیا- لشکر کا دور دور تک کوئی پتہ نہیں-''

خسرو پرویز نے سوالیہ نظروں سے پادری کی طرف دیکھا- پادری' اس کا مطلب سمجھ کر بولا-

''لشکر ابھی یہاں سے کافی فاصلے پر ہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اپنے لشکر کی آمد سے اس قدر پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟''

بسطام تلوار کھینچتے ہوئے پادری کے سر پر پہنچ کر بولا-

''معزز پادری! یہ ہمارا راز ہے اور راز ہی رہنا چاہئے- اگر آپ نے اس راز کو کھولنے کی کوشش کی تو مجھے اپنی تلوار کو ایک معزز پادری کے خون سے رنگنے کا یقیناً افسوس ہوگا-''

پادری نے موت کو اپنے سر پر دیکھا تو ڈرتے ڈرتے بولا-

''آپ فکر نہ کریں- میں کسی سے کچھ نہ کہوں گا- آپ لوگ جو جی چاہے کریں- میں گونگا' بہرا بن جاؤں گا-''

بندوی نے ذرا سختی سے پوچھا- ''پادری صاحب! آپ نے لشکر کے آنے کی خبر دی ہے لیکن

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

مجھے تو باہر ایک سوار بھی نظر نہیں آیا' کہیں آپ نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا ہے؟''

پادری کانپتے ہوئے بولا-''سردار محترم! لشکر کو میں نے خود نہیں دیکھا بلکہ ایک سوار بھاگتا ہوا ادھر سے گزرا تھا- اس نے اپنے گھوڑے کو کلیسا کے باہر روک کر پانی پلایا تھا- وہ گھبرایا ہوا تھا- میرے پوچھے پر اس نے بتایا تھا کہ چار' پانچ ہزار کا ایرانی لشکر بڑی تیزی سے ادھر آ رہا ہے..... میرے خیال میں شہنشاہ اور آپ لوگوں کے لئے یہ خوشخبری تھی اس لئے میں فوراً بھاگتا ہوا یہاں آیا اور شہنشاہ کو جگا کر یہ مژدہ سنایا لیکن.....''

بندوی نے کہا-''پادری صاحب! آپ اپنے کمرے میں جا کر چپ چاپ لیٹ جایئے..... اور ہم جو کچھ بھی کہیں یا کریں آپ اس میں قطعی دخل نہ دیں-''

پادری نے بہت اچھا کہا اور تیز قدموں سے اپنے کمرے میں گھس کر دروازہ اندر سے بند کرلیا-

اس کے جانے کے بعد بندوی نے خسرو پرویز سے کہا-

''جان سے عزیز شہنشاہ بیٹے! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو خبر پادری نے ہم تک پہنچائی ہے' وہ بالکل درست ہے- یہ لشکر' سوائے بہرام چوبیں کے کسی اور کا نہیں ہوسکتا اور وہ جس تیزی سے آ رہا ہے' اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنا چاہتا ہے-''

خسرو بڑی مایوسی سے بولا-''بندوی ماموں! یزداں کے لئے مجھے بچا لیجئے- میں آپ کا احسان عمر بھر نہیں بھولوں گا-''

بندوی کچھ سوچتے ہوئے بولا-''عزیز شہنشاہ! آپ کے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے- وہ یہ کہ میں' آپ کو بچا کر' خود کو آپ کے دشمنوں کے حوالے کردوں-''

''کیا اس طرح میری جان بچ سکتی ہے؟'' خسرو پرویز نے بڑی خودغرضی سے پوچھا- اپنی جان بچانے کے لئے وہ اپنے وفادار اور بہادر ماموں کو بھی قربان کرنے پر آمادہ نظر آ رہا تھا-

حوصلے مند بندوی بولا-''کیوں نہیں' عزیز شہنشاہ! بلاشبہ آپ بچ جائیں گے اور میں' آپ پر قربان ہوجاؤں گا-''

پرویز نے کہا-''ماموں جان ہوسکتا ہے کہ اس کوشش میں میرے ساتھ آپ کی جان بھی بچ جائے- براہ کرم' آپ اس منصوبے پر فوراً عمل کریں- پتہ نہیں' دشمنوں کا لشکر کتنی دور ہے اور وہ کسی دم بھی یہاں پہنچ سکتا ہے..... پھر آپ کے بنائے کچھ نہ بن سکے گا-''

بندوی نے خسرو پرویز سے کہا-''شہنشاہ بیٹے! آپ اپنا شاہانہ لباس اتار کر مجھے دے دیجئے اور سادہ کپڑے پہن کر' بسطام اور دیگر..... ساتھیوں کے ساتھ' پچھلے دروازے سے نکل کر' مغرب کا رخ کیجئے- میں' ان تعاقب کرنے والوں کو اس وقت تک روکے رکھوں گا جب تک آپ خطرے سے باہر نہیں نکل جاتے-''

''آپ اتنے بڑے لشکر کو کیسے روکیں گے؟'' خسرو پرویز نے گھبرا کر پوچھا-

بندوی نے مسکرا کر کہا-''عزیز خسرو! یہ بحث کا وقت نہیں- میں حق نمک ادا کروں گا- آپ جلدی کیجئے-''

خسرو نے پھر کوئی سوال نہ کیا- جلدی جلدی شاہی لباس اتارا اور سادہ کپڑے پہن کر بسطام اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ عقبی دروازے سے نکلا- اس نے یزداں کا نام لے کر گھوڑے کی رکاب میں پیر رکھا اور بندوی کے کہنے کے مطابق مغرب کی سمت گھوڑا دوڑا دیا-

خسرو پرویز کے جانے کے بعد' بندوی نے خسرو پرویز کا شاہی لباس زیب تن کیا- شاہی پٹکا سر پر باندھا اور کلیسا کے دروازے پر آ کر' اسے اندر سے اچھی طرح بند کرلیا- عقبی دروازہ' اس نے خسرو پرویز کے جاتے ہی بند کردیا تھا-

اس کے بعد' زرق برق لباس پہنے' شاہی پٹکا باندھے' بندوی کلیسا کی دیوار پر چڑھ کر ٹہلنے لگا- کلیسا کے آثار اتنے چوڑے تھے کہ ان پر دو آدمی برابر چل سکتے تھے-

کچھ ہی دیر بعد' تعاقب کرنے والا لشکر' کلیسا کے سامنے نمودار ہوا- لشکریوں نے بندوی کو شاہی لباس پہنے اور پٹکا باندھے' دیوار پر ٹہلتے دیکھا تو سمجھے کہ شہنشاہ خسرو پرویز یہی ہے- انہوں نے جلدی جلدی کلیسا کا محاصرہ کرنا شروع کردیا-

بندوی' لشکریوں کو اپنی ایک شاہانہ جھلک دکھا کر' دیوار سے نیچے اتر آیا- اس نے جلدی سے

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

شاہانہ لباس اتار کر ایک طرف رکھ دیا اور اپنے کپڑے پہن کر پھر دیوار پر پہنچ گیا- اس وقت ایرانی لشکر' کلیسا کے گرد گھیرا ڈال چکا تھا- بندوی نے دیوار سے لشکر کو مخاطب کر کے کہا-

''اے اہل لشکر! میں' بندوی ہوں- آپ اپنے رسالدار سے کہہ دیجئے کہ وہ' دیوار کے قریب آ جائیں تا کہ میں' ان تک شہنشاہ ایران خسرو پرویز کا پیغام پہنچا سکوں-''

تعاقب کرنے والے ایرانی لشکر کا سپہ سالار بہرام سیاؤشیان' اپنے لشکر سے نکل کر دیوار کے پاس آ گیا اور بولا-

''اے' امیر بندوی! تم' شہنشاہ کے ماموں ہو لیکن میں تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں کر سکتا- میں حکم کا بندہ ہوں- مجھے جو حکم میرے آقا بہرام چوبیں نے دیا ہے' اسے ضرور بجالاؤں گا-''

بندوی نے بڑے ادب سے بہرام شیاؤشیان کو سلام کر کے کہا-

''اے' بہرام سیاؤشیان! یزداں کا شکر ہے کہ ہمارا تعاقب کرنے والے آپ ہیں- آپ تو ہمارے ہی آدمی ہیں-''

بہرام سیاؤشیان نے کہا ''بے شک! میں' آپ کا اور خسرو پرویز کا غلام ہوں مگر میں حکم بجالانے کے لئے مجبور ہوں-''

بندوی مسکرایا اور بولا- ''اے' بہرام سیاؤشیان! شہنشاہ خسرو پرویز کی رگوں میں ساسانی خون ہے- انہوں نے آپ سے جان کی بھیک طلب نہیں کی ہے بلکہ ایک پیغام دیا ہے- اگر آپ سننا پسند کریں تو میں بیان کروں-''

''ضرور بیان کیجئے' امیر بندوی! ہم' شہنشاہ کا پیغام سننے کے لئے گوش بر آواز ہیں-'' بہرام سیاؤشیان نے نرمی سے کہا-

امیر بندوی بولا- ''شہنشاہ نے تمہیں یہ پیغام دیا ہے کہ میں تین دن اور تین راتوں سے برابر گھوڑا دوڑاتا آیا ہوں- اس وقت سخت پریشان اور مضمحل ہوں- میں جانتا ہوں کہ مجھے' تمہارے ساتھ بہرام چوبیں کے پاس جانا ہوگا اور اپنے آپ کو قضائے یزداں کے سپرد کرنا ہوگا لیکن اگر

آپ..... مناسب سمجھیں تو میں تھوڑا سا ستالوں- آپ اور آپ کے ہمراہی بھی آرام کر لیں- شام ہوتے ہی ہم' آپ کے ساتھ چلے چلیں گے-''

بہرام سیاؤشیان نے بندوی کی زبان سے یہ سنا تو کہا-

''اے امیر! یہ بات نہایت معقول ہے- شہنشاہ کا حکم' سر آنکھوں پر' میں اس پر ضرور عمل کروں گا- شہنشاہ کا مجھ پر حق ہے اور میں یہ حق ضرور ادا کروں گا-''

بندوی زیر لب مسکراتا ہوا دیوار سے نیچے اتر آیا-

شام کو وہ پھر دیوار پر نمودار ہوا- بہرام سیاؤشیان اس کا کھڑا انتظار کر رہا تھا- بندوی نے اس سے کہا اے بہرام سیاؤشیان! شہنشاہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور اب یہ پیغام دیا ہے کہ آپ نے شام تک انتظار کیا- اب رات ہوا چاہتی ہے- تاریکی چھانے لگی ہے- اگر ممکن ہو تو رات بھر اور صبر کر لیں- آپ کی یہ بہت بڑی نیکی ہوگی- صبح ہوتے ہی یہاں سے چل دیں گے-''

بہرام سیاؤشیان بولا- ''شہنشاہ کا یہ حکم بھی سر آنکھوں پر- جیسا وہ چاہتے ہیں' ویسا ہی ہوگا-''

بندوی' اسے سلام کر کے' دیوار سے اتر گیا- ادھر بہرام سیاؤشیان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کلیسا کا مضبوطی سے محاصرہ کیا جائے اور رات بھر سخت پہرہ دیا جائے- اگر کوئی کلیسا سے نکلنے کی کوشش کرے تو اسے فوراً گرفتار کر لیا جائے-

بندوی رات بھر کلیسا میں پاؤں پھیلائے آرام سے سوتا رہا- یہاں تک کہ صبح ہوگئی- سورج نکل آیا- بہرام سیاؤشیان نے اپنے لشکر کو سوار ہونے کا حکم دیا کہ اتنی دیر میں بندوی پھر دیوار پر نظر آیا-

بہرام سیاؤشیان نے اسے دیکھتے ہی کہا- ''اے' بندوی! اب ہمیں چلنا چاہئے-''

بندوی نے جواب دیا- ''اے بہرام سیاؤشیان چلنا تو ہے ہی مگر شہنشاہ کہتے ہیں کہ سورج ذرا اور بلند ہو جائے پھر روانہ ہوں-''

بہرام سیاؤشیان پھر لحاظ کر گیا اور خاموش ہو گیا- یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی- اب پھر بندوی

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

دیوار پر آیا اور شہنشاہ کی طرف سے درخواست کی کہ دوپہر ڈھل جائے تو چلیں گے۔

بہرام سیاؤشیان کو غصہ آ گیا اور صبر کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اس نے بندوی کو صاف صاف الفاظ میں جتلا دیا کہ اب وہ ایک لمحہ بھی انتظار نہیں کر سکتا۔ اگر شہنشاہ نے چلنے میں ذرا بھی عذر کیا تو وہ کلیسا پر حملے کا حکم دے دے گا۔

بندوی کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بہرام سیاؤشیان کو زیادہ پریشان کرے۔ اس نے بہرام سیاؤشیان کو اطمینان دلایا کہ وہ بے فکر رہے' ابھی کلیسا کا دروازہ کھلتا ہے۔ بندوی دیوار سے اترا پھر اس نے کلیسا کا دروازہ کھول دیا اور باہر نکل کر بہرام کے سامنے پہنچ گیا۔

بہرام سیاؤشیان نے پوچھا۔ ''شہنشاہ کہاں ہیں؟ انہیں بھی باہر لے آؤ۔''

بندوی نے کہا۔ ''اے بہرام سیاؤشیان! اس کلیسا میں تو بس میں اکیلا ہوں۔ شہنشاہ خسرو پرویز تو کل' تمہارے آنے سے پہلے ہی یہاں سے روانہ ہو چکے تھے۔''

بہرام سیاؤشیان بگڑ کر بولا۔ ''تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے' بندوی! میں' تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔''

بندوی مسکرایا اور بولا۔ ''بہرام سیاؤشیان! تم اپنے مالک کی وفاداری میں اپنے شہنشاہ کا سر اتارنے کو تعمیل حکم کہتے ہو۔ پھر اگر میں نے اپنے مالک کا سر بچانے کی کوشش کی تو تم اسے دھوکہ کیوں کہتے ہو؟ میں نے تمہیں' ایک دن اور ایک رات اسی لئے یہاں روکے رکھا کہ شہنشاہ' تمہاری دسترس سے دور ہو جائے۔ اب اگر تم' اس کا تعاقب بھی کرو گے تو بیکار ہو گا۔ میں نے حق نمک ادا کر دیا اور اب تم حق نمک ادا کرو۔ میرا سر کاٹ کر بہرام چوبیں کے سامنے پیش کر دو۔''

بہرام سیاؤشیان' بندوی کی باتیں سن کر ششدر رہ گیا۔

شہنشاہ ایران کے ساتھ بندوی کی وفاداری سے وہ بڑا متاثر ہوا۔ اس نے سوچا کہ بندوی کس قدر وفادار اور بہادر ہے کہ اس نے خسرو پرویز کو بچانے میں اپنی جان کی پرواہ بھی نہ کی۔

اس کے ساتھ ہی اسے یہ خیال بھی گزرا کہ اگر اس نے بندوی کو اس جرم میں یہیں قتل کر دیا تو پتہ نہیں بہرام چوبیں کیا خیال کرے؟ ممکن ہے کہ اسے' اس کی وفاداری پر شبہ گزرے اور وہ یہ سمجھے

کہ اس نے جان بوجھ کر شہنشاہ کو نکل جانے کا موقع دیا..... اور اپنا راز چھپانے کے لئے بندوی کو قتل کر دیا۔ ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نے بندوی کو گرفتار کر لیا۔

بہرام سیاؤشیان نے مدائن پہنچ کر' بندوی کو بہرام چوبیں کے سامنے پابجولاں پیش کر دیا..... پھر خسرو پرویز کے فرار اور بندوی کی مکاری کی پوری داستان بیان کر دی۔

بہرام چوبیں یہ سن کر غصے کے مارے آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے سر دربار' بندوی کے منہ پر طمانچہ مارتے ہوئے کہا۔

''اے نمک حرام قاتل کیا یہ کم تھا کہ تو نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر شاہ ہرمز کی آنکھیں نکلوائیں اور اب تو نے خسرو کو میرے ہاتھ سے نکال دیا۔ میں تجھے ایسی ذلیل موت مرواؤں گا کہ دنیا کو عبرت ہو۔''

پھر بہرام چوبیں نے بہرام سیاؤشیان کو حکم دیا۔ ''اس ذلیل کو زندان میں ڈال دو۔ اسے اس وقت کتے کی موت مارا جائے گا جب ہرمز کے بقیہ قاتل بھی گرفتار ہو جائیں گے۔''

بہرام سیاؤشیان' بندوی کو بجائے زندان میں لے جانے کے اپنے گھر لے آیا اور اسے گھر ہی میں نظر بند کر دیا۔

بہرام سیاؤشیان کے دل میں بندوی کا بڑا احترام تھا۔ بندوی نے خسرو پرویز کے ساتھ جس وفاداری کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس سے بہرام سیاؤشیان کے دل میں بندوی کی عزت اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ بہرام سیاؤشیان کے گھر میں بہرام چوبیں کی بھانجی تھی۔ وہ بڑی منہ زور عورت تھی۔ جب سے بہرام چوبیں شہنشاہ بنا تھا' اس وقت سے تو اس کا دماغ اور اونچا ہو گیا تھا۔ میاں بیوی میں دن' رات چخ چخ ہوا کرتی تھی۔

بندوی تمام حالات کا بغور مطالعہ کر رہا تھا۔ آخر ایک دن اس نے بہرام سیاؤشیان سے بہرام چوبیں کے بارے میں گفتگو کی۔ وہ بہرام چوبیں کے سلوک اور اپنی بیوی کی بد دماغی سے پہلے ہی نالاں تھا۔ بندوی کو اسے رام کرنے اور اپنے دھڑے پر لگانے میں زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ پھر دونوں نے مل کر بہرام چوبیں کے خلاف ایک سازش تیار کی۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

بہرام چوبیں ایک مقررہ وقت پر چوگان کھیلا کرتا تھا- بہرام سیاؤشیان بھی اکثر اس کے ساتھ چوگان بازی میں شریک ہوتا تھا- ایک دن بہرام سیاؤشیان' چوگان کے میدان میں جانے کے لئے تیار ہوا- جانے سے پہلے اس نے اپنے جسم پر زرہ بکتر پہنی اور اوپر کھیل کے کپڑے پہن لئے تاکہ زرہ بکتر اور اسلحہ پوشیدہ رہے لیکن بہرام سیاؤشیان کے گھر سے روانہ ہونے سے پہلے ہی اس کی بیوی نے اپنے ایک معتمد غلام کے ہاتھ بہرام چوبیں کے پاس پیغام بھیجا کہ آج میرا شوہر کھیل کے لباس کے نیچے زرہ اور اسلحہ سجا کر آ رہا ہے- میں نہیں جانتی کہ اس کا کیا ارادہ ہے..... بہرحال' اس سے خبردار رہا جائے-

بہرام چوبیں کو یہ پیغام ملا تو اس نے بہرام سیاؤشیان کے میدان میں پہنچتے ہی اسے گرفتار کرالیا..... پھر اس کے کپڑے اتروا کر دیکھے تو واقعی اس کے جسم پر زرہ بکتر اور اسلحہ موجود تھا- بہرام چوبیں نے معافی کا دھوکہ دے کر' اس سے راز اگلوالیا-

جب بہرام سیاؤشیان نے اقرار جرم کرلیا تو بہرام چوبیں نے اپنے ہاتھ سے اس کی گردن اتار لی-

☆☆☆

ساتواں باب

گھر میں بندوی سن گن میں تھا- اسے خبر ملی کہ راز کھل گیا .....اور بہرام سیاؤشیان مارا گیا- گھر میں کہرام مچ گیا- اس کی بیوی رونے پیٹنے لگی- بندوی کو موقع مل گیا اور وہ چپکے سے گھر سے نکل بھاگا- بہرام چوبیں کو جب معلوم ہوا کہ بندوی' قید خانے کی بجائے بہرام سیاؤشیان کے گھر میں ہے تو اس نے بندوی کی گرفتاری کے لئے سپاہی بھیجے مگر بندوی' ان کے ہاتھ نہ آیا- وہ فرار ہو کر آذربائیجان پہنچ چکا تھا-

فارسی کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ ایک بار دمشق میں ایسا قحط پڑا کہ عاشق' عشق کرنا بھول گئے- یہی حال خسرو پرویز کا تھا- تخت و تاج گیا- میدان جنگ سے بھاگا تو بہرام سیاؤشیان کی فوجوں نے گھیر لیا..... بندوی نے عقلمندی سے جان بچائی' ورنہ بہرام چوبیں' سر قلم کرا دیتا-

کلیسا سے منہ چھپا کر بھاگا تو نہ عشق شیریں یاد آیا نہ محفل عیش و نشاط کی رنگینیاں' چند جاں نثاروں کے ساتھ مغرب کی سمت بھاگتا رہا- رات کا وقت' نہ کوئی رہبر نہ رہنما- خسرو پرویز راستے سے بھٹک گیا- صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ رات بھر بجائے مغرب کے جنوب میں سفر کرتا رہا ہے- وہ تو اچھا ہوا' شاہی لباس کلیسا ہی میں چھوڑ آیا تھا ورنہ کوئی نہ کوئی پہچان لیتا اور لینے کے دینے پڑ جاتے-

ساری رات کے سفر سے جسم چور چور ہو رہا تھا- صبح کو خسرو پرویز نے ایک جگہ گھوڑا روکا اور ماموں بسطام سے پوچھا کہ اب کدھر چلا جائے بسطام بھی پریشان تھا' اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کدھر جائے اور کہاں پناہ حاصل کرے- بادشاہوں کی زندگی بھی کیا ہوتی ہے- جب تک تخت پر ہیں' دنیا کی ہر چیز میسر' ہر شخص حکم بجالانے پر آمادہ.....اور جہاں تخت گیا تو جیسے دنیا ہی چلی گئی- کوئی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا- اپنی پہچان کرانے کی ہمت نہیں ہوتی-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

یہ لوگ' دیر تک آپس میں صلاح ومشورے کرتے رہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آیا..... پھر نہ جانے کیسے خسرو پرویز کو شیریں کا خیال آ گیا..... وہ جلدی سے بولا-

''اب آپ بالکل فکر نہ کیجئے- میرے ساتھ چلئے- وہاں پناہ بھی مل جائے گی اور ہمیں یوں محسوس ہوگا جیسے ہم' ایران میں ہیں-''

بسطام مسکرا کر بولا ''شاہ بیٹے! آپ کو اتنا پر اعتماد نہ ہونا چاہئے- یہ تو وہ وقت ہے کہ انسان کا سایہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے..... اس وقت ہمیں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہئے-''

خسرو پرویز' شیریں کے تصور میں کھویا ہوا تھا- اس نے کہا-

''ماموں جان! آپ ملکہ مہین بانو کو نہیں جانتے' اس نے شہزادی شیریں کی عدم موجودگی میں ہماری اس قدر خاطر کی تھی کہ پردیس کا گمان بھی نہ ہو سکا-''

''کس کی بابت کہہ رہے ہو' شاہ بیٹے؟'' بسطام نے حیران ہو کر پوچھا- ''ملکہ مہین بانو..... شہزادی شیریں..... کہاں کی ملکہ' کہاں کی شہزادی؟''

خسرو پرویز کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے کہا- ''ماموں جان! ملکہ مہین بانو' ارمن و گرجستان کی بڑی عظیم ملکہ ہیں اور شہزادی شیریں' ان کی بھتیجی ہے- شیریں کے حسن کا چرچا تو آپ نے بھی سنا ہوگا؟''

بسطام نے تجسس سے پوچھا ''شاہ بیٹے! آپ ان لوگوں سے کب ملے؟ یا آپ نے صرف ان کا ذکر ہی سن کر ان پر اتنا اعتماد کر لیا ہے- خیال رکھئے' ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی..... پھر انسانیت اور دوستی کا امتحان دراصل' مصیبت کے وقت ہی ہوتا ہے- پھر آپ کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ بہرام چوبیں اب شہنشاہ ایران بن چکا ہوگا- میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک معمولی سی ملکہ' آپ کے لئے ایران جیسی طاقت کی مخالفت کیوں مول لے گی؟''

''ماموں جان' ہماری جانیں پہلے ہی یزداں کے حوالے ہیں- آپ میرے ساتھ چل کر دیکھئے کہ شہزادی شیریں' ہمارے ساتھ کتنی محبت کا سلوک کرتی ہے اور ملکہ مہین بانو تو اخلاف کا مجسمہ ہیں- شاہ ہرمز کے زمانے میں' میں ''رے'' سے نکل کر ملکہ کے پاس آ گیا تھا- جتنے دن وہاں رہا'

مجھے یہی احساس رہا کہ میں' ایران میں ہوں-''

بسطام نے زیادہ بحث کرنا مناسب نہ سمجھا اور ایک راہگیر سے گرجستان کا راستہ پوچھ کر یہ لوگ ادھر ہی روانہ ہو گئے-

گرجستان پہنچ کر' بسطام کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ شیریں اور ملکہ مہین بانو کے بارے میں خسرو پرویز نے جو بتایا تھا' وہ ٹھیک ہی تھا- ملکہ کے محل پر پہنچ کر خسرو نے اپنے آنے کی اطلاع ملکہ کو بھجوائی- ذرا دیر بعد بسطام نے دیکھا کہ ملکہ اور شہزادی بھاگتی ہوئی محل سے نکلیں اور پھر صدر دروازے پر پہنچ کر خسرو پرویز کا اس طرح استقبال کیا جیسے خسرو پرویز' ان کا آقا ہو-

خسرو پرویز نے بسطام اور دوسرے ساتھیوں کا تعارف ملکہ اور شہزادی' سے کرایا- بسطام نے شہزادی کا تذکرہ سرسری طور پر کسی سے سنا تھا-

شاہی مہمانوں کو بڑی عزت واحترام سے شاہی محل میں اتارا گیا- بسطام اور خسرو پرویز کو شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا اور باقی لوگوں کو دوسرے محل میں پہنچا دیا گیا- ہر دو جگہ ضرورت کی ہر چیز اور آرام کا ہر سامان موجود تھا- غلام اور کنیزیں جگہ جگہ سر جھکائے کھڑی حکم کی منتظر دکھائی دیتی تھیں- ملکہ اور شہزادی خسرو پرویز کے آگے پیچھے پھرتی رہتیں جیسے وہ ملکہ اور شہزادی نہیں بلکہ کنیزیں ہوں-

بسطام کی جہاندیدہ نظروں نے دو چار روز ہی میں معلوم کر لیا کہ خسرو پرویز اور شیریں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں بلکہ پروانہ وار چاہتے ہیں- ملکہ مہین بانو کے اس التفات کی یہی وجہ اس کی سمجھ میں آئی-

ارمن وگرجستان میں خسرو پرویز نے عیش ونشاط کی محفلیں گرم کرنی شروع کر دیں- ہر دن عید اور رات' شب برات کی مانند گزرنے لگی-

شہزادی شیریں جب سے ایران سے واپس آئی تھی' ملکہ پھوپھی سے شرمندہ رہتی تھی- سہیلیوں کے سامنے بھی اس کی آنکھیں نہ اٹھتیں- سیر وتفریح اور شکار کے مشاغل یکسر موقوف ہو گئے تھے- مگر خسرو پرویز کے آتے ہی جیسے شیریں کے ویرانہ دل میں بہاریں لوٹ آئیں- اس

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

نے خسرو پرویز کو تصویر سے زیادہ خوبصورت اور جیہہ پایا- وہ صبح سے شام تک خسرو پرویز کے گرد پروانے کی طرح منڈلاتی رہتی- ہر ہفتے شکار کا پروگرام بنتا-

شیریں اپنی اسی سہیلیوں کے ساتھ خسرو پرویز کو لے کر نکلتی تو یوں محسوس ہوتا جیسے راجہ اندر کی سواری جارہی ہو- خسرو پرویز کے دائیں' بائیں' آگے پیچھے حسینائیں ہوتیں..... سب سے بڑھ کر شیریں' اس کے گلے کا ہار بنی ہوئی تھی- جدھر سے یہ قافلہ گزرتا' فضائیں ترنم ریز قہقہوں سے گونج اٹھتیں- ویرانے آباد ہو جاتے' وادیاں پھول برسانے لگتیں-

ملکہ مہین بانو' شیریں اور خسرو پرویز کو دیکھ کر دل میں کڑھتی- اس لئے نہیں کہ اسے خسرو پرویز پسند نہ تھا بلکہ اس لئے کہ خسرو پرویز ایک شہنشاہ تھا..... اور ایک شہنشاہ کے لئے ہر خوبرو پھول کو مسل کر پھینک دینا کوئی بڑی بات نہ تھی-

دوسری طرف بسطام' ان دونوں کے بڑھتے ہوئے روابط اور لاابالی انداز کو کسی اور انداز میں دیکھ رہا تھا وہ' اس بات سے تو خوش تھا کہ ارمن وگرجستان میں دشمنوں کی دسترس سے بہت دور ہیں لیکن اس کا مقصد' جائے پناہ میں گھس کر بیٹھ رہنا ہی نہیں بلکہ اصل منزل کی راہ میں ایک وقتی وقفہ ہے- منزل تو ابھی بہت دور ہے- اسے' ایران کا تخت وتاج واپس لینا ہے-

اسے' شیریں اور خسرو پرویز کے عشق پر بھی کوئی اعتراض نہ تھا..... مگر اس کے لئے یہ بات سوہان روح بنی ہوئی تھی کہ خسرو پرویز' شیریں کے عشق کے دھارے میں بہتا ہوا' اپنی منزل سے دن بدن دور ہوتا جارہا تھا- جس دن سے خسرو پرویز' ارمن وگرجستان آیا تھا' اس نے بھول کر بھی ایران' ساسانی تخت وتاج یا اپنے دشمن کا نام تک نہ لیا تھا- یوں معلوم ہوتا تھا جیسے خسرو پرویز اپنی قسمت پر قانع ہو کر بیٹھ گیا ہے اور اس نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا ہے- ایک بہادر فوجی سردار کے لئے یہ بات قطعی ناقابل برداشت تھی-

ملکہ مہین بانو اور بسطام کا مقصد ایک تھا- دونوں چاہتے تھے کہ خسرو پرویز' اس خواب خرگوش سے بیدار ہو کر مستقبل کے لئے کوئی منصوبہ بنائے- ایران کا تخت وتاج حاصل کرنے کی کوئی تدبیر کرے- مہین بانو یہ بھی چاہتی تھی کہ شہزادی شیریں' حد اعتدال سے آگے نہ بڑھے بلکہ اس کا حسن

دوشیزگی' شبنم کی طرح پاک وشفاف رہے لیکن اس میں شیریں کو روکنے کی ہمت بھی نہ تھی- اسے' شیریں سے اس قدر پیار تھا کہ وہ' اس پر اپنی جان تک قربان کر سکتی تھی- اسے' شیریں کی دلآزاری کسی طرح منظور نہ تھی-

بسطام ہر چند کہ خسرو پرویز کا ماموں تھا' بزرگ تھا مگر شہنشایت کے رشتے سے خسرو پرویز کے سامنے' اس کی حیثیت ایک غلام سے زیادہ نہ تھی-

آخر مہین بانو نے ایک دن شیریں کو تنہائی میں بلایا اور اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی-

''جان ملکہ! مجھے' تمہارے اور خسرو پرویز کی خوش فعلیوں اور پیار ومحبت پر کوئی اعتراض نہیں- تم ماشاءاللہ! سمجھدار ہو- اپنے اچھے برے کو خود بھی سمجھتی ہو لیکن' بیٹی! جوانی دیوانی ہوتی ہے- لوہا' مقناطیس کی کشش سے محفوظ نہیں رہ سکتا- خسرو پرویز وجیہہ اور خوبصورت جوان ہے اور ہر طرح سے تمہارے لائق اور قابل ہے لیکن اگر وہ ایران کا شہنشاہ ہے تو تم بھی ارمن وگرجستان کی شہزادی اور ولی عہد ہو- میں نہیں چاہتی کہ تمہارے قدم ڈگمگا جائیں اور شیشے میں بال پڑ جائے- اس لئے بہتر ہے کہ تمام تر رنگینیوں اور والہانہ فضاؤں میں تم ثابت قدم رہو اور دامن کو آلودگی سے محفوظ رکھو- محلات شاہی کی زندگی سے تم واقف نہیں- حرم سرا کی چکاچوند سے آنکھیں خیرہ کرنے والیاں اور شہزادوں کو دل دینے والی لڑکیاں اپنا سب کچھ لٹا دینے کے بعد کچھ بھی نہیں پاتیں اور محل کی دیواروں میں قید ہو کر تمام عمر آنسو بہاتی رہتی ہیں- اگر تمہیں' خسرو پرویز پسند ہے تو پہلے اس سے شادی کرو پھر تمہاری محبت کی یہ جولانی اور افتادگی کسی کے لئے قابل گرفت نہ ہوگی-''

ضعیف ملکہ کی تقریر' نصیحتوں کا پلندہ تھی- اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو الجھ کر کانوں پر ہاتھ رکھ لیتی مگر شیریں ذہین اور سمجھدار تھی..... اس نے مہین بانو کی ایک' ایک بات غور سے سنی اور گرہ میں باندھ لی جب ملکہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر چکی تو شیریں نے سعادت مندی سے کہا-

''ملکہ پھوپھی آپ نے جو کچھ کہا' اس کا ایک ایک لفظ حقیقت کا آئینہ دار ہے- آپ کی ہر بات میرے دل پر نقش ہوگئی ہے..... یہ ٹھیک ہے کہ میں' خسرو پرویز کو پسند کرتی ہوں لیکن آپ

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

اطمینان رکھئے' میرے قدم پہلے بھی مضبوط تھے' اب اور زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں۔''

ملکہ مہین بانو نے خوش ہو ہو کر شہزادی کو گلے لگا لیا۔ ملکہ نے کہا۔

''بیٹی! خسرو پرویز کو یہاں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا ہے ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ یہاں سے چلا جائے' ہمیں وہ معزول شہنشاہ ہے۔ دشمن اس کی تلاش میں ہے۔ اگر وہ یہاں' ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا اور یوں ہی عیش کی محفلیں سجاتا رہا تو دشمن کو اپنی طاقت بڑھانے کا موقع مل جائے گا اور پھر تخت و تاج کی واپسی مزید مشکل ہو جائے گی۔ اگر ممکن ہو سکے تو تم یہ بات کسی طرح اس کے کانوں میں ڈالو کہ وہ ایران واپس لینے کی کوئی تدبیر کرے۔''

شہزادی شیریں نے ملکہ کو کوئی جواب نہ دیا لیکن اس نے اس کی یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لی۔

شیریں نے شہزاد خسرو کو اگلی صبح صاف صاف کہہ دیا کہ اب وہ اس کے ساتھ شکار پر نہ جائے گی اور نہ ہی وہ اس کے ساتھ باغوں میں جائے گی۔ اس نے خسرو کو اس کے مقاصد بھی بتا دیئے تھے۔

خسرو کو شیریں کی نصیحت ناگوار لگی۔ رات کو خسرو پرویز نے بسطام کو اپنے پاس بلوایا۔ وہ آ گیا تو خسرو نے خدمت گاروں کو باہر بھیج کر' دروازہ اندر سے بند کرا دیا۔ بسطام سمجھ گیا کہ خسرو' اس وقت کوئی اہم فیصلہ سنانے والا ہے اور وہ فیصلہ شیریں ہی کے بارے میں ہو سکتا تھا۔ خسرو پرویز دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر سر اٹھا کر بولا۔

''ماموں جان! ہم نے شیریں سے محبت کی مگر بے وفا نکلی۔ ہم نے اسے جان سے عزیز جانا اور اس کی محبت میں یہاں دوڑے چلے آئے لیکن اس نے ہمارے ساتھ وہ سلوک کیا جس کی ہمیں اس سے توقع نہ تھی۔ ان حالات میں ہمارے لئے یہاں ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں۔''

بسطام نے انجان بن کر پوچھا۔ ''شاہ بیٹے! آخر ہوا کیا؟ شہزادی شیریں تو بڑی با اخلاق لڑکی ہے۔ جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے وہ آپ سے حد درجہ مانوس ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ تن تنہا ایران کا سفر نہ کرتی۔ اس نے آپ کے لئے رسوائی اٹھائی۔ پھوپھی کی نظروں سے گر گئی۔

سہیلیوں نے اس پر آوازے کسے لیکن وہ خاموش رہی۔ اتنے دن گزر گئے' اس کی مہمان نوازی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس نے ہمیں ایران جیسا آرام دینے کی کوشش کی..... پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شہزادے بیٹے کو اس سے یہ شکوہ کیوں ہے کہ وہ بے وفا ہے۔ اگر اس نے واقعی بیوفائی کی ہے اور شہزادے بیٹے کے پاس' اس کا کوئی ثبوت ہے تو پھر ٹھیک ہے' آپ حکم دیں۔ میں تیار ہوں۔''

خسرو پرویز ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ''ماموں جان! جو باتیں' آپ نے کہی ہیں' وہ سب ٹھیک ہیں۔ اس مصیبت کے وقت' شیریں جس طرح ہمارا ساتھ دے رہی ہے' اس سے اس کا خلوص ظاہر ہے ورنہ ہر شخص ہمارا دشمن ہے۔ ہم' شیریں کا جس قدر شکریہ ادا کریں' وہ کم ہے۔''

''شاہ بیٹے! آپ خود ہی شیریں کے خلوص و محبت کی تعریف کر رہے ہیں پھر آپ' اسے بے وفا کیسے کہہ سکتے ہیں کیا آپ نے اپنے سوا' اسے کسی اور کے ساتھ ہنستے بولتے دیکھا ہے؟''

''نہیں' نہیں' ماموں جان! میں شیریں کے بارے میں ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا۔'' خسرو نے جلدی سے کہا۔

بسطام نے خسرو کو راہ راست پر آتے دیکھا تو بولا۔ ''عورت کی بے وفائی کی صرف یہی ایک صورت ہوتی ہے کہ وہ اپنے چاہنے والے کو چھوڑ کر کسی اور طرف نظر اٹھائے۔ جب ایسا نہیں ہے تو پھر آپ' اسے بے وفا کیوں کہتے ہیں؟''

خسرو نے کہا۔ ''ماموں جان! محبت کے اور بھی تقاضے ہوتے ہیں۔ میں' اس کی طرف بڑھتا ہوں تو وہ' مجھ سے دور ہو جاتی ہے۔ اس نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ جب تک میں ایران کا تخت و تاج حاصل کر کے' اسے اپنی ملکہ نہیں بناتا' وہ میری کوئی بات نہیں مانے گی۔''

''شاباش ہے' شہزادی شیریں کو۔'' بسطام فوراً بولا۔ ''ایک شہزادی کے عالی نسب ہونے کی یہی دلیل ہے' شاہ بیٹے! کنیز اور شہزادی میں یہی فرق ہوتا ہے..... اور پھر اس نے تو ایک ایسی بات کہی ہے جس میں سراسر آپ ہی کا فائدہ ہے۔ اور میں بھی خلوص کا مداح ہوں۔ ویسے آپ جو حکم دیں اسے بجا لاؤں گا۔''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

خسرو پرویز نے کہا۔ ''مگر ماموں جان! ایران کا تخت حاصل کرنے کی اب کیا صورت ہو سکتی ہے؟ ملکہ مہین بانو کے پاس اتنی فوج نہیں کہ ہم اس سے کام لے سکیں۔ آپ ہی بتایئے کہ ہم تخت و تاج کس طرح واپس لے سکتے ہیں؟''

''تخت و تاج کے حصول کے لئے سب سے پہلے عزم کی ضرورت ہے شاہ بیٹے!'' بسطام نے کہا۔ ''آپ ارادہ تو کیجئے یزداں خود ہی کوئی صورت نکال دے گا۔''

''ماموں جان! میں تو ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہوں مگر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آپ کے ذہن میں کوئی تدبیر ہو تو بتایئے؟''

بسطام نے کہا۔ ''شاہ بیٹے مجھے امید ہی نہیں بلکہ کامل یقین ہے کہ اگر آپ میرا مشورہ قبول کریں تو ایرانی تخت و تاج بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔''

خسرو پرویز اچھل پڑا۔ اس نے بسطام کو حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''ماموں جان! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا ایسا ممکن ہے؟ آپ نے اب تک کیوں نہیں بتایا؟''

بسطام اطمینان سے بولا۔ ''ہاں شاہ بیٹے! یہ بالکل ممکن ہے۔ میں نے اس سلسلے میں تم سے اس لئے گفتگو نہیں کی کہ تم عشق شیریں میں دنیا کو بالکل بھول بیٹھے تھے۔ بادشاہ ہمیشہ پہلے شمشیر و سناں سے کھیلتے ہیں۔ اس کے بعد فرصت کے اوقات میں طاؤس و رباب سے دل بہلاتے ہیں..... اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ سنئے اور اس پر غور کیجئے۔

نصرانی شہنشاہ قطنطنیہ سے ہمارا ہمیشہ سے جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ صدیوں سے جنگ و جدال ہو رہا ہے۔ لاکھوں بے گناہ اس جنگ کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں..... نہ ایران کو چین ہے اور نہ شہنشاہ قطنطنیہ کو آرام نصیب ہے۔ اگر اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں تو وہ دو قدم آگے بڑھ کر اسے قبول کر لے گا۔ ہم اس وقت خالی ہاتھ ہیں مگر ایران کے قبضے میں بہت سے نصرانی علاقے ہیں اگر ہم شہنشاہ قطنطنیہ کو اس کے علاقے واپس دینے پر آمادہ ہو جائیں تو ہماری مدد پر فوراً آمادہ ہو جائے گا بلکہ وہ ہمارا احسان مند بھی ہوگا۔ اسے معلوم ہو چکا ہوگا کہ ایران کے اصل وارث تخت و تاج کو معزول کر کے ایک غیر حقدار تخت ایران پر قابض ہے۔ اس صورت میں اگر آپ قطنطنیہ پہنچ کر اس

سے معاملہ طے کریں تو کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔''

بسطام تو چاہتا یہی تھا۔ اسے اپنی کامیابی کی صد فیصد امید تھی۔ اس نے کہا۔ ''شاہ بیٹے! میں تو آپ کے حکم کا پابند ہوں۔ چلنا تو بہر حال ہے لیکن ملکہ اور شہزادی نے اس برے وقت میں ہمارا جو ساتھ دیا ہے اس کا ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ آپ نے شہزادی شیریں کے ساتھ جو سخت رویہ اختیار کیا ہے اس میں آپ کو تبدیلی کرنا چاہئے..... گرجستان ہمارے لئے ایک بہترین پناہ گاہ ہے۔ اس کی ہمیں آئندہ بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس لئے رخصت ہوتے وقت ہمیں اپنا دل صاف کر لینا چاہئے۔''

''آپ کا مشورہ درست ہے ماموں جان! میں ابھی شیریں سے صلح کر لوں گا۔''

خسرو پرویز نے بسطام کو رخصت کیا اور شیریں کو بلوا بھیجا۔

خسرو پرویز نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ اس کی اس معمولی مسکراہٹ نے کام کر دیا۔ سب گلے شکوے آپ ہی آپ ختم ہو گئے۔

اس رات خسرو پرویز کی آخری ضیافت تھی۔ یہ دعوت ملکہ مہین بانو کی طرف سے تھی۔ ملکہ کے محل کو دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا رنگ برنگی..... روشنیوں کے تانے بانے بنے گئے۔ غلام اور کنیزیں زرق برق لباس پہنے اندر باہر بھاگ رہے تھے۔ ملکہ کے دربار میں خسرو کے لئے ایک خوبصورت مسند آراستہ کی گئی۔ ملکہ نے خسرو پرویز کے ماموں بسطام کے لئے خاص خلعت تیار کرائی تھی۔ خسرو پرویز کے دوسرے جاں نثاروں کے لئے خاص اعلیٰ درجے کی پوشاکیں تیار کرائی گئیں۔ خسرو کا قیام اب تک شیریں کے محل میں تھا اور دعوت ملکہ کے محل میں تھی۔ دونوں محلوں کے درمیانی راستے کو اس خوبصورتی سے سجایا گیا تھا کہ بے ساختہ تعریف کرنے کو جی چاہتا تھا۔

دن چھپنے کے تھوڑی دیر بعد خسرو پرویز اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملکہ کے محل کی طرف چلا۔ مہین بانو نے اپنے دربار کے دروازے پر معززین شہر اور اراکین سلطنت کے ساتھ خسرو پرویز کا استقبال کیا اور مروارید کا ایک خوبصورت ہار اس کے گلے میں ڈالا..... پھر وہ بڑی عزت و احترام کے ساتھ خسرو پرویز کو لے کر دربار میں داخل ہوئی۔ بسطام اور دیگر جاں نثار پہلے ہی دربار میں پہنچ

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

چکے تھے۔ ان سب نے کھڑے ہو کر خسرو پرویز کی تعظیم کی۔ ملکہ خسرو کو لے کر مسند کے پاس پہنچی اور کمال عزت سے اسے مسند نشین کیا۔ پھر جواہرات اور موتیوں کا ایک تھال منگوا کر خسرو پرویز پر نچھاور کیا۔ یہ چھوٹا سا دربار ایرانی دربار کا مقابلہ تو نہ کر سکتا تھا لیکن اس وقت اس کی شان شاہ روم اور شاہ ایران کے درباروں کے سوا تمام درباروں سے زیادہ شاندار تھی۔

کھانے کا انتظام بھی اتنے ہی اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا تھا۔ دنیا جہاں کے پرندوں کے گوشت سے قابیں بھری ہوئی تھیں۔ مرغن کھانوں کی خوشبو سے اشتہا بڑھ رہی تھی۔ قسم قسم کے مشرقی اور مغربی کھانے سلیقے سے میزوں پر سجائے گئے تھے۔

ضیافت کے وقت دربار کی کھڑکیاں کھول دی گئیں۔ باہر میدان میں ساز بجنے کی آوازیں بلند ہوئیں اور فضائیں جھنکار سے گونج اٹھیں۔ کھانے کے بعد رقص و سرور کی محفل گرم ہوئی۔ خوش پوش اور رقاص لڑکیاں باری باری اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھیں..... رقص و نغمے کے ساتھ ساتھ دور جام بھی چلتا رہا۔

☆☆☆

آٹھواں باب

آج شہزادی شیریں، ملکہ پھوپھی کی اجازت سے خسرو پرویز کے پہلو میں مسند پر بیٹھی تھی۔ آفتاب و ماہتاب یکجا ہو گئے تھے۔ یہ ہنگامہ ہاؤ ہو بھیگی رات تک جاری رہا۔ شراب خانہ خراب اپنا رنگ دکھاتی رہی۔ شراب کی یہ خباثت ہے کہ محفل کتنی ہی اعلیٰ و ارفع ہو یہ اپنا رنگ ضرور دکھاتی ہے اور محفل کو بے رنگ کر دیتی ہے۔

رات دیر تک جاگنے کی وجہ سے سب دن کو دیر سے اٹھے..... بسطام کا ارادہ تھا کہ صبح کو سورج نکلنے سے پہلے کوچ کر دیا جائے گا لیکن کوئی جلدی اٹھ ہی نہ سکا..... پھر انتظام کرتے کرتے دوپہر ہو گئی۔

ملکہ مہین بانو نے ایک رہبر کا انتظام کیا تھا لیکن وہ بیمار ہو گیا۔ دوسرے رہبر کی تلاش میں بڑی دقت پیش آئی۔ آخر انہیں ایک تجربہ کار رہبر مل گیا۔ اس کا نام ایاس تھا اور وہ نسلاً عرب تھا۔

سہ پہر کو اس مختصر قافلے نے کوچ کیا۔ ہر آنکھ آبدیدہ تھی۔ شیریں کو خسرو سے بچھڑنے کا بے حد غم تھا۔ اس کی آنکھوں سے تو جیسے سوتے پھوٹ پڑے تھے۔

بسطام بظاہر مغموم چہرہ بنائے ہوئے تھا لیکن دل میں وہ بہت خوش تھا۔ ارمن و گرجستان میں کاہلوں کی طرح پڑے رہنے سے وہ تنگ آ گیا تھا۔ وہ سپاہیانہ زندگی گزارنے کا عادی تھا۔ مجلسی زندگی سے اسے نفرت تھی۔ وہ اب پھر اپنی اصل زندگی کی طرف لوٹ رہا تھا۔

کوچ کا بگل بجا۔ گھوڑوں اور سامان کی گاڑیوں میں حرکت پیدا ہو گئی۔ مہین بانو نے ایک سو سواروں کا دستہ خسرو پرویز کے ساتھ کر دیا۔ خسرو پرویز نے شیریں پر آخری نظر ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا..... شیریں سسکی بھر کر مہین بانو سے لپٹ گئی۔

خسرو پرویز کا یہ سفر اس کے لئے بہت مبارک ثابت ہوا- وہ عرب رہبر ایاس کی رہبری میں منزلیں طے کرتا ہوا بغیر کسی وقت اور پریشانی کے سرکیسیم کی بندرگاہ پر پہنچ گیا-

قیصر روم مارس کو جب معلوم ہوا کہ شہنشاہ ایران خسرو پرویز ملک بدر ہو کر اس کے پاس آ رہا ہے تو سیاسی مصلحت کے تحت اس نے خسرو پرویز کا شاندار استقبال کیا-

خسرو پرویز کے آنے پر اس نے ہر طرف خوشی کے شادیانے بجوائے اور اعلان کر دیا کہ معزول شہنشاہ ایران اس کا معزز ترین مہمان ہے اور وہ دامے درمے اور سخنے اس کی مدد کو دل و جان سے حاضر ہے- قیصر روم نے خسرو پرویز کو اپنے خاص محل میں جگہ دی..... اور اس کے آرام کے لئے ہر طرح کا انتظام کیا- اس دشمن اور غیر ملک میں خسرو پرویز کی اس قدر خاطر مدارات کی گئی کہ وہ نہ صرف بہت متاثر ہوا بلکہ قیصر روم کا بہت احسان مند بھی ہوا-

قیصر روم کی نوجوان بیٹی مریم، خسرو پرویز کو ایک نظر دیکھتے ہی اسے اپنا دل دے بیٹھی- خسرو پرویز تھا بھی اتنا حسین اور وجیہہ کہ جس دوشیزہ کی نظر اس پر پڑتی، وہ دیکھتی رہ جاتی-

خسرو شاہی محل میں رہتا تھا- اس لئے ہر دم مریم سے اس کا سامنا رہتا تھا لیکن خسرو پرویز اس سے تکلف برتتا تھا- کیونکہ وہ اس کے محسن کی بیٹی تھی- جس کے لیے قیصر روم کو کسی طور بھی ناراض کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن اس نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ مریم اس میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہی ہے- اس نے اپنی طرف سے تکلف کے ساتھ ساتھ بے اعتنائی کا اظہار بھی شروع کر دیا-

ایک رات جب خسرو پرویز کو شہزادی شیریں کی یاد بری طرح ستا رہی تھی اور اسے کسی کروٹ نیند نہ آ رہی تھی کہ کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولا- کمرے کی تمام مشعلیں، خسرو پرویز نے لیٹنے سے پہلے ہی بجھا دی تھیں- صرف ایک سبز فانوس روشن تھا جس کی خنک اور فرحت بخش روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی..... خسرو پرویز کی کروٹ کا رخ دروازے کی طرف تھا- اس نے دروازہ کھلتے دیکھا تو سخت حیران ہوا-

باہر نیزہ بردار پہرے دار موجود تھا- خوف کی ایک تیز لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی- معاً اسے خیال آیا کہ کہیں قیصر روم نے اسے دھوکہ تو نہیں دیا- کہیں اسے قتل کرنے کا منصوبہ تو نہیں بنایا گیا-

وہ ابھی اسی الجھن میں تھا کہ فانوس کی مدھم روشنی میں، اس نے شہزادی مریم کو دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوتے دیکھا- شہزادی کو اس طرح آتے دیکھ کر خسرو پرویز ڈر گیا اور اس نے مارے خوف کے آنکھیں بند کر لیں-

شہزادی مریم آہستہ آہستہ اس کے بستر کے پاس آئی- خسرو پرویز دم سادھے پڑا رہا- شہزادی مریم تھوڑی دیر اس کے بستر کے پاس کھڑی رہی- شاید وہ یہ اندازہ لگا رہی تھی کہ خسرو پرویز جاگ رہا ہے یا سو رہا ہے..... پھر وہ اسی طرح دبے قدموں کمرے سے نکل گئی-

خسرو پرویز کچھ دیر تو بستر پر خاموش پڑا رہا پھر اٹھ کر دروازے کے پاس آیا اور جھانک کر باہر دیکھا- نیزہ بردار پہرے دار بدستور پہرہ دے رہا تھا- خسرو پرویز کا سر چکرانے لگا- اس نے سوچا، کہیں اس نے خواب تو نہیں دیکھا..... دروازے کا آہستہ سے کھلنا، شہزادی مریم کا اندر آنا اور پھر خاموشی سے واپس چلے جانا..... یہ سب کیا تھا؟ خواب یا حقیقت؟ وہ اسی ادھیڑ بن میں گرفتار، تھوڑی دیر تک بستر پر لیٹا کروٹیں بدلتا رہا..... پھر نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی-

صبح ہوتے ہی خسرو پرویز نے بسطام کو طلب کیا اور رات کا پورا واقعہ اسے سنا دیا- بسطام نے پہلے تو اسے خسرو پرویز کا وہم سمجھا لیکن جب خسرو پرویز نے اسے یقین دلایا کہ یہ خواب نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے تو بسطام نے اس بات پر ذرا سنجیدگی سے غور کیا-

خسرو پرویز نے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے بسطام کو یہ بھی بتایا کہ شہزادی دن میں کئی کئی بار اس کے کمرے کے خواہ مخواہ چکر لگاتی ہے- بسطام نے ان تمام باتوں اور واقعات کی کڑیاں جوڑیں تو وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا- اسے یقین ہو گیا کہ خسرو پرویز کی پرکشش شخصیت نے شہزادی کو اپنے دام میں اسیر کر لیا ہے-

بسطام نے مسکرا کر پوچھا- ''شاہ بیٹے! یہ فرمائیے کہ آپ کو شہزادی مریم کیسی لگتی ہیں؟''

خسرو پرویز کو ایسے سوال کی ہرگز توقع نہ تھی ''وہ..... شہزادی..... ماموں جان! شہزادی بس اچھی ہے- البڑا اور نادان ہے-''

''اور اگر یہ البڑا اور نادان، آپ کے گلے کا ہار بن جائے تو پھر کیسا رہے؟'' بسطام نے ہنستے

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

ہوئے پوچھا۔

خسرو پرویز نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اور آہستہ سے بولا۔ ”ایسا نہ کہئے‘ ماموں جان! وہ قیصر روم کی بیٹی ہے اور قیصر سے ابھی ہمیں بہت سے کام لینا ہیں۔“

”اسی لئے تو کہتا ہوں‘ شاہ بیٹے!“ بسطام مشفقانہ انداز میں بولا۔ ”اگر وہ آپ کے گلے کا ہار بن جائے تو ہمارا کام اور بھی آسان ہو جائے گا۔ شہزادی کی مدد سے ہم‘ قیصر سے بہت کچھ حاصل کر سکیں گے۔“

خسرو پرویز کی سمجھ میں یہ کھلی ہوئی بات بھی نہ آئی۔ یا پھر یہ کہ...... شیریں کے ساتھ جو حادثہ پیش آ چکا تھا‘ اس سے وہ خائف تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ اس قسم کی غلطی‘ اس سے دوبارہ سرزد ہو۔ اس نے کہا......

”ماموں جان! مجھے تو ڈر ہے کہ اس نادان لڑکی کی وجہ سے ہم کسی مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔“

”اور مجھے خوشی ہے کہ اس لڑکی کی وجہ سے ہم ایران کا تخت جلد حاصل کر لیں گے۔“ بسطام ہنستے ہوئے بولا۔ ”آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر مریم‘ آپ کی ملکہ بن جائے تو پھر آپ کو ایران پر چڑھائی کرنے کے لئے قیصر‘ رومی لشکر دینے سے انکار نہیں کرے گا۔“

خسرو کے دماغ میں یہ بات پہلے نہیں آئی تھی۔ اس نے کہا۔

”لیکن ماموں جان! اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ قیصر روم اپنی بیٹی کا ہاتھ‘ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دے دے گا جو خود‘ اس کے در پر پڑا ہوا ہے۔“

”فکر نہ کیجئے‘ شاہ بیٹے! اس بات کی ضمانت خود شہزادی مریم مہیا کرے گی۔“ بسطام کے منہ سے بات نکلی ہی تھی کہ شہزادی مریم‘ خسرو کے کمرے میں داخل ہوئی۔

شہزادی نے پرشوق نظروں سے خسرو پرویز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا آنا آپ لوگوں کو ناگوار تو نہیں گزرا؟“

”ہرگز نہیں‘ شہزادی!“ خسرو خندہ پیشانی سے بولا۔

”میں تو آپ کو یاد کر رہا تھا۔

”بلکہ ہم ابھی آپ ہی کا ذکر کر رہے تھے۔“ بسطام موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بولا۔

”زہے نصیب! میرا ذکر ہو رہا تھا“ شہزادی مریم خوش ہو کر بولی۔ ”یہ میری خوش نصیبی ہے کہ شہنشاہ ایران بھی میرا ذکر فرماتے ہیں۔“

”شہزادی صاحبہ! دراصل دل کو دل سے راہ ہوتی ہے...... دیکھئے نا...... ابھی ابھی شاہ بیٹے نے آپ کا ذکر کیا اور آپ فوراً تشریف لے آئیں۔“ بسطام نے بات ذرا آگے بڑھائی...... گویا مچھلی پکڑنے کے لئے جال پھینکا۔

شہزادی کے معصوم چہرے پر حیا کی سرخی پھیل گئی۔ اس نے شرماتے ہوئے کہا۔ ”خوش قسمت ہیں‘ وہ لوگ جن کے لئے شہنشاہ ایران کے دل میں جگہ ہے۔“

خسرو پرویز تو خاموش رہا لیکن بسطام نے جلدی سے کہا۔

”شہزادی صاحبہ! تالی‘ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ میں‘ شاہ بیٹے سے یہی بات کہہ رہا تھا کہ آپ ایک ہاتھ سے تالی بجا رہے ہیں۔ جو دل میں ہے‘ وہ زبان پر لائیے...... مگر یہ قیصر روم سے ڈرتے ہیں۔“

بسطام نے بڑی وضاحت سے بات کی تھی۔ خسرو پرویز کو بسطام پر بہت غصہ آیا مگر شہزادی‘ بسطام کا مطلب سمجھ گئی۔

”آپ لوگ‘ قیصر روم کو غلط سمجھ رہے ہیں۔ وہ‘ مجھے بہت چاہتے ہیں اور میری کوئی بات نہیں ٹالتے۔“ شہزادی کہنے کو تو کہہ گئی مگر نسوانیت غالب آ گئی۔ اس کی نظریں شرم سے جھک گئیں...... اور وہ مسکراتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

بسطام نے خسرو پرویز سے کہا‘ ”شاہ بیٹے! کیا اب کسی اور کی ضمانت بھی درکار ہے آپ کو؟“

خسرو نے کہا۔ ”ماموں جان! آپ نے کمال کر دیا۔ میں تو ڈر رہا تھا کہ شہزادی کہیں آپ کی باتوں سے ناراض نہ ہو جائے لیکن آپ نے تو اسے گھیر گھار کر سب کچھ کہلوا لیا۔“

”قیصر روم کی کیا مجال کہ اب وہ انکار کر سکے۔“ بسطام نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”اب ایران‘

Scanned By Saad

آپ کا میکہ اور روم سسرال ہوگی۔''

''وہ تو ٹھیک ہے ماموں جان!'' خسرو کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ ''لیکن اگر مریم گلے پڑ گئی تو شیریں کا کیا بنے گا؟''

''یہ باتیں بعد کی ہیں شاہ بیٹے!'' بسطام نے کہا۔ ''شہزادی شیریں بلاشبہ بہت جاذب نظر ہیں پھر وہ آپ کی نظروں میں چڑھی ہوئی ہیں ورنہ شہزادی مریم بھی ان سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ مشرقی اور مغربی حسن کا امتزاج دیکھنا ہو تو کوئی شہزادی مریم کو دیکھے۔ سیاہ لانبے بال' نیلاہٹ لئے ہوئے سبزی مائل آنکھیں' شہابی رنگت پر ملاحت کی تہہ' کون سی وہ خوبی ہے جو شہزادی مریم کے سراپا میں نہیں' پھر قیصر روم کی بیٹی۔'' یزداں نے ہماری مدد کے لئے ایک حور بھیج دی ہے۔''

خسرو پرویز پر ایک کشمکش عالم طاری تھا ایک طرف مصلحت' دوسری طرف محبت' شیریں کا خلوص اور پھر اس کی وفاداری ارمن و گرجستان کے قیام کے دوران' اس نے کیا کیا دلداریاں نہ کیں غربت اور غیریت کا تو احساس ہی نہ ہونے دیا تلخی ترشی تو ہوا ہی کرتی ہے پیار و محبت میں کیا ہوا اگر اس نے اس کے ڈگمگاتے قدموں کو روک دیا اگر وہ ایسا نہ کرتی تو آج وہ قیصر روم کا مہمان نہ ہوتا

خسرو پرویز کے خیالات کا سلسلہ طویل ہوتا جا رہا تھا کہ شہزادی مریم پھر ہنستی ہوئی واپس آ گئی

خسرو پرویز نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ بسطام بھی اس کے فوراً واپس آنے پر حیران تھا

''میں جس کام سے آئی تھی وہ بتانا تو بھول ہی گئی۔'' شہزادی مریم ہنستے ہوئے بولی۔ ''ملکہ اور قیصر روم نے آج آپ لوگوں کی ضیافت کا انتظام کیا ہے۔ مملکت روم کے تمام عمائدین بھی اس میں شرکت فرمائیں گے۔''

بسطام نے جواب دیا۔ ''ملکہ اور قیصر روم کی خدمت میں ہمارا شکریہ پیش کیجئے۔ ہم لوگ اس ضیافت میں شرکت' اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔''

بسطام نے دیکھا کہ شہزادی مریم' اس کی بات سننے کی بجائے خسرو پرویز کی طرف مسکرا مسکرا کر دیکھ رہی ہے...... اور خسرو پرویز کی نظریں بھی' ٹھہر ٹھہر کر' اسی طرف اٹھ جاتی تھیں ...... پھر شہزادی خود ہی سنبھل گئی۔ اس نے کہا۔ ''اچھا اب میں چلتی ہوں۔ آپ اس دعوت میں ضرور

شرکت کریں۔''

بسطام کو اس کی بےخودی پر ہنسی آ گئی۔ اس نے کہا۔ ''شہزادی صاحبہ! اگر ہمارا جواب آپ کے گوش گزار نہیں ہوا ہو تو تشریف رکھئے۔ میں دوبارہ عرض کر دوں۔''

شہزادی مریم سمجھ گئی کہ بسطام نے اس کی چوری پکڑ لی ہے اس کی نظریں شرم سے جھک گئیں

خسرو پرویز نے کہا۔ ''شہزادی مریم! اگر ہم آپ کو ایران چلنے کی دعوت دیں تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟'' بسطام کی باتوں نے خسرو پرویز کے کان کھول دیئے تھے اور اسے مصلحت بینی پر مجبور کر دیا تھا۔

''اگر خلوص سے بلایا جائے تو انسان ہزاروں میل چلا جاتا ہے۔ لیکن محض رسمی دعوت پر اتنا طویل سفر کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔'' شہزادی نے قصداً تجاہل عارفانہ سے کام لیا۔

''شہزادی مریم! دعوت ہمیشہ دل ہی سے دی جاتی ہے اور دل ہی سے قبول کی جاتی ہے۔ اگر آپ کسی وجہ سے ایران جانے پر آمادہ نہیں تو صاف انکار کر دیجئے۔ مجھے کوئی غم نہ ہوگا۔''

شہزادی مریم نے غمزے کے تیر چلاتے ہوئے کہا۔ ''مجھے آپ کی دل آزاری منظور نہیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ میں خود مختار نہیں۔ اگر آپ خلوص دل سے دعوت دے رہے ہیں تو اس آرزو کا اظہار قیصر اور ملکہ سے ہونا چاہئے۔''

''شہزادی کا ارشاد بجا ہے۔'' خسرو پرویز نے مسکرا کر کہا۔ ''لیکن پہلے شہزادی کی مرضی معلوم کرنا ضروری تھی۔ اب شہزادی نے اجازت دے دی ہے۔ ہم کوشش کریں گے بشرطیکہ قیصر روم کو...... اس وقت ہم' قیصر پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔''

بسطام نے دیکھا کہ بات کسی اور رخ چل نکلی ہے تو وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ ''شاہ بیٹے! مجھے اجازت دیجئے۔ میں رومی دارالسلطنت کی سیر کرنا چاہتا ہوں۔''

شہزادی فوراً بولی۔ ''آپ فکر نہ کریں۔ رومی عوام' شہنشاہ ایران کا دیدار کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے شوق کی تکمیل کے لئے ہم نے انتظام کیا ہے کہ آج شام' شاہ ایران کی شاہانہ سواری نکلے گی۔ آپ بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔ اس وقت آپ شہر کی اچھی طرح سیر کر سکیں گے۔ اس سے پہلے اگر آپ' قیصر روم سے ملاقات کرنا چاہیں...... تو میں اس کا انتظام کرا دوں۔''

www.urdufanz.com

بسطام نے خسرو پرویز کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ گفتگو کا اس سے بہتر موقع شاید پھر میسر نہ آ سکے۔

خسرو پرویز ایک لمحے سوچنے کے بعد بولا۔ ''بہتر ہے شہزادی مریم! آپ' قیصر روم سے ماموں بسطام کی ملاقات کا انتظام کر کے ہمیں مطلع کر دیجئے۔

یہ مسئلہ ملکہ اور قیصر روم کے درمیان پہلے ہی زیر بحث تھا۔ اس سلسلے میں قیصر روم نے کئی بار' اراکین سلطنت کو بلا کر ان سے گفتگو کی تھی۔ قیصر روم نے تمام اراکین کو اس بات پر تو آمادہ کر لیا تھا..... کہ شاہ ایران کی فوجی مدد کی جائے لیکن ابھی یہ طے نہیں ہوا تھا کہ خسرو پرویز کے سامنے اس فوجی مدد کے لئے کس طرح کی شرائط پیش کی جائیں۔ قیصر روم نے اپنی ملکہ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے' اپنے خاص معتمد کے ذریعے دیگر شرائط کے ساتھ' اس شرط پر بھی اظہار کیا تھا کہ شہزادی مریم کو ملکہ ایران بنایا جائے اور اس کی اولاد ولی عہد ایران بنے۔

جس وقت شہزادی مریم نے قیصر روم کو اطلاع دی کہ شاہ ایران کے ماموں بسطام' ان سے فوری طور پر ملاقات کرنا چاہتے ہیں قیصر اس وقت اپنے فوجی اور غیر فوجی عمائدین سے شرائط نامے کی مختلف شقوں پر گفتگو کر رہا تھا۔

اسے اس اطلاع سے قدرے تعجب ہوا۔ اس نے شہزادی کو فوراً مجلس مشاورت میں طلب کر لیا۔ قیصر نے جب شہزادی کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو اسے اطمینان ہو گیا۔

قیصر نے اسی وقت مجلس برخاست کر دی اور بسطام کو بلا بھیجا۔ قیصر نے اپنی ملکہ کو بھی بلا لیا۔

بسطام' قیصر روم کے پاس پہنچا۔ ملکہ اور قیصر نے بڑے پر جوش طریقے سے بسطام کو خوش آمدید کہا۔

بسطام کو پہلے ہی شہزادی کی شہہ مل چکی تھی۔ اس نے سلام اور تعظیم کے بعد واضح الفاظ میں کہا۔ ''شہنشاہ روم ہم' آپ کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ آپ نے دامے' درمے ہماری مدد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں شاہ ایران کی طرف سے ایک اور درخواست پیش کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ ان موجودہ حالات میں بھی اسے ایک شہنشاہ کی درخواست تصور کریں۔''

قیصر روم خوشدلی سے بولا۔ ''امیر بسطام جس شاہ کے ساتھ تم جیسے دور اندیش اور بردبار رئیس اور مشیر ہوں' وہ شاہ بہت دنوں تک تخت و تاج سے محروم نہیں رہ سکتا۔ ہماری نظروں میں خسرو پرویز پہلے بھی شہنشاہ ایران تھے اور آج بھی وہ شہنشاہ ایران ہیں۔''

''اے شاہ روم! اس حوصلہ افزائی کا بہت بہت شکریہ!'' بسطام نے متانت سے کہا۔ ''درخواست یہ ہے کہ خسرو پرویز اور میں نے باہمی مشورے سے یہ طے کیا ہے کہ آپ ہم پر جو احسان عظیم کرنا چاہتے ہیں' اس کا کچھ حق ادا کرنے کے لئے ہم' خسرو پرویز کو آپ کی غلامی میں دے دیں تاکہ سلطنت روما اور سلطنت ایران کی دیرینہ دشمنی نہ صرف ختم ہو جائے بلکہ دونوں مملکتیں رشتے اور عزیز داری کے بندھن میں بندھ جائیں۔ عظیم المرتبت شہنشاہی اگر ملکہ ایران ہونا پسند فرمائیں تو یہ ایران والوں کے لئے باعث افتخار ہوگا۔''

ملکہ اور قیصر' دونوں کی تو یہ دلی خواہش تھی اور وہ بھی اس سلسلے میں اپنے امراء اور وزراء کو اعتماد میں لے چکے تھے لیکن قیصر روم نے مدبرانہ لہجے میں کہا۔

''محترم امیر! ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے کسی عمل سے' ہمارے دوست کی ذرا سی بھی دل شکنی ہو۔ ہم' آپ کی خواہش کا ضرور احترام کرتے لیکن امیر بسطام جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ دو مملکتوں کے سیاسی اور معاشرتی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ جلد بازی میں کوئی ایسا قدم اٹھائیں کہ آئندہ چل کر دونوں سربراہوں کو کسی قسم کی پریشانی یا شک و شبے سے دوچار ہونا پڑے۔ پہلے ہمیں اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ اس تعلق کو ہمارے عمائدین اور کلیسا کس نظر سے دیکھیں گے۔ حکومت اور شاہ ایران کا مذہب زرتشتی ہے جبکہ ہم عیسائیت پر یقین رکھتے ہیں اس کے بعد ہمیں شہزادی مریم کی مرضی بھی معلوم کرنا ہوگی شہزادی نہایت نازک مزاج اور نفیس الطبع واقع ہوئی ہے ہم نے اس کی پرورش پھول کی طرح کی ہے ہمیں اور ملکہ روم کو شہزادی سے بہت زیادہ محبت ہے اگرچہ ہم اپنی محبت کو اس کے مستقبل پر اثر انداز نہیں کرنا چاہتے مگر شہزادی سے ہمیں خود کو ایک طویل مفارقت کے لئے تیار کرنا ہوگا..... پھر بھی ہم کوشش کریں گے کہ اس مسئلے کا کوئی معقول حل نکل آئے۔''

بسطام نے قیصر روم کی تمام باتیں بڑے صبر و سکون سے سنیں لیکن اسے یہ محسوس ہوا کہ یہ سب باتیں اوپری دل کی ہیں..... اور اندرونی طور پر ملکہ اور قیصر روم' اس درخواست اور پیشکش کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں ملکہ ایران کا عزاز ایسا نہ تھا جسے قیصر روم آسانی سے نظر انداز کر دیتا۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

نواں باب

بسطام نے تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد کہا- ''قیصر روم کے ارشادات تدبر اور ذہانت کی اعلیٰ درجے کی دلیل ہیں- ان میں حائل تمام مسائل حقیقتاً بڑے غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں لیکن میں شاہ ایران کی طرف سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر ایسا ممکن ہو سکا تو شہزادی عالیہ کو ایرانی خواص و عوام دل سے قبول کریں گے اور انہیں اپنے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے- اب مسئلہ صرف رومی کلیسا اور شہزادی عالیہ کی مرضی کا رہ جاتا ہے- اس کا تعلق عالیجاہ قیصر روم سے ہے اور وہی اس کا کوئی حل نکال سکیں گے-''

اس وقت ملکہ روم نے دخل دیا- اس نے کہا ''ایرانی امیر! ہم آپ کی فراست کے قائل ہو گئے- آپ فکر نہ کریں- خداوند یسوع مسیح نے چاہا تو ہر کام ٹھیک ہو جائے گا-''

ملکہ روم نے بسطام کے خیالات کی تصدیق کر دی تھی- اب اسے قطعی شبہ نہ رہ گیا تھا- اس کے ساتھ ہی ایران کا تخت و تاج اب اسے بہت قریب نظر آنے لگا-

شام کو شاہ ایران کا ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا- عوام میں اس کا اعلان پہلے ہی کیا جا چکا تھا- کوچہ و بازار میں خلقت امڈ آئی تھی- چھتوں اور دیواروں پر تل دھرنے کو جگہ نہ رہ گئی تھی-

سولہ گھوڑوں کی بگھی پر قیصر روم کی سواری تھی- نیزہ بردار سوار' شاہی سواری کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے- قیصر کی بگھی کے پہیوں پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے- پوری گاڑی چاندی کی تھی جس پر سونے کا کام کیا ہوا تھا- قیصر کے اوپر سائے کے لئے ایک مرصع چھتر تھا- ملکہ روم' قیصر کے برابر بڑے دبدبے سے بیٹھی تھی-

شاہی سواری کے پیچھے' اسی ساز و سامان سے آراستہ ایک اور بگھی تھی جس پر شاہ ایران

خسرو پرویز کو بٹھایا گیا تھا- خسرو پرویز اس وقت معزول اور ملک بدر تھا لیکن اس کے چہرے سے شاہانہ جاہ و جلال ٹپکتا تھا- اس طرح اگلی بگھی میں قیصر روم کے برابر ملکہ روم بیٹھی تھی- اس کا چہرہ خوشی سے گلنار ہو رہا تھا-

خسرو پرویز' لوگوں کے جوش و خروش کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا اور ہاتھ ہلا ہلا کر عوام کے نعروں کا جواب دے رہا تھا- جدھر سے سواری گزرتی راستہ پھولوں سے پٹ جاتا- اگر راستے میں کسی رومی وزیر یا امیر کا محل آ جاتا تو اوپر سے پھولوں کی بجائے موتیوں اور جواہر ریزوں کی بارش کی جاتی- عورتیں' خسرو اور مریم کے خوبصورت جوڑے کو دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجاتیں-

شام ہوتے' ہوتے جلوس' شاہی محل واپس آ گیا- قیصر اور ملکہ اپنے محل پر اترے پھر خسرو پرویز کو اس کی قیام گاہ پر اسی شان و شوکت سے اتارا گیا- شہزادی مریم' قیصر اور ملکہ کے ساتھ ہی اتر گئی تھی- خسرو اپنی بگھی پر اکیلا واپس آیا-

اندھیرا ہوتے ہی پورا شہر اور قرب و جوار کی آبادیاں خوبصورت روشنیوں سے جگمگا اٹھیں- شہر میں جشن کا سا سماں تھا- لوگ ٹولیوں میں بٹے' ادھر ادھر گھوم رہے تھے- شہزادی مریم اور شاہ ایران کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھ کر' لوگوں میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں- لوگوں کا عام تبصرہ تھا کہ انہوں نے اتنا خوبصورت جوڑا آج سے پہلے نہیں دیکھا-

رات کی ضیافت میں قیصر روم نے اپنی شہنشاہت کا پورا' پورا مظاہرہ کیا- پورے محل کو اس طرح سجایا گیا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھ نہ ٹھہرتی تھی- جگہ' جگہ باجے' تاشے بج رہے تھے- محل کے اندر ہی نہیں بلکہ تمام راہداریوں' روشوں اور باغات کے قطعات تک پر قالینوں کا فرش بچھایا گیا تھا-

اس دعوت میں قیصر نے تمام عمائدین' اراکین اور امراء و وزراء کو مدعو کیا تھا جو اپنی بیگمات کے ساتھ زرق برق کپڑوں میں ملبوس' ضیافت ہال میں جمع ہو رہے تھے- غلام اور کنیزیں' مہمانوں کو ہاتھوں ہاتھ لے رہی تھیں- میزیں' دنیا کے ہر قسم کے کھانوں سے بھری ہوئی تھیں-

جب تمام مہمان' ضیافت ہال میں پہنچ گئے تو ملکہ اور قیصر روم بڑے شان و دبدبے سے

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

آئے- حاضرین نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی- قیصر اور ملکہ ضیافت ہال کے مشرقی دروازے سے داخل ہوئے تھے جو ان کے آنے سے چند لمحے پہلے کھولا گیا تھا-

یکایک مغرب کی سمت کا دروازہ کھولنے کا اہتمام کیا جانے لگا- یہ دروازہ ہمیشہ بند رہتا تھا اور آج پہلی مرتبہ کھولا جا رہا تھا- دروازہ کھلا تو شہنشاہ ایران خسرو پرویز شہزادی مریم' بڑی آن بان کے ساتھ' قدم سے قدم ملائے' ضیافت ہال میں داخل ہوئے- ان کے داخلے پر ملکہ اور قیصر روم بھی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے-

ضیافت شروع ہوئی- کھانے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی شروع ہوئیں- آج کا موضوع سخن شہزادی اور شاہ ایران تھا- ہر شخص اس خوبصورت جوڑے کی تعریف کر رہا تھا-

یکایک شاہی نقیب نے سب کو خاموش اور ساکت ہو جانے کا اعلان کیا-- اعلان کے ساتھ ہی ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی- سوائے ٹھنڈی اور گرم سانسوں کے ہال میں کسی قسم کی آواز نہ سنائی دیتی تھی-

تھوڑی دیر بعد' قیصر نے پروقار لہجے میں کہا- ''اے مدبران اور دلیران سلطنت روما! آپ جانتے ہیں کہ مملکت ایران اور سلطنت روما کے درمیان ایک طویل زمانے سے جنگیں ہوتی چلی آ رہی ہیں- اس کے نتیجے میں دونوں جانب سے ہزاروں بہادروں کا خون بہہ چکا ہے- نتیجہ کیا ہوا؟ نہ سلطنت ایران مٹ سکی اور نہ سلطنت روما پر کوئی زوال آیا...... اور پھر یہ وقت آیا کہ آج آپ کے درمیان سلطنت ایران کا جائز فرمانروا موجود ہے- کیا یہ خوشی کا موقع نہیں؟ دشمنی کی دیواریں توڑ دی جائیں- ہم نے خوش آمدید کہتے ہوئے' شہنشاہ ایران کو گلے سے لگا لیا ہے- یہی نہیں بلکہ ہم آج سے شہنشاہ ایران خسرو پرویز کو اپنا بیٹا بنا رہے ہیں- ہم' شاہ ایران کو فوجی لشکر کے ساتھ' اپنی سب سے قیمتی چیز' یعنی سلطنت روما کی عزت' شہزادی مریم کو بھی ایران بھیج رہے ہیں...... تاکہ شاہ ایران اپنا وقار اور تخت و تاج حاصل کرنے کے بعد' ملکہ ایران کا تاج' شہزادی مریم کے سر پر رکھیں اور ایران کا آئندہ ولی عہد' شہزادی مریم کے بطن سے پیدا ہونے والا شہزادہ ہو- ہمیں امید ہے کہ شہنشاہ ایران اس بارے میں اپنی رسمی رضامندی کا اظہار فرمائیں گے-''

www.urdufanz.com

امیر بسطام جو شاہ ایران کے تخت کی پشت پر کھڑا تھا' فوراً خسرو کی طرف جھکا- اس سے جلدی جلدی کچھ مشورہ کیا اور بولا-

''شہنشاہ ایران' قیصر روم کی اس عنایت کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور وعدہ فرماتے ہیں کہ وہ' قیصر روم کے خیال کو حقیقت کا جامہ پہنائیں گے-''

چاروں طرف نعرہ ہائے تحسین بلند ہوئے- رومی لڑکیوں کو مریم کی قسمت پر بڑا رشک آیا- رومی دانشوروں نے قیصر روم کے اس اقدام کو بے حد سراہا- جب دربار کی سرگوشیاں مدھم پڑ گئیں تو قیصر روم نے کہا-

''اگر دلوں میں خلوص ہو تو مذہبی بندشیں آسان ہو جاتی ہیں- ہم' سلطنت روما کی طرف سے شہزادی مریم کے جہیز میں اپنی بہادر فوج شاہ ایران کے حوالے کرتے ہیں- اس فوج کی کمان' وہ خود کریں گے- چونکہ شاہ ایران' اس وقت ناموافق حالات کی زد میں ہیں اور شہزادی مریم کو سلامی کے طور پر کچھ عطا نہیں کر سکتے اس لئے ہم ان سے صرف اس عہد کی خواہش کریں گے کہ تخت و تاج کے حصول کے بعد وہ ایرانی آرمینیا پر رومی تسلط قبول فرمائیں گے اور دارا اور ماریٹروپوس (میا فارقین) کے علاقے رومیوں کے حوالے کر دیں گے-''

یہ شرط اگرچہ سخت تھی لیکن خسرو پرویز کے پاس' اسے تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ وہ رومی لشکر کے بغیر' ایران کی ایک انچ زمین پر بھی قبضہ کرنے کے قابل نہ تھا- اس نے بسطام سے صلاح اور مشورہ کرنے کے بعد اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا...... پھر شہنشاہ کی طرف سے بسطام نے اس کا اعلان کر دیا-

ایک بار پھر تالیوں اور نعروں کے شور سے ہال گونج اٹھا...... شاہی نقیب نے اعلان کیا کہ شہزادی مریم اور شہنشاہ ایران کا عقد لشکر کی روانگی سے قبل نصرانی طرز سے کیا جائے گا- جس کی تجدید ائن (ایران) پہنچ کر زرتشتی قواعد کے تحت کر دی جائے گی...... بظاہر یہ ایک زبانی معاہدہ تھا لیکن اس معاہدے نے سلطنت روما اور ایران پر بڑے دوررس نتائج مرتب کئے-

محفل برخاست ہوئی- خسرو پرویز اور بسطام خوش' خوش اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے- خسرو کو

یہ یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنا اہم مسئلہ اتنی جلدی اور اس کی مرضی کے مطابق طے ہو جائے گا- اس نے اپنے ماموں کی خردمندی کی بڑی تعریف کی کیونکہ اس کامیابی میں بسطام کی کوششوں کا سب سے زیادہ دخل تھا- واپسی پر بسطام نے خسرو پرویز کو یقین دلایا کہ اب ایران کا تخت و تاج اس کے قدموں میں ہے اور بہرام چوبیں اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا-

قیصر روم نے اپنے وعدے اور اعلان کے مطابق ایک زبردست لشکر تیار کیا اور پھر ۵۹۱ء میں خسرو پرویز' روم کا یہ لشکر جرار لے کر ایران کی طرف چلا- قیصر روم نے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ شہزادی مریم کا ڈولا اٹھایا- قیصر نے خسرو پرویز کے ساتھ اپنے ایک مشہور سالار فوج نرسس کو بھی کر دیا- یہ سالار فوجی حکمت عملی کا ماہر مانا جاتا تھا- خسرو پرویز بڑی تیز رفتاری سے چلتا ہوا' موسم بہار میں دریائے دجلہ تک آ پہنچا-

جب قیصر روم مارس کے رومی لشکر کی معیت میں خسرو پرویز نے دریائے دجلہ عبور کیا تو اس کی خبر ایران بھر میں پھیل گئی- بہرام چوبیں کے مخالفین خوش ہوئے- امرا اور اشراف کو ایسے آدمی کا ساسانی تخت و تاج حاصل کرنا گوارا نہ تھا جس کی رگوں میں شاہی خون نہ ہو-

خسرو پرویز کی واپسی کی خبر سے فوج میں بہرام کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہو گئے- عوام اپنے حقیقی بادشاہ کا خیر مقدم کرنے کے لئے مضطرب تھے- دجلہ پار' بہرام چوبیں کا ایک معتمد سالار بری زیکس موجود تھا وہ خسرو کے مقابلہ پر آیا لیکن رومیوں کے سامنے اس کے پاؤں نہ جم سکے- آخر ایک مختصر جھڑپ کے بعد خسرو پرویز نے بری زیکس کو گرفتار کر لیا-

بہرام چوبیں کے خلاف خسرو پرویز کی یہ پہلی فتح تھی- چنانچہ خسرو نے گرفتار سالار بری زیکس کے کان اور ناک کٹوا کر منظر عام پر اس کی نمائش کی اور بالآخر اسے قتل کرا دیا- بہرام چوبیں اس خبر سے بہت ہراساں ہوا اور آخری بازی لگانے کے لئے لشکر لے کر خود میدان میں آیا- دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو خسرو کا لشکر بہرام چوبیں کے قلب لشکر پر ٹوٹ پڑا- بہرام کا لشکر مقابلے کی تاب نہ لا کر پسپا ہوا اور راہ فرار اختیار کی- بہرام چوبیں بچ کر پہاڑوں کی طرف نکل گیا- خسرو نے اس کا تعاقب کیا- پہاڑی علاقے میں بہرام چوبیں نے رومیوں کو کافی نقصان پہنچا کر

پسپا کر دیا لیکن رات کی تاریکی چھائی تو اپنی جمعیت کی کمزوری محسوس کرتے ہوئے کروستان کے پہاڑوں کی طرف نکل گیا اور وشیز کے قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا-

خسرو کے راستے میں سے بڑا کانٹا بہرام چوبیں تھا اس لئے اس نے بہرام کا تعاقب جاری رکھا- آخری مرتبہ بہرام اور خسرو کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ہاتھی سوار دستہ بہرام کی کمک کے لئے آیا- اس جنگ میں بھی بہرام نے بہادری کے جوہر دکھائے- رومیوں کے دائیں بازو کو پسپا کرنے کے لئے پے در پے حملے کئے لیکن رومی جرنیل نرسس نے دائیں بازو کو کمک پہنچا کر دفاع کو مضبوط کر لیا- آخر رومیوں نے پھر بہرام چوبیں کے قلب لشکر پر حملہ کیا جس سے اس کے پاؤں اکھڑ گئے اور لشکر نے راہ فرار اختیار کی اور بہرام چوبیں بھاگ کر ترکوں کے یہاں پناہ گزیں ہوا-

تاریخ میں بہرارم چوبیں کی شخصیت اور اس کے فرار کی گذشت بڑی تفصیل سے لکھی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کو شاہی خاندان سے کس قدر عقیدت تھی- کوئی باغی خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو مگر اس کی رگوں میں ساسانی خون نہ ہو تو وہ تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا- بہرام چوبیں گشنسپ کا بیٹا تھا- رے کا رہنے والا تھا اور خاندان مہران کا رئیس تھا- اس زمانہ میں اس سے زیادہ نڈر' شجاع اور صاحب تدبیر کوئی اور شخص نہ تھا- دبلا ہونے کی وجہ سے اسے چوبیں کہتے تھے-

بعض کا خیال ہے اس کا لقب چوبیں نہیں بلکہ ''شوبیں'' تھا- اس لقب کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ بچپن میں رے کے کسی شخص سے اس کی لڑائی ہو گئی- اس نے اپنے مخالف پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ وہ سر سے لے کر گھوڑے کی زین تک کٹ کے گر گیا- لوگ حیران کھڑے دیکھتے تھے-

ایک دوسرے سے کہتا-

''شوبیں آں ضربت''

یعنی اس ضرب کو دیکھو- پس اس کو شوبیں کہنے لگے جو رفتہ رفتہ چوبیں ہو گیا- ایک مورخ بہرام چوبیں کے فرار کی سرگذشت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ فرار کے دوران ہمدان پہنچا اور

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

ایک دہقان کے گھر میں ستانے کے لئے ٹھہر گیا- وہاں ایک بوڑھی عورت نے اس کا خیر مقدم کیا-
بہرام نے اپنا کھانا نکال کر ناشتہ کیا- پھر شراب پینے کے لئے عورت سے برتن مانگا-

عورت ایک ٹوٹا ہوا کدو لے آئی اور کہا-

ہم تو اسی میں پانی پیتے ہیں- "یہ حاضر ہے"

بہرام نے کدو میں ڈال کر شراب پی-

نقل کی ضرورت محسوس ہوئی تو عورت سے برتن مانگا-

وہ مٹی کی ایک رکابی لائی جس میں گوبر اٹھایا جاتا تھا اور کہا-

"ہم اس پر روٹی رکھ کر کھاتے ہیں-"

بہرام جو بیں دو ایک جام پی چکا تو بڑھیا سے پوچھا-

"کہو- دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے؟"

اس نے جواب میں کہا-

"سنتے ہیں خسرو- بادشاہ روم سے لشکر لایا اور بہرام سے اس کی جنگ ہوئی جس میں بہرام شکست کھا کر کہیں بھاگ گیا ہے"-

بہرام نے پوچھا-

"اچھا بہرام نے جو کچھ کیا وہ درست تھا یا غلط؟"

عورت بولی-

"کہتے ہیں اس نے غلطی کی- بہرام کو بھلا سلطنت سے کیا واسطہ کیونکہ وہ شاہوں کی نسل سے نہیں- بہرام کو چاہئے تھا کہ آرام سے اس کی نوکری کر لیتا تاکہ امن وچین سے زندگی بسر کرتا-"

بہرام بولا- "ہاں یہی وجہ ہے کہ آج میری نیند سے کدو کی بو آ رہی ہے اور میرے نقل سے گوبر کی"

بہرام میدان سے چل کے ترکستان پہنچ گیا- وہاں کے خاقان نے اس کی آؤ بھگت کی لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ترکستان ہی میں کسی نے اسے قتل کر دیا- اس طرح خسرو کو ایک خطرناک

دشمن سے نجات مل گئی-

ادھر خسرو پرویز فاتحانہ شان سے مدائن میں داخل ہوا اور اپنے بزرگوں کا تخت وتاج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا- اس نے اپنی پہلی فرصت میں رومیوں کے لشکر کی عزت افزائی کی اور تحفے تحائف دے کر اسے رخصت کر دیا-

خسرو پرویز کی حکومت ابھی مستحکم نہ تھی- اسے معلوم تھا کہ رعایا اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتی-

موبدوں کے لئے بھی اس کا آنا خوشی کا موجب نہ تھا کیونکہ رومیوں کا احسان مند ہونے کی وجہ سے اس کا عیسائیوں کی طرف مائل ہونا قدرتی امر تھا- اس کے میلان کی وجہ یہ بھی تھی کہ اس کی چہیتی ملکہ عیسائی تھی- اسے جو خطرے تھے وہ ابھی ختم نہ ہوئے تھے- اس لئے خسرو نے ایک ہزار فوجیوں کا ایک دستہ اپنی حفاظت کے لئے مقرر کیا- اس کے بعد اس نے اپنے باپ کے قاتلوں کی طرف توجہ دی اور انہیں چن چن کر مروایا- یہاں تک کہ اس نے کسی حیلے بہانے بسطام کو بھی تہہ تیغ کرایا کیونکہ وہ اس کے باپ کے قتل میں شریک تھا-

خسرو پرویز روم کے قیصر مارس کا احسان مند تھا- وہ اس وقت جو کچھ بھی تھا وہ سب قیصر روم کی مہربانیوں کے طفیل تھا- چنانچہ جب تک قیصر روم مارس زندہ رہا ایران اور روم کے تعلقات خوش گوار رہے لیکن ۶۰۲ء میں قیصر روم کو قتل کر دیا گیا- خسرو کو اس کا بہت صدمہ ہوا- رومی سردار نرسس جس کی مدد سے خسرو نے بہرام کو شکست دی تھی وہ بھی قیصر کے وحشیانہ قتل پر سخت ناراض تھا- چنانچہ اس نے نئے قیصر روم کوفوکاس کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور عدیہ میں نئے قیصر کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اپنی حکومت قائم کر لی-

اگلے سال یعنی ۶۰۳ء میں خسرو پرویز نے رومیوں کے علاقے میں قدم بڑھائے- قسمت خسرو پرویز کا ساتھ دے رہی تھی- جہاں جہاں اس کے قدم گئے وہاں اسے فتح ونصرت حاصل ہوئی- پھر دو سال بعد خسرو پرویز کے لشکر نے قلعہ دارا کا محاصرہ کر لیا- یہ محاصرہ نو ماہ تک جاری رہا- آخر اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور یہ مضبوط قلعہ بھی خسرو پرویز کے تصرف میں آ گیا-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

اس کے فوراً بعد ایرانیوں نے دیار بکر کا رخ کیا اور اسے فتح کر لیا پھر بین النہرین کے رومی قلعے یکے بعد دیگرے ایرانیوں کے قبضے میں آتے گئے۔ اس سے اگلے سال عدیسیہ اور حران بھی فتح ہوئے۔ ایرانی فتوحات کا یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہ ہوا بلکہ خسرو پرویز نے دریائے فرات پار کر کے حلب اور بعض دوسرے شہروں پر بھی قبضہ کر لیا۔

یہ جنگیں اور فتوحات اس قدر تواتر کے ساتھ ہو رہی تھیں کہ خسرو پرویز اب صحیح معنوں میں ایک بہترین فاتح اور شہنشاہ بن کے ابھرا۔ اس کے دن رات جنگلوں' پہاڑوں یا پھر میدان جنگ میں گزرتے تھے۔ وہ ان دنوں اپنی زندگی یعنی مجلسی زندگی کی لذتوں سے بالکل بے بہرہ ہو گیا تھا اور صحیح معنوں میں ایک جنگجو جنرل کی طرح زندگی گزار رہا تھا۔

اس دوران اس نے شیریں سے بھی شادی کر لی تھی۔ کہنے کو تو اس کی دونوں بیگمات یعنی ملکائیں اپنی اپنی حسن سیرت اور حسن صورت میں خود ہی ایک دوسرے کا جواب نہ تھیں۔ خسرو نے شیریں کو تو شاہی محل میں رکھا ہوا تھا جبکہ شہنشاہ روم بارس کی بیٹی مریم ایک دوسرے شاہی محل میں براجمان تھی۔ ان دونوں میں بظاہر میل ملاپ اور صاحب سلامت تھی مگر وہ دل سے ایک دوسرے کو پسند نہ کرتی تھیں۔ دونوں ملکائیں خود پسند اور خود سر خواتین تھیں۔

خسرو پرویز کو مہینوں محل آنے کی فرصت نہ ملتی تھی اس کے دن رات تو میدان جنگ میں گزرتے تھے اور یہ اس کے لئے ضروری بھی تھا کیونکہ اگر وہ کاروبار سلطنت سرداروں اور گورنروں کے حوالے کر کے خود شاہی محلات میں گھسا رہتا تو اس کا انجام بھی اپنے باپ یا دشمن بہرام چوبیں کی طرح ہوتا۔ یہ ضرور تھا کہ اسے جب دو دن بھی فرصت کے ملتے تو وہ ایک دن ملکہ شیریں اور دوسرا دن ملکہ مریم کے لئے مخصوص کر دیتا۔

☆☆☆

www.urdufanz.com

دسواں باب

خسرو پرویز حقیقت میں ایک بہادر جنرل اور قسمت ور شہنشاہ تھا۔ حلب اور بعض دوسرے شہر فتح کرنے کے بعد اس نے ایک اور لشکر آرمیدیا بھیجا۔ آرمیدیا پر حملہ کر کے قریبی شہر پارو کیا پر چڑھائی کی اور فریگیا اور بیتھنیا کو تباہ و برباد کیا۔ سلطنت روما کی بدنصیبی تھی کہ فوکاس جیسا کمزور شخص قیصر روم تھا۔ وہ خسرو پرویز کی پیش قدمی دیکھتا رہا مگر اسے روکنے کے لئے کوئی قدم نہ اٹھا سکا۔ اس وجہ سے روم کے مشرقی ممالک میں بھی بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ خسرو پرویز نے اپنی یلغاروں کو یہاں تک بڑھایا کہ قسطنطنیہ کے رہنے والوں نے پہلی مرتبہ سامنے کے کنارے کے دیہات جلتے دیکھے۔

پھر ۶۱۰ء اور ۶۱۴ء کے درمیان حیرا کی عرب ریاست کو خسرو پرویز نے ملیا میٹ کر دیا۔ حیرا کی ریاست دریائے فرات اور بیت المقدس کو جدا کرنے والے ریگستان کے دامن کنارے پر واقع تھی۔ تاریخ نے خسرو پرویز اور حیرا کے حاکم نعمان کے درمیان مخالفت کی وجہ کچھ اس طرح بیان کی ہے۔

خسرو پرویز کے دربار میں عدی نام کا ایک شاعر جو پہلوی زبان میں بھی مہارت رکھتا تھا' مترجم کے عہدے پر فائز تھا۔ عدی' حیرا کا رہنے والا تھا۔ حاکم حیرا نعمان نے عدی کو کسی ذاتی رنجش کی بنا پر قتل کرا دیا۔ اس کے بعد عدی کا بیٹا زید' خسرو کے دربار میں مترجم مقرر ہوا۔ چنانچہ زید نے نعمان سے اپنے باپ کا انتقام لینا چاہا۔ اس دور میں عرب رئیس اپنی بیٹیوں کا رشتہ ایرانیوں کو دینا پسند نہ کرتے تھے۔ زید عربوں اور ایرانیوں کے اس اختلاف سے واقف تھا۔ چنانچہ زید اس فکر میں لگ گیا کہ خسرو پرویز اور نعمان کے درمیان غلط فہمی پیدا کر دے۔

پس ایک دن ایسا ہوا کہ خسرو پرویز کو زید کی ضرورت پڑی- زید کسی ذاتی کام میں الجھا ہوا تھا اس لئے وقت مقررہ پر اپنے کام پر نہ پہنچ سکا پھر جب وہ دیر سے پہنچا تو خسرو پرویز نے اس سے باز پرس کی- زید نے دراصل جان بوجھ کر اس دن کام پر پہنچنے میں دیر کی تھی- اس کے دفتر پہنچتے ہی خسرو نے اسے طلب کیا اور سختی سے جواب طلبی کی-

زید نے اپنے منصوبہ کے متعلق خسرو پرویز کو بہکانے کی خاطر ایک غلط کہانی بیان کی- اس نے خسرو پرویز کو بتایا کہ میں دفتر آنے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ حاکم حیرا یعنی نعمان کا قاصد آ گیا اور اس نے بتایا کہ حاکم حیرا نعمان کو اس وقت اس کی سخت ضرورت ہے- اس لئے وہ سرکاری کام پر جانے کے بجائے نعمان کے پاس حیرا چلے- زید نے خسرو پرویز کو یہی بتایا کہ اس نے حیرا جانے سے انکار کیا تھا کہ وہ اس کے دفتر کا وقت تھا مگر نعمان کا قاصد نہ مانا اور گھوڑے پر سوار کرا کے اسے حیرا لے گیا-

خسرو پرویز نے یونہی پوچھ لیا کہ آخر نعمان کو اس کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی جو اس کے سرکاری کام سے بھی اسے روک کے بلوا لیا-

اس کے جواب میں زید نے خسرو پرویز کو بتایا-

عالیجاہ!'' حاکم حیرا نعمان کی ایک نہایت خوبصورت بیٹی ہے- اس کا رشتہ آیا ہوا ہے اور رشتہ کا خط پہلوی زبان میں لکھا ہوا ہے- مجھے وہ خط پڑھنے کے لئے بلوایا گیا تھا''-

خسرو پرویز ایک عظیم جنرل اور شہنشاہ ایران تھا مگر عیاش ذہن کا بھی مالک تھا- اس نے نعمان کی بیٹی کی تعریف زید سے سنی تو اس کا دل مچل گیا-

اس نے زید سے پوچھا-

''کیا نعمان کی بیٹی بہت خوبصورت ہے''-

''عالیجاہ!'' زید نے فوراً ٹکڑا لگایا- ''یقین کیجئے کہ ایسی خوبصورت دوشیزہ میں نے آج تک نہیں دیکھی- چاند میں میل ہو سکتا ہے مگر اس میں نہیں ہے''-

خسرو پرویز کا پست ذہن اس کی بہادری اور شہرت پر حاوی ہو گیا-

''ایسی خوبصورت دوشیزہ کو تو شاہی محل کی زینت بننا چاہئے-'' خسرو پرویز جس سے رعیت محبت کرتی اور بڑے بڑے بہادر تھراتے تھے اس وقت ایک حد درجہ چھچھورا اور اوباش انسان بن گیا-

اس نے نہ صرف کئی اور گندے جملے اپنے ذہن سے پیدا کئے بلکہ اسی وقت حکم دیا-

''شاہی ایلچی کو حاضر کیا جائے-''

یہ حکم سنتے ہی زید خود بھاگتا ہوا محل کے باہر گیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو شاہی ایلچی اس کے ساتھ تھا-

ایلچی کو زید بھگاتا ہوا لایا تھا اس لئے وہ ایک طرف تو دوڑ لگانے کی وجہ سے ہانپ رہا تھا دوسری طرف شہنشاہ کے فوری حکم سے گھبرا گیا تھا- پھر بھی اس نے جھک کے شہنشاہ کو مجرا پیش کیا-

شاہی قاعدے کے مطابق شاہی ایلچیوں کو اگر محل میں طلب کیا جاتا تو اس کا حکم داروغہ محلات جاری کرتا تھا اور داروغہ ہی ایلچی کو شہنشاہ یا ملکہ کے حضور پیش کرتا تھا مگر زید بن عدی نے اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے داروغہ محلات کو کوئی خبر نہ دی بلکہ خود ہی دوڑ کے ایلچی کے پاس پہنچا اور خود ہی اسے اپنے ساتھ لے کر آ گیا-

خسرو پرویز نے شاہی قاصد سے کہا-

''تجھے اسی وقت حیرا جانا ہے''

''جو حکم عالی ہو-'' ایلچی نے سر تسلیم خم کر دیا-

''کیا تو نے حیرا کی ریاست دیکھی ہے؟'' خسرو پرویز نے خواہ مخواہ سوال کیا-

''جی عالی جاہ''- ایلچی نے ذرا اور سر جھکا دیا- ''آپ کا یہ تابعدار ریاست حیرا' وہاں کے حاکم' وہاں کے کوچہ و بازار بلکہ گلی گلی سے.....''

''کیا بکواس کر رہا ہے-'' خسرو نے اسے ڈانٹا- ''جو پوچھا جائے صرف اس کا جواب دو-''

ایلچی سہم گیا اور اس نے ڈر کے سر جھکا لیا-

خسرو پرویز چند لمحے سوچتا رہا پھر ایلچی سے پوچھا-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''تو کہہ رہا ہے کہ تو وہاں کے حاکم بلکہ وہاں کے کوچہ و بازار سے بھی واقف ہے؟''

''جی عالیجاہ۔'' ایلچی سنبھل کے بولا۔ ''میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ حضور کے حضور مجھے جھوٹ بولنے کی کیسے جرات ہوسکتی ہے۔''

''اچھا تو بتا کہ حیرا کے حاکم کا کیا نام ہے اور وہ کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے؟'' خسرو پرویز نے دلچسپی سے پوچھا اور ایلچی پر نظریں گاڑ دیں۔

ایلچی کو پسینہ آ گیا۔ اس نے شہنشاہ خسرو پرویز کو اس سے پہلے صرف ایک بار دور سے دیکھا تھا۔ اس وقت خسرو پرویز ایک جنگ سے کامیاب واپس آیا تھا اور اس کے جلوس کو ہزاروں آدمیوں نے گھیر رکھا تھا۔ تمام لوگ خسرو پرویز زندہ باد اور پائندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ ایلچی بھی اس جلوس میں شامل تھا اور خود بھی گلا پھاڑ پھاڑ کر زندہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔

ایلچی اگرچہ شاہی محل کی غلام گردش کے ایک کمرے میں رہتا تھا مگر اس کے بعد اس کا اور شہنشاہ کا پھر کبھی سامنا نہ ہوا تھا اور اب جو سامنا ہوا تو شہنشاہ اس سے اس طرح سوالات کر رہا تھا جیسے وہ کوئی مجرم ہو۔

''خاموش کیوں ہے۔ بتاتا کیوں نہیں؟'' خسرو پرویز کا لہجہ ذرا سخت ہو گیا۔

ایلچی کے اوسان اور خطا ہو گئے مگر جواب دینا ضروری تھا اگر اب بھی خاموش رہتا تو شہنشاہ کی حکم عدولی کی پاداش میں اسے پھانسی پر بھی لٹکایا جاسکتا تھا۔ پس ایلچی نے اپنے حواس مجتمع کیے اور خود کو پوری طرح سنبھالتے ہوئے اس طرح بولنا شروع کیا جیسے کوئی رٹی ہوئی تقریر پڑھتا ہے۔

آخر ایلچی نے بڑے حوصلے سے کہنا شروع کیا۔

''عالیجاہ۔ ریاست حیرا کا حاکم نعمان بن سلیمان ہے۔ یہ ریاست دریائے فرات اور بیت المقدس کو جدا کرنے والے ریگستان کے دائیں کنارے پر واقع ہے۔ نعمان ایک عرب سردار ہے۔ وہ بہادر، خوبصورت اور جوان عمر لگتا ہے۔ اس کی سرکار میں ہر وقت عرب جوانوں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے وہ دراصل عربوں ہی کے زور پر اپنی حکومت چلاتا ہے اور عربوں کی طرح اس کا دل چھوٹا ہے۔''

خسرو پرویز جو اس کی فضول گفتگو سے تنگ ہو رہا تھا اس نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

''تجھے ایلچی کے بجائے کسی مدرسے میں بچوں کا معلم ہونا چاہئے۔ ہم نے نعمان کا شجرہ نسب نہیں پوچھا ہے بلکہ ہم تجھے ایک پیغام دے کر نعمان کے پاس بھیج رہے ہیں۔ اپنے پیغام کی اہمیت کے پیش نظر ہم زید کو بھی تیرے ساتھ بھیج رہے ہیں۔ نعمان سے گفتگو کے وقت زید تیری مدد کرے گا تاکہ تو نعمان کو ہمارے جاہ و جلال سے پوری طرح آگاہ کر سکے۔''

ایلچی نے فوراً اپنی زبان بند کر لی اور نہایت ادب سے بولا۔

''خادم۔ عالیجاہ کا ایک ادنیٰ غلام ہے۔ میں نامہ بر کے فرائض حضور کے حکم کے مطابق بجالاؤں گا۔''

زید کو جیسے اک دم خیال آیا۔ اس نے عرض کیا۔

''یہ ایلچی پہلے حیرا میں نعمان کے درباریوں میں شامل تھا۔ یہ وہاں رہ چکا ہے اس لئے نعمان کے بارے میں اگر حضور والا کچھ اور معلومات حاصل کرنا چاہیں تو اس سے پوچھا جاسکتا ہے۔''

زید دراصل یہ چاہتا تھا کہ وہ خسرو پرویز کو نعمان کے خلاف اس قدر بھر دے کہ دونوں میں ناچاقی پیدا ہو جائے اور وہ نعمان سے اپنے باپ کا بدلہ لے سکے۔

سلطان و شہنشاہ خسرو پرویز نے زید کے لقمہ دینے پر کہا۔

''زید۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس بات کا زیادہ چرچا ہو۔ حاکم حیرا ہمارا صرف دوست اور حلیف ہی نہیں بلکہ ہمارا ماتحت بھی ہے اس کی سلامتی کی ہم نے ذمہ داری لی ہے۔ وہ ہمارے حکم سے سرتابی کی جرات نہ کر سکے گا۔''

زید نے خاموشی اختیار کر لی۔ وہ شاہوں اور حکمرانوں کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھا۔ وہ خوش ہوں تو چوڑے چمار کو بھی سر پر بٹھالیں اور کسی سے ناراض ہو جائیں تو اس کی خطا نہ ہونے کے باوجود اس کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں۔

خسرو پرویز، زید سے زیادہ گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا مگر زید نے نعمان کی بیٹی کا کچھ اس انداز سے سراپا بیان کیا تھا کہ اس کا نام یا خیال آتے ہی اس کے غلیظ ذہن میں شیطانی وسوسے پیدا ہونے لگتے تھے۔ زید اور ایلچی دونوں سر جھکائے خسرو پرویز کے آئندہ حکم کا انتظار کر رہے تھے مگر

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

عیاش طبع خسرو پرویز ریاست حیرا کی عربی دوشیزہ کے خیال میں کھویا ہوا تھا۔

آخر اس نے چونک کر کہا۔

''اچھا تو یہ بات طے ہوگئی۔''

زید اور ایلچی کچھ نہ سمجھ سکے کہ خسرو پرویز کس بات کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ ایلچی کچھ زیادہ عقلمند تھا اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''عالیجاہ۔ حاکم حیرا کو زبانی حکم بھیجنا چاہتے ہیں یا اسے کوئی حکم نامہ بھیجنا پسند فرمائیں گے؟''

خسرو پرویز پر نعمان کی بیٹی کے حسن کا کچھ ایسا بھوت سوار ہو گیا تھا کہ وہ اسی میں کھویا ہوا تھا۔

آخر اس نے ایلچی سے پوچھا۔

''زید بتا رہا ہے کہ تم حیرا میں نعمان کے درباریوں میں شامل تھے؟''

''زید نے درست کہا عالیجاہ'' ایلچی الجھتے ہوئے بولا۔

''میں حیرا میں کافی عرصہ رہا ہوں۔ حاکم حیرا میرا بہت لحاظ کرتے تھے اور بعض اہم کام میرے ہی سپرد کرتے تھے۔''

''اس کا مطلب ہے کہ تم نعمان کی حرم سرا میں بھی اکثر جاتے ہو گے۔'' خسرو پرویز نے پھر نعمان کا ذکر چھیڑ دیا۔

''عالیجاہ۔ میں حاکم حیرا کے گھر کے فرد کی طرح تھا۔ اس کی دونوں بچیاں میری گود میں کھیلی ہوئی ہیں۔'' ایلچی نے بھی آخر اپنی اہمیت جتلائی۔

خسرو پرویز نے فوراً زید کو مخاطب کیا۔

''نعمان کی اس لڑکی کا کیا نام بتایا تھا تم نے؟''

''عالیجاہ!'' زید نے جواب دیا۔ ''نعمان کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جس لڑکی کا میں نے ذکر کیا تھا وہ تمام بھائی بہنوں میں بڑی ہے۔ اس کا نام ''حذیفہ'' ہے۔

روزانہ پیغامات لانے اور لے جانے والا ایلچی بڑا گھاگ تھا۔ ''حذیفہ'' کا نام سنتے ہی وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔ چنانچہ شہنشاہ خسرو پرویز کے بولنے سے پہلے ہی وہ بول پڑا۔

''شہزادی حذیفہ۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب' پرستان کی پری معلوم ہوتی ہے شہزادی حذیفہ''۔

''بس فیصلہ ہو گیا۔'' خسرو پرویز نے ایلچی سے کہا۔ ''تم زید کو اپنے ساتھ لے کر نعمان کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ شہنشاہ ایران' شاہوں کے شاہ اور بادشاہوں کے بادشاہ خسرو پرویز نے حاکم حیرا کی خوبرو اور ماہ لقا بیٹی ''حذیفہ'' کو قصر مدائن کے لئے پسند کیا ہے۔ اس لئے شہزادی کو تمہارے ساتھ بہ تزک و احتشام رخصت کر دیا جائے۔ ہم شہزادی کو ملکہ ایران کا مرتبہ عطا کریں گے اور اس کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ ایران کے تخت و تاج کا وارث ہوگا۔''

اس دور کے شاہوں' بادشاہوں اور سلطانوں نے یہ طریقہ بنا رکھا تھا کہ وہ جس کمتر لڑکی کو اپنے حرم کے لئے پسند کرتے اس کے والدین کو یہ یقین دلاتے کہ اس کی بیٹی ملکہ اور اولاد وارث تخت و تاج ہوگی۔ دراصل یہ ایک خوشنما فریب تھا۔ شاہی محل میں درجنوں بیگمات اور سینکڑوں اور ہزاروں ایسی کنیزیں ہوتی تھیں جنہیں زندگی بھر میں صرف ایک رات' بادشاہ کے ساتھ شب باشی کا شرف حاصل ہوتا تھا اور اسی ایک درخشاں رات کے سہارے وہ اپنی پوری پوری عمر گزار دیا کرتی تھیں۔

خسرو پرویز نے صرف زید اور ایلچی کو حیرا بھیجا تھا مگر زید نے چلتے وقت ناظم محلات سے پانچ سواروں کا ایک محافظ دستہ مانگ لیا تھا۔ جب سات سواروں کا یہ دستہ عرب ریاست حیرا کی سرحد پر پہنچا تو حیرا کے سرحدی پہریداروں نے انہیں روکا۔

زید نے پہریداروں کے سردار کو بتایا۔

''ہم دشمن نہیں بلکہ ریاست حیرا کے دوست اور حلیف شہنشاہ ایران کے سفیر ہیں اور حاکم حیرا کے پاس شہنشاہ ایران کی سفارت لے کر آئے ہیں۔''

سردار نے جب سنا کہ یہ شہنشاہ ایران کے سفارتی لوگ ہیں تو اس نے ان کے سامنے آنکھیں بچھا دیں۔ اس وقت خسرو پرویز کی فتوحات کا ہر طرف شہرہ پھیلا ہوا تھا۔ خاص کر چھوٹی چھوٹی ریاستیں تو خسرو پرویز کا نام سن کر ہی کانپ اٹھتی تھیں۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

"آپ لوگ شہنشاہ ایران کے سفیر ہیں اور شہنشاہ ہمارے حاکم پر خاص طور پر مہربان ہیں اس لئے ہم آپ سے درخواست کریں گے کہ ہمیں دو چار دن آپ کی خاطر و مدارات کا موقع دیا جائے۔"

"ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔" زید نے کہا۔ "مگر کیا کیا جائے کہ ہم بہت جلدی میں ہیں۔ شہنشاہ ایران کا حکم ہے کہ ہم ریاست حیرا میں ایک دن سے زیادہ قیام نہ کریں اور حاکم حیرا کا جواب لے کر فوراً واپس آ جائیں۔ پھر بھی ہم آج شام تک آپ کی مہمان نوازی کا ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔"

یہ سفارت صبح ہوئے سرحد پر پہنچی تھی اس لئے ان کے پاس شام تک کا وقت تھا اس وقت کو زید نے سرحد کے اردگرد گھوم کر گزارا۔ اس دوران اس نے بعض مقامات پر نشانات بھی لگائے تا کہ اگر وہ وہاں واپس آئے تو ان مقامات کو فوراً شناخت کر لے۔

زید کو یقین تھا کہ نعمان چونکہ عرب ہے اس لئے وہ خسرو پرویز کے ساتھ اپنی بیٹی حذیفہ کا رشتہ کرنے سے انکار کر دے گا جس کے نتیجے میں ایران اور حیرا کی چھوٹی سی عرب ریاست میں جنگ شروع ہو جائے گی۔ اس متوقع جنگ کے لئے زید نے خود کو ابھی سے تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس لئے اس نے بعض مقامات پر نشانات لگا دیئے تھے تا کہ انہیں بوقت ضرورت شناخت کر سکے۔

شام تک سرحد پر خاطر مدارت کے بعد یہ سفارت یا وفد حاکم حیرا نعمان کے دربار میں پہنچا۔ اس وقت کافی رات ہو چکی تھی اس لئے حاکم حیرا نے وفد کو اس رات مہمان خانہ میں رکھا اور صبح کو ان سے ملاقات کا فیصلہ کیا۔

حاکم حیرا نعمان اس اطلاع پر چونک پڑا تھا۔ کہ شاہی ایلچی کے ساتھ عدی کا بیٹا زید بھی آیا ہے۔ اسے یہ تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ زید نے اپنے باپ عدی کی گدی سنبھال لی ہے اور وہ اب مترجم کے فرائض ادا کر رہا ہے مگر اس خبر نے نعمان کو قدرے پریشان کر دیا تھا کہ شاہی ایلچی کے ساتھ زید بھی آیا ہے۔ آخر کیوں۔ ایلچی کے ساتھ کسی مترجم کو بھیجنے کا کوئی تک نہ تھا۔ نعمان کو یہ خیال رات بھر پریشان کرتا رہا اور وہ پوری نیند نہ سو سکا۔

صبح کو جب ایلچی اور زید دربار میں پیش ہوئے تو نعمان نے حسب عادت ان دونوں کی بڑی شائستگی اور سلیقے سے ان کی پذیرائی کی۔

حاکم حیرا نعمان نے ایلچی سے پوچھا۔

"شہنشاہ ایران خیریت سے تو ہیں"

"عالم پناہ بالکل خیریت سے ہیں۔" ایلچی خاموش ہو گیا۔

نعمان کو اطمینان نہ ہوا۔ اس نے دریافت کیا۔

"شہنشاہ اب کس ملک پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں اور میرے لئے کیا حکم ہے؟"

ایلچی کچھ جواب دینا چاہتا تھا مگر زید نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اور اس نے براہ راست تلخ لہجے میں نعمان کو مخاطب کیا۔

"آپ کے سوال کا جواب میں دوں گا۔"

نعمان آخر ایک ریاست کا حکمران تھا۔ اسے زید کا لہجہ سخت ناگوار گزرا مگر اس نے ضبط سے کام لیا اور قدرے مسکرا کے کہا۔

"ارے ہاں زید۔ میں تم سے یہ پوچھنا تو بھول ہی گیا کہ شاہی ایلچی کے ساتھ تمہارے آنے کا کیا تک ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں اپنا پرانا وطن اور گھر یاد آ گیا ہوگا اس لئے تم شاہی ایلچی کے ساتھ لگے چلے آئے۔"

"حاکم حیرا کا خیال درست نہیں۔" زید نے تلخ لہجے میں کہا۔ "میں کسی کے ساتھ لگ کے نہیں آیا بلکہ مجھے شہنشاہ نے خاص طور پر حیرا بھیجا ہے۔"

حاکم حیرا نعمان نے ایک بار پھر ضبط سے کام لیا اور اپنے درباریوں کا لحاظ کرتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے بعد میں گفتگو کروں گا پہلے شاہی ایلچی کا حکم سن لوں۔"

شاہی ایلچی ایک ادھیڑ عمر کا سمجھدار افسر تھا مگر زید نے اسے چکمہ دے کر اس بات پر راضی کر لیا تھا کہ شادی بیاہ کے معاملات بہت الجھے ہوتے ہیں اس لئے شہنشاہ کی شہزادی حذیفہ کے لئے پیغام ایلچی کے بجائے وہ خود دے گا۔ چنانچہ زید نے ایلچی کو دوبارہ بولنے سے

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

روکتے ہوئے کہا۔

''حاکم حیرا کو معلوم ہونا چاہئے کہ شہنشاہی حکم ایلچی کے پاس نہیں بلکہ میرے پاس ہے۔ کیا حاکم حیرا شاہی حکم سر دربار سننا پسند کریں گے یا وہ یہ پیغام تنہائی میں سننا پسند کریں گے۔''

آخر نعمان کو بھی غصہ آ گیا۔ اس نے سنبھل کے مگر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''زید تم میرے دربار میں بار بار میری گفتگو میں دخل دے کر میری اور میرے دربار کی توہین کر رہے ہو میں جانتا ہوں کہ تمہارا دل دکھا ہوا ہے تمہارا باپ میرے حکم سے قتل کیا گیا مگر وہ حقیقت میں مجرم تھا اور اس جرم کی سزا صرف موت تھی جس سے اسے دوچار کیا گیا۔ مگر یہ وقت ان باتوں کو دہرانے کا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں اطمینان ہو جانا چاہئے۔ امید ہے کہ اب تم میری اور شاہی ایلچی کی گفتگو میں دخل نہ دو گے۔''

زید نے جواب میں کہا۔

''حاکم حیرا نے جو کچھ کہا ممکن ہے وہ درست ہو مگر شاہی ایلچی نے مجھے اجازت دی ہے بلکہ مجھ سے درخواست کی ہے کہ شہنشاہ کا پیغام خاص آپ تک میں پہنچاؤں۔

''نعمان نے زید کی طرف سے منہ گھما لیا اور ایلچی سے کہا۔

''تم کیسے شاہی ایلچی ہو۔ کیا تمہارے منہ میں زبان نہیں جو تم دوسرے کا سہارا ڈھونڈتے ہو؟''

ایلچی اس وقت تک تو خاموش رہا تھا مگر جب حاکم حیرا نے اسے بے زبان ہونے کا طعنہ دیا تو اسے بھی غصہ آ گیا۔

☆☆☆

گیارھواں باب

''حاکم حیرا کا خیال غلط ہے۔ میرے منہ میں زبان بھی ہے اور وہ قینچی کی طرح چلتی بھی ہے۔ اب تک میں نے زید کا بہت لحاظ کیا مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔ مجھے معلوم ہے کہ زید تمہارے کیوں خلاف ہے۔ مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ زید کے باپ عدی نے ضرور کوئی ایسی غلطی کی ہوگی جس کی پاداش میں آپ نے اسے قتل کرا دیا۔ خیر چھوڑیئے اس قصہ کو یہ آپ کا اور زید کا مسئلہ ہے۔ آپ جانیں اور زید مگر میں ضرور یہ کہوں گا کہ زید نے مجھ سے ہزاروں خوشامدوں کے بعد یہ وعدہ لیا تھا کہ آپ کے دربار میں شہنشاہ وقت خسرو پرویز کا حکم نامہ میرے بجائے وہ پیش کرے گا مگر اب میں زید کے اس حق کو ختم کرتا ہوں اور آپ کو بتاتا ہوں کہ شہنشاہ نے آپ کو کیا حکم بھیجا ہے۔''

نعمان نے مسکراتے ہوئے زید کو دیکھا اور کہا۔

''میں معاملے کی تہہ تک پہلے ہی پہنچ گیا تھا۔ مجھے جب بتایا گیا کہ شاہی ایلچی میرے لئے کوئی حکم لے کے آیا ہے اور ایلچی کے ساتھ عدی کا بیٹا زید بھی ہے تو میں سمجھ گیا کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ اب چونکہ بات کھل گئی ہے اس لئے شہنشاہ خسرو پرویز کا حکم تمہارے منہ سے سننے سے پہلے میں یہ بات تمہیں بتانا پسند کروں گا کہ عدی نے وہ کیا جرم کیا تھا جس بنا پر مجھے اس کی گردن اتارنے کا حکم دینا پڑا۔''

نعمان کی بات یہاں تک پہنچی تھی کہ زید اٹھ کے کھڑا ہو گیا اور ایلچی سے الجھتے ہوئے بولا۔

''تم بھی عجیب آدمی ہو پہلے تم نے خود ہی مجھے سلطان کا حکم نامہ حاکم حیرا کے گوش گذار کرنے کی اجازت دی اور اب خود ہی اپنی بات سے پلٹ رہے ہو۔ میں نے تمہارے ساتھ آنے کی غلطی کی۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

میں واپس جارہا ہوں"۔

یہ کہہ کر زید لمبے لمبے ڈگ بھرتا حاکم حیرا نعمان کے دربار سے نکل گیا۔ دربار کی فضا کچھ بوجھل بوجھل ہوگئی تھی۔ یہ دیکھتے ہوئے نعمان نے پھر گفتگو شروع کردی۔ اس نے شاہی ایلچی اور اپنے درباریوں کو مخاطب کرتے ہوئے بتانا شروع کیا۔

"زید کا باپ عدی' شہنشاہ خسرو پرویز کے دربار میں مترجم کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ اس کی زید کی طرح لگائی بجھائی کی عادت تھی اور وہ خواہ مخواہ لوگوں سے بیر مول لیتا تھا۔ عدی کا گھر اسی ریاست میں تھا اور میرے اور اس کے درمیان اچھے مراسم تھے۔ وہ شاہی دربار سے جب بھی چھٹی لے کر اپنے گھر آتا تو اس کا زیادہ وقت میرے ہی ساتھ گزرتا تھا۔ ایک مرتبہ جب وہ چھٹی پر حیرہ آیا تو میرے ساتھ وقت گزارنے کے بجائے اس نے ہماری ریاست کے برابر والی عرب ریاست زخاراں آنا جانا شروع کردیا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ زخاراں کا حاکم کچھ عرصہ پہلے شاہی دربار میں گیا تھا۔ وہاں اس کی اور عدی کی دوستی ہوگئی۔ زخاراں کے امیر رئیس یا حکمران اور میرے خاندان اور ریاست کے درمیان ایک زمانہ سے اختلاف چلا آرہا ہے۔

عدی کا زخاراں آنا جانا مجھے ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ آخر ایک دن میں نے عدی کو زخاراں جانے سے روکا کیونکہ میرے خیال میں اور بعض لوگوں کی اطلاعات کے مطابق زخاراں والے عدی کو میرے خلاف بھڑکاتے تھے۔ یہاں تک تو بات قابل برداشت تھی مگر کچھ عرصہ بعد میرا ایک عزیز دوست شکار کے سلسلے میں حیرہ آیا۔ اس نے مجھے وضاحت سے بتایا کہ شاہی دربار میں اکثر زخاراں اور حیرہ کا ذکر ہوتا ہے اور شاہی مترجم یعنی عدی' شہنشاہ خسرو پرویز پر زور دیتا ہے کہ عرب ریاست حیرہ کو دوسری ریاست زخاراں میں ضم کردیا جائے اور حاکم زخاراں کو دونوں ریاستوں کا حاکم اعلیٰ مقرر کردیا جائے۔

حاکم حیرا نعمان کو زید کا تو کوئی ڈر نہ تھا مگر اس وقت وہ شاہی ایلچی کے ساتھ آیا تھا۔ اور خود اس کے قول کے مطابق شہنشاہ خسرو پرویز نے اسے ایلچی کے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ جب سے زید کو باپ کی جگہ شاہی مترجم کے عہدے پر فائز کیا گیا تھا۔ جو ایک باعزت اور اہم

عہدہ تھا۔ اس لئے نعمان اس کے اس طرح اٹھ کے چلے جانے سے گھبرا گیا۔

یہ خیال ذہن میں آتے ہی نعمان اپنی مسند سے اٹھا اور اس نے ایلچی سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے زید کے اس طرح جانے کا افسوس ہے۔ آپ ذرا ٹھہریئے میں اسے منا کے لئے آتا ہوں۔"

"آپ اس کی بالکل فکر نہ کیجئے' ایلچی کو بھی زید کا اس طرح دربار سے چلے جانا بہت ناگوار گزرا تھا۔" میں اسے سنبھال لوں گا اور شہنشاہ حضور سے بھی اس کی اس گستاخی کی شکایت کروں گا۔"

"آپ دونوں شاہی مہمان ہیں۔" نعمان نے نرمی سے کہا۔

"شہنشاہ پہلے ہی مجھ سے عدی کے قتل کے سلسلے میں ناراض ہیں۔ اب میں انہیں اور ناراض نہیں کرنا چاہتا بلکہ....." بات یہیں تک تھی کہ شاہی ایلچی اور نعمان نے دیکھا کہ زید جو غصہ میں بھرا ہوا دربار سے گیا تھا وہ مسکراتا بلکہ ہنستا ہوا واپس آرہا ہے اس نے نعمان کے قریب پہنچ کے کہا۔

"حاکم حیرا مجھے معاف کیجئے گا' مجھے ذرا جلدی غصہ آجاتا ہے مگر غصہ جتنی جلدی آتا ہے اتنی ہی جلدی ٹھنڈا بھی پڑ جاتا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے زید جس جگہ سے اٹھ کے باہر گیا تھا اسی جگہ واپس آکر بڑی بے تکلفی سے بیٹھ گیا۔"

"اچھا تو بات کہاں تک پہنچی تھی" زید نے خود ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کردیا۔

"گفتگو شہنشاہ ایران کے کسی پیغام کے بارے میں شروع ہوئی تھی۔ جو انہوں نے شاہی ایلچی شہنشاہ نے میرے بارے میں بھیجا ہے۔ نعمان جو پریشان ہو کر کھڑا ہو گیا تھا' اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

زید نے ایلچی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں شہنشاہ عالی مقام کا پیغام حکمران حیرا کو پہنچاؤں یا آپ....."

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

ایلچی مسکرایا اور بولا-

''میرا خیال ہے کہ شاہی مترجم! شاہی حکم نامہ سنانے کے لئے بہت بے چین ہیں- میری طرف سے انہیں اجازت ہے''

شاہی ایلچی تو صرف مسکرایا تھا مگر شاہی مترجم زید نے تقریباً ہنستے ہوئے کہا-

''میرے خیال میں شاہی پیغام' شاہی حکم کا درجہ نہیں رکھتا بلکہ میں اسے خوشی کا پیغام یا تہنیت نامہ کہنا پسند کروں گا- کیونکہ شاہی پیغام حاکم حیرا کو فرش سے عرش پر پہنچا دے گا-''

نعمان کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا آخر اس نے بے چین ہو کے کہا-

''یہ آپ لوگ' اس طرح کیوں باتیں کر رہے ہیں بتاتے کیوں نہیں کہ شہنشاہ عالی مقام نے مجھے کیا حکم دیا ہے یا کیا پیغام بھیجا ہے؟''

اس وقت زید نے طوطے کی طرح آنکھیں بدل لیں اور نعمان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولا-

''حضرت شہنشاہ خسرو پرویز نے حاکم حیرا کو یہ پیغام تہنیت بھیجا ہے کہ شہنشاہ ایران نے ان کی بیٹی یعنی حاکم حیرا نعمان کی بیٹی شہزادی حذیفہ کو شاہی محل کی زینت یعنی ملکہ ایران بنانے کا فیصلہ کیا ہے''

یہاں پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حیرا ایک عرب ریاست تھی اور یہ وہ دور تھا جب اہل عرب اپنی بیٹیاں ایرانیوں کے ساتھ نہیں بیاہتے تھے بلکہ وہ اپنی بیٹی صرف اپنے خاندانوں میں دیتے تھے- خیال رہے کہ واقعہ ۶۱۰ کا ہے اور اس وقت تک یہ دنیا نور اسلام سے منور نہیں ہوئی تھی- نسلوں اور قوموں کا امتیاز باقی تھا- جس کی لاٹھی اس کی بھینس یعنی طاقت اور صرف طاقت کے زور پر فیصلے ہوتے تھے- ہر قوم دوسری قوم کو اپنے سے کمتر سمجھتی تھی- اور پوری دنیا میں کافروں اور مشرکوں کی حکومتیں قائم تھیں- بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ پوری معلوم دنیا کو ایرانیوں اور رومیوں (رومی) نے آپس میں تقسیم کر رکھا تھا- عربوں کی اگرچہ چھوٹی چھوٹی کئی ریاستیں تھیں مگر ان سب کی مجموعی طاقت بھی ایرانی شہنشاہ ایران یا رومی قیصر کے مقابلہ کا تصور تک نہ کر سکتی تھی-

یہ بات زید بن عدی کو معلوم تھی اور اسے یہ بھی یقین تھا کہ حیرا کا حکمران نعمان' شہنشاہ ایران خسرو پرویز کے حکم سے دستبردار نہ ہو سکے گا- اور وہ اپنی بیٹی حذیفہ کو مدائن کے شاہی محل میں بھیجنے پر آمادہ ہو جائے گا- اس طرح عربوں کا یہ غرور ٹوٹ جائے گا- کہ وہ اپنی بیٹیاں غیر عربوں اور خاص کر ایرانی خاندانوں میں نہیں دیتے اس غرور کے ٹوٹنے سے زید بن عدی کے دل کو خوشی ہو گی- اس کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ اگر حاکم حیرا نے اپنی کم بختی بلانے کے لئے شاہی حکم سے انکار کر دیا اور حذیفہ کو شاہی محل میں نہ بھیجا تو اس کے جواب میں شہنشاہ ایران کا غیظ و غضب نعمان کی چھوٹی سی ریاست کو پھونک کر رکھ دے گا- اور حیرا کا نام' ریاستوں کی فہرست سے ہمیشہ کے لئے کٹ جائے گا- اس سے بھی زید کے دل کو خوشی ہو گی- اس طرح زید کو نعمان کے انکار اور اقرار دونوں طرح سے فائدہ ہی فائدہ تھا-

چنانچہ حاکم حیرا نے زید کی توقع کے مطابق خود کو عربوں کی آن پر قربان کر دینے کا فیصلہ کیا- وہ خسرو پرویز کا حکم یا تہنیت کا پیغام سن کر بھڑک اٹھا اور شیر کی طرح دہاڑا-

''نہیں ہرگز نہیں ایسا ممکن نہیں ہو سکتا' عرب بیٹیاں' ایرانیوں میں نہ تو بیاہی گئیں ہیں اور نہ بیاہی جائیں گی-''

زید نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہا-

''میں حیرا میں پیدا ہوا اور یہیں پلا اور بڑا ہوا ہوں اس لئے میں حاکم حیرا کو ایک نیک مشورہ پیش کرنا چاہوں گا''

''ضرور...... ضرور'' حاکم حیرا نعمان نے زید سے نیک توقع باندھی- ''میں جانتا ہوں کہ اب تمہارا دل میری طرف سے صاف ہو گیا ہے- اس لئے تم مجھے کوئی نیک مشورہ ضرور دو گے- کہو تمہارا کیا مشورہ ہے-''

''میرا مشورہ یہ ہے کہ حاکم حیرا' شہنشاہ حضور کی درخواست پر غور کریں اور اسے شرف قبولیت عطا کریں''

حاکم حیرا بھنا کے رہ گیا- ''یہ تمہارا نیک مشورہ ہے' میں عرب سردار اور حکمران ہوں- میں

www.urdufanz.com

عربوں کے اصولوں اور طور طریقوں کو نہیں بدل سکتا"

"پھر حاکم حیرا کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ شہنشاہ حضور کا تہنیت نامہ' شاہی فرمان اور حکم نامہ میں بھی تبدیل ہوسکتا ہے زید کا لہجہ آہستہ آہستہ سخت ہوتا جا رہا تھا۔

"تمہارا کہنا ٹھیک ہوسکتا ہے" نعمان دبے لفظوں میں بولا "مگر عرب ہزاروں سال پرانے طریقہ کو تو نہیں بدل سکتے' یہ مانا کہ خسرو پرویز ایران کے شہنشاہ ہیں مگر وہ اپنے ماتحت حاکموں کے گھروں پر ڈاکہ تو نہیں ڈال سکتے"

"حاکم حیرا نے درست فرمایا" زید پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"خسرو پرویز اپنے ماتحتوں کے گھر ڈاکہ نہیں ڈال سکتے مگر وہ حیرا کی شہزادی حذیفہ کو بزور شمشیر مدائن تو بلوا سکتے ہیں۔"

"ابھی ایسا وقت نہیں آیا زید" نعمان کے وقار کو زید نے مجروح کیا تھا۔ "اور اگر ایسا آ گیا تو پھر تلوار سے تلوار ٹکرا تو سکتی ہے"

"قابل احترام ایلچی" زید' ایلچی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "آپ حاکم حیرا کے الفاظ یاد رکھئے۔ کل آپ کو خسرو پرویز کے حضور ان الفاظ کو دہرانا پڑے گا" (جاری ہے)

زید تو چاہتا ہی یہ تھا کہ خسرو پرویز کی سفارت یا دوسرے معنوں میں اس کا الٹی میٹم ناکام ہو۔ وہ شاہی ایلچی کے ساتھ لگ کے اسی لئے آیا تھا کہ بات بنانے کے بجائے اس قدر بگاڑ دے کہ پھر اس کے بننے کی کوئی صورت باقی نہ رہے بس زید اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ زید نے جس طرح حاکم حیرا کے سامنے شاہی ایلچی کو کم بولنے دیا اور خود بڑھ چڑھ کر بولتا رہا تھا اور اس نے بات بگاڑ دی تھی۔ اسی طرح وہ واپس آ کر خسرو پرویز کے سامنے کھل کھیلا۔

خسرو پرویز نے حاکم حیرا نعمان کو شاہی ایلچی کی معرفت ایک طرح سے اپنی شادی کا پیغام بھیجا تھا اور ایلچی سے یہ کہہ دیا تھا کہ نعمان کے سامنے اپنا لہجہ نرم رکھے تاکہ نعمان اس کا پیغام قبول کر لے مگر زید نے خسرو پرویز کے شادی کے پیغام کو شاہی حکم نامہ کے انداز میں نعمان کے سامنے پیش کیا تھا جس کے نتیجے میں حاکم حیرا اپنی آن و وقار کو بچانے کے لئے لڑنے مرنے پر تیار ہو گیا

تھا۔ زید نے وہی انداز واپس آ کر خسرو پرویز کے سامنے اختیار کیا۔

اس نے خسرو پرویز کے حضور پیش ہوتے ہی کہا۔

"عالیجاہ۔ اس غلام نے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ نعمان حضور کا حکم رد کر دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مغرور اور خود سر حاکم حیرا حضور کے اس پیغام سے خوش ہونے اور اسے اپنی عزت افزائی سمجھنے کے بجائے ایک دم بھڑک اٹھا اور حضور کے اس اعزاز کو بڑی حقارت سے ٹھکرا دیا"

خسرو پرویز انتہائی تند مزاج حاکم تھا اور اب تو وہ شہنشاہ ایران بن گیا تھا زید کے انداز پر بھڑک اٹھا اور بیٹھے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ زید دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اب خسرو پرویز حاکم حیرا کے خلاف کوئی سخت حکم صادر کرے گا مگر خسرو پرویز نے بھڑک اٹھنے کے باوجود منہ سے کچھ نہ کہا اور نہ جانے کیا سوچ کے تیز تیز قدموں سے دربار میں ٹہلنے لگا۔

اس وقت دربار میں سوائے چند بڑے سرداروں کے باہر کا کوئی آدمی نہ تھا۔ خسرو پرویز ٹہلتے ٹہلتے ایک دم رکا اور زید کو گھورتے ہوئے بولا۔

"زید کیا تم شاہی دربار کے آداب نہیں جانتے یا پھر تم نے اس دربار کو اپنا گھر سمجھ لیا ہے؟"

شہنشاہ ایران کا لہجہ اس قدر سخت تھا کہ زید کانپ اٹھا اور ہچکچاتے ہوئے سر جھکا کر بولا۔

"عالیجاہ۔ غلام کی غلطی کو معاف فرمایا جائے۔ دراصل میں حاکم حیرا کے جواب کا تصور کرتے ہی بے قابو ہو گیا تھا اور اپنے غصہ پر قابو نہیں رکھ سکا"

"تم بہت گستاخ ہوتے جا رہے ہو زید۔ ہم نے تمہیں تمہارے باپ کا عہدہ اس لئے سونپا تھا کہ تمہاری دلجوئی ہو مگر ہماری اس بخشش نے تمہیں گستاخ اور بے ادب بنا دیا ہے۔ ہمیں تمہارے بارے میں کچھ سوچنا پڑے گا"

زید اپنی تمام ہیکڑی بھول گیا اور شہنشاہ ایران کے سامنے سجدے میں گر گیا پھر سر اٹھا کر روتے ہوئے بولا۔

"عالیجاہ۔ مجھ غریب پر رحم فرمایئے۔ اب ایسی گستاخی نہیں ہوگی"

خسرو پرویز گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ ہو جانے والا انسان تھا۔ کہاں تو اسے اس قدر

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

غصہ آ گیا کہ وہ جیسے زید کے قتل کا حکم دینے والا ہو اور کہاں ایک دم نرم پڑ گیا- اس کا غصہ جیسے بالکل اتر گیا اور وہ بولا-

زید تمہیں دربار میں آ کر دربار کے اصولوں اور طریقوں کی پابندی کرنی چاہئے- ہمیں تمہارے باپ کا بہت لحاظ تھا- اس لئے ہم نے تمہیں تمہارے باپ کا عہدہ بخشا تھا- تمہیں دربار اور اپنے شہنشاہ کا ہر دم احترام کرنا چاہئے- جاؤ' ہم تمہیں معاف کرتے ہیں''

خسرو کے غصے سے اس کے ماتحت ہی کیا بڑے بڑے والیان ریاست اور صاحب اقتدار لوگ گھبراتے تھے چنانچہ زید' شہنشاہ کا غصہ دیکھ کر کانپ اٹھا تھا مگر خیر گزری کہ شہنشاہ کو جس قدر جلد غصہ آیا تھا اتنی ہی جلدی وہ ختم بھی ہو گیا-

پس زید نے ایک ہلکی سی جھرجھری لی اور ادب سے عرض کیا-

''حضور والا نے میری جان بخشی کر کے مجھ پر ہی نہیں بلکہ میری سات پشتوں پر احسان فرمایا ہے- میں اور میرے بال بچے حضور کے اس احسان کو تمام عمر نہ بھولیں گے- عارت ہو حاکم حیرا' اس گستاخ نے تو میرے باپ کی طرح مجھے بھی موت کے منہ میں پہنچا دیا تھا''

''ایلچی.....'' شہنشاہ' زید کی طرف سے منہ پھیر کر ایک دم ایلچی سے مخاطب ہوا- ''تم نے بھی زید ہی والی غلطی کی ہے- ہم نے تمہیں نعمان کے پاس بھیجا تھا تاکہ تم اسے حالات کی اونچ نیچ سمجھا کر اسے اس بات پر راضی کرو کہ وہ اپنی بیٹی کو ہمارے محل میں پہنچا دے مگر تم نے وہاں خود ہمارا حکم سنانے کے بجائے زید کو آگے کر دیا جس نے ہمارا حکم صحیح طور پر حاکم حیرا کو نہیں پہنچایا''

''عالیجاہ.....'' ایلچی نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس کی آواز حلق میں اٹک گئی اور وہ آگے کچھ نہ کہہ سکا

خسرو پرویز کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا- اس لئے وہ اور زیادہ نرمی سے بولا-

''ہم نے جس طرح زید کی خطا معاف کی ہے اسی طرح تمہارا قصور بھی درگزر کرتے ہیں- ہمیں بتایا جائے کہ کیا حاکم حیرا نے واقعی ہمارا حکم رد کر دیا یا اس نے سوچ بچار کے لئے ہم سے وقت مانگا ہے''

ایلچی اس وقت تک خود کو جواب دینے کے لئے تیار کر چکا تھا اس لئے اس نے واضح الفاظ میں کہا-

شہنشاہ ایران کا اقبال بلند ہو- حاکم حیرا دیکھنے میں بھولا بھولا اور معصوم نظر آتا ہے مگر وہ کم بخت شاید اپنی زندگی سے بیزار ہے چنانچہ جس وقت اس سے کہا گیا کہ عالیجاہ شہنشاہ ایران نے تمہاری بیٹی کو مدائن کے شاہی محل کے لئے پسند فرمایا ہے تو وہ خاموش ہو گیا بلکہ دیر تک گم صم کھڑا رہا پھر جب اسے دوبارہ ٹوکا گیا تو اکڑ کے بولا-

''ہم شہنشاہ ایران کے ہر حکم کو ماننے کے لئے تیار ہیں مگر ان کا یہ حکم عربوں کی آن بان اور شان کا مخالف ہے ہم پہلے بھی اعلان کر چکے ہیں اور ایک بار پھر اعلان کرتے ہیں کہ ''عرب'' اپنی بیٹیاں' ایرانیوں کو نہیں دیا کرتے اس لئے ہم شہنشاہ کی درخواست قبول کرنے سے معذور ہیں''

شہنشاہ ایران کی تیوریاں ایک بار پھر چڑھ گئیں اور وہ تقریباً چیختے ہوئے بولا-

''تو نعمان نے ہمارے حکم کو ہماری درخواست کا نام دیا''

جی ہاں عالیجاہ.....'' ایلچی نے جواب دیا-

''پھر تم نے کیا کہا.....؟'' خسرو پرویز نے ایلچی کو گھور کے دیکھا-

''میں نے عالیجاہ.....'' ایلچی نے اٹکتے ہوئے کہا- ایلچی نے دراصل نعمان کو کوئی جواب ہی نہیں دیا تھا کیونکہ تمام گفتگو تو ایلچی کے بجائے زید نے کی تھی- اس لئے ایلچی نے اپنی جان بچانے کے لئے فوراً کہا-

''عالیجاہ- میں نے حاکم حیرا نعمان کو خبردار کیا کہ اگر اس نے شہنشاہ کے حکم سے سرتابی کی تو اس کا انجام برا ہو گا اور شاہی لشکر حیرا کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا.....''

''اس کو پھر بھی ہمارے جلال سے خوف نہیں آیا؟''

شہنشاہ ایران نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا- ''اسے اس گستاخی کی سزا دینا ہی پڑے گی''

''عالیجاہ- میں نے یہی کہا تھا کہ تجھے تیری گستاخی کی سزا ضرور ملے گی.....'' ایلچی نے فوراً بات بنائی-

''ہاں- نعمان کو سزا دی جائے گی.....'' خسرو پرویز نے تیوریوں پر چیختے ہوئے اعلان کیا-

''ہم اپنے اقتدار پر میل نہ آنے دیں گے اور نعمان کو ایسی سزا دیں گے جسے وہ اور اس کی آل اولاد ہمیشہ یاد رکھے گی''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

پھر ذرا رک کر خسرو پرویز نے زید کی طرف دیکھا اور کہا۔

''زید تم نعمان کی دشمنی میں پیش پیش ہو؟''

یہ کہہ کر خسرو پرویز نے زید کو گھورا۔ زید گھبرا گیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ خسرو پرویز اس سے کیا کہلوانا چاہتا ہے جب کچھ دیر تک زید کوئی جواب نہ دے سکا تو خسرو پرویز نے نرم لہجے میں کہا۔

''تمہاری نعمان سے دشمنی درست اور بجا ہے''

زید خوش ہو گیا۔

''عالیجاہ۔ حالات سے آگاہ ہیں'' زید نے شہنشاہ کی شہہ پا کر کہنا شروع کیا۔ ''نعمان کو میرے باپ عدی سے عداوت تھی۔ اسے کیوں عداوت تھی اس کا مجھے علم نہیں مگر جس بیدردی سے میرے باپ کو قتل کیا گیا اسے میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ کاش میرا ہاتھ نعمان کے گریبان تک پہنچ سکتا؟''

''گھبراؤ نہیں زید'' خسرو پرویز نے کہا۔ ''تم ہمیں اس لئے بھی عزیز ہو کہ تم شاہی مترجم کے بیٹے ہو۔ عدی ہمیں بھی بہت عزیز تھا کہ وہ ایک اعلیٰ درجے کا مترجم بھی تھا اور ایک شاعر بھی تھا۔ اس کے قتل سے ہم ایک قابل مترجم اور ایک اچھے شاعر سے محروم ہو گئے''

زید نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا۔

''میرا انصاف عالیجاہ کے ہاتھوں میں ہے۔ نعمان نے علی الاعلان میرے باپ کو قتل کرایا مگر اس کی کوئی گرفت نہ کر سکا۔ وہ اب تک زندہ اور آزاد گھوم رہا ہے''

''اب وہ آزاد نہیں گھومے گا.....'' شہنشاہ نے ایک لمبا سانس لیا۔ ''ہم اپنے مترجم کے قتل کی سزا نعمان کو ضرور دیں گے'' پھر ایک لمحہ رک کر اس نے کہا۔

''حاکم طے کو ایک حکم نامہ جاری کیا جائے''

زید شہنشاہ کا منہ دیکھنے لگا۔ اس نے تو حاکم حیرا کو سزا دینے کا حکم سننے کی درخواست کی تھی اور حاکم طے کا حاکم حیرا سے کوئی لگاؤ اور واسطہ بھی نہ تھا۔

بارھواں باب

آخر زید نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''عالیجاہ نے شاید حاکم حیرا کو احکام جاری کرنے کے لئے فرمایا ہے؟''

''احکام حاکم حیرا نعمان کے بارے میں ہوں مگر حکم نامہ حاکم طے کو جاری کیا جائے''

شہنشاہ نے وضاحت کی مگر زید کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور وہ شہنشاہ کا منہ دیکھ کر رہ گیا۔

خسرو پرویز نے زید کو مزید الجھن میں نہ رکھا اور مزید وضاحت کی۔

''تم ہماری طرف سے حاکم طے کو حکم جاری کرو کہ والی حیرا نعمان نے شہنشاہ ایران کی توہین کی ہے اور ان کے حکم کو رد کیا ہے چنانچہ حاکم طے فوری طور پر ایک مضبوط لشکر کے ساتھ ریاست حیرا پر فوج کشی کرے اور اس کو تہس نہس کر ڈالے۔ یہ ہمارا حکم ہے اور اس پر فوراً عمل کیا جائے''

زید کا دل باغ باغ ہو گیا۔ حیرا پر حملہ جس میں حاکم حیرا قتل بھی ہو سکتا ہے۔ نعمان کا قتل ہی زید کی خوشی اور اطمینان کا باعث تھا۔

چنانچہ اس نے فوراً فرش پر لیٹے خسرو پرویز کو سجدہ کیا اور کہا۔

''عالیجاہ نے نعمان کے خلاف حکم دے کر میرے زخمی دل پر پھاہا رکھا ہے۔ میں عالیجاہ کے اس انصاف کو کبھی نہ بھول سکوں گا''

شہنشاہ کے حکم کے مطابق زید نے حاکم طے کو حکم نامہ لکھنا شروع کیا۔ شہنشاہ خسرو پرویز نے حاکم طے کو حکم دیا۔

''حاکم طے۔ ایاس کو حکم دیا جاتا ہے کہ فوری طور پر حاکم حیرا نعمان کے خلاف فوج کشی کرے اور اسے شکست دے کر اس کا سر ہمارے حضور پیش کرے''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

یہ مختصر حکم نامہ تھا جو حاکم حیرا نعمان کے خلاف تھا جس نے اپنی بیٹی حذیفہ کو شاہی محل میں پہنچانے سے انکار کیا تھا۔

اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ''طے'' میں قبیلہ طے کی حکومت تھی اور طے وہی علاقہ ہے جہاں کا حاتم طائی تمام عالم میں مشہور ہے۔ اس وقت طے کا حکم ایاس تھا۔ ایاس وہی سردار ہے جس نے خسرو پرویز کو اس کے فرار کے دوران شہنشاہ روم تک پہنچانے میں مدد دی تھی۔

خسرو پرویز اس وقت شہنشاہ ایران تھا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی عربی یا غیر عربی' چھوٹا یا بڑا حکمران اور رئیس اس کی خواہش کو قبول کرنا تو ایک طرف رہا' سننا بھی گوارا نہ کرے گا اور اس لئے وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ اس کے عیاش اور گندے ذہن نے نعمان کی بیٹی حذیفہ کا ایک خوبصورت پیکر تراش کر اپنے خیالوں میں بسا لیا تھا اور اب اس سے ملنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔

اس کام کے بعد اس نے زید کو بلا کر حکم دیا۔

''ہمارا حکم نامہ لے کر رئیس ایاس کے پاس تم جاؤ گے اور اگر تم محسوس کرو کہ رئیس ایاس اس حکم کی تعمیل میں اتنا کافی کرتا ہے یا نعمان کو کسی قسم کی رعایت دینا چاہتا ہے تو تم بغیر رئیس ایاس کو بتائے خاموشی سے واپس ہمارے پاس آ جانا پھر ہم خود اپنے خاص دستوں کو نعمان کے خلاف استعمال کریں گے اور حذیفہ کو ہر حال میں شاہی محل میں آنا ہوگا''

زید کی تو اب چاندی ہی چاندی تھی۔ اس نے شہنشاہ خسرو پرویز کی صرف ایک بار ڈانٹ کھائی تھی۔ اس کے بعد شہنشاہ خسرو پرویز اس پر انتہائی مہربان ہو گیا تھا یہاں تک کہ زید کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ نعمان کے خلاف لشکر کشی کی وہ نہ صرف دیکھ بھال کرے بلکہ وقت ضرورت رئیس ایاس کو مفید مشوروں سے بھی نوازے۔

زید نے حکم شاہی ہوتے ہی فوراً تیاری شروع کر دی اور صرف دو گھنٹے بعد وہ شہنشاہ کے حکم نامہ کے ساتھ ریاست طے کی طرف رواں دواں تھا۔ یہ کام دراصل ایلچی کا تھا کیونکہ حکم نامے ہمیشہ شاہی ایلچی ہی لے کر جاتا تھا مگر حاکم اعلیٰ تو خیر پرویز تھا وہ جس کو چاہے حکم دے سکتا تھا اور مستحق اور

غیر مستحق جس کو چاہے نواز سکتا تھا۔ یہ اس کی زید پر مہربانی کی انتہا تھی۔

شہنشاہ روم ہو یا شہنشاہ ایران ہر بڑے دربار میں شہنشاہ کے ماتحت تمام چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور حکومتوں کے جاسوس ہوا کرتے تھے۔ وہ پیشہ ور جاسوس نہیں ہوتے تھے مگر چھوٹی ریاستیں انہیں ایک رقم بھجواتی تھیں تاکہ وہ ان کے لئے جاسوسی کریں اور اگر شہنشاہ ان کے خلاف کوئی قدم اٹھانا چاہتا ہو تو اس کی اطلاع انہیں فوراً پہنچا دی جائے تاکہ وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیں۔

درباریوں کو جیسے ہی علم ہوا کہ شہنشاہ خسرو پرویز نے اب ریاست حیرا کے خلاف فوج کشی کا پروگرام بنایا ہے اور ریاست طے کے ایاس کو اس کام پر مامور کیا جا رہا ہے تو اسی وقت متعلقہ جاسوسوں نے اپنے اپنے کرم فرماؤں کو اس کی اطلاع بھیجنے کی فوری تیاری شروع کر دی۔

شاہی دربار میں نعمان کا جاسوس سب سے زیادہ پریشان تھا۔ یہ اطلاع پاتے ہی دربار سے اٹھ کر اپنے گھر آیا اور سفر کا سامان گھوڑے پر بار کر کے بغیر وقت ضائع کئے ریاست حیرا کی طرف روانہ ہو گیا۔ حیرا کا حکمران نعمان اگرچہ ایک بہادر عرب سردار تھا مگر اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ خسرو پرویز جیسا خود سر شہنشاہ اس کا عذر قبول نہ کرے گا اور اس کے خلاف ایرانی لشکر کو بھیجا جائے گا۔ اس لئے اس نے اپنے ہمدردوں سے صلاح مشورہ کیا۔

نعمان کے دوست اور احباب اسے کیا مشورہ دے سکتے تھے۔ شہنشاہ خسرو پرویز سے مقابلہ کرنے کا خیال ہی حماقت انگیز تھا اور نعمان شہنشاہ خسرو پرویز سے صلح کرنا چاہے تو اسے اپنی پیاری بیٹی حذیفہ سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

نعمان کے ایک ہمدرد نے مشورہ دیا۔

اگر شیبانی قبائل آپ کو پناہ دے سکیں تو شاید خسرو پرویز آپ کے ساتھ رعایت کر جائے اور آپ کی عزت اور ریاست بچ جائے''

نعمان نے یہ مشورہ فوراً قبول کر لیا کیونکہ اسے علم تھا کہ خسرو پرویز شیبانی قبائل کا بڑا لحاظ کرتا ہے اور قبائل کے سردار بانی اور خسرو پرویز میں گہرے دوستانہ تعلقات ہیں۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

پس نعمان نے اپنے ہمدردوں سے آخری گفتگو کی۔ اس نے کہا۔

"مجھے شیبانی قبائل میں پناہ لینے کا مشورہ قبول ہے۔ میں اپنے بال بچوں کے ساتھ وہاں جا رہا ہوں۔ رہا ریاست اور رعیت کا معاملہ تو یہ میں آپ لوگوں کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔ آپ میں سے جو سردار حیرا میں رہنا چاہیں وہ یہاں رہ سکتے ہیں ورنہ انہیں اپنے دفاع کا ہر طرح کا اختیار ہے۔ اگر آپ لوگ ریاست کو خسرو پرویز کے حوالے کرنے کا فیصلہ کریں تو بھی مجھے اس کا افسوس نہ ہوگا بشرطیکہ آپ اور رعیت شاہی لشکر کی لوٹ مار سے محفوظ رہے"

ان باتوں یا فیصلے کا وقت ہی نہ تھا۔ نعمان نے تمام دوستوں، ہمدردوں اور سرداروں کو اس وقت رخصت کر دیا اور خود گھر کے اندر چلا گیا۔ اس نے بیوی کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔ اس کی بیوی اور بچے بچیاں سب نے نعمان کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ انہیں معلوم تھا کہ خسرو پرویز انہیں زندہ نہ چھوڑے گا اور ان کا باپ نعمان، خسرو پرویز کا حکم نہ مانے گا اس آن پر قربان ہو جائے گا چنانچہ اس لئے تمام بچوں نے باپ کے ساتھ قربانی دینے کا فیصلہ کیا۔

نعمان کو کم از کم یہ خوشی تھی کہ اس کی بیوی بچے اس کے ساتھ ہیں۔ بظاہر تو ہر شخص کے بیوی بچے اس کے ساتھ ہوتے ہیں مگر اس کا پتہ تو وقت پڑنے ہی پر چلتا ہے۔ نعمان کے بیوی بچوں نے جلدی جلدی ضروری سامان باندھا۔ نعمان نے ایک بڑے صندوق میں خزانہ اور زر و جواہر بھر کے اسے ایک گھوڑے پر رکھوا دیا باقی سامان کو دوسرے گھوڑوں پر بار کیا گیا پھر حیرا کا دل شکستہ حکمران نعمان سوار ہوا گھر کے تمام ملازمین کو اس نے ایک ایک سال کی پیشگی تنخواہ دے کر رخصت کر دیا تھا

صرف چھ گھوڑوں اور ایک بند گاڑی کے ساتھ نعمان نے اپنے محل پر آخری نظر ڈالی پھر گھوم کر گھوڑے کی مضبوطی سے راسیں پکڑیں اور یہ مختصر قافلہ شیبانی قبائل کے مرکز کی طرف روانہ ہوا۔ یہ لوگ راستے میں صرف تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرتے اور کھانا پانی سے فارغ ہوتے تھے۔ اس طرح انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا۔ ان کا سفر رات میں بھی جاری رہا۔ دوسرے دن کچھ دن چڑھے یہ شیبانی قبائل کی ریاست کی بیرونی چوکی پر پہنچ گئے۔ نعمان کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس کا دوست اور شیبانی قبائل کا سردار اعلیٰ "بانی" اس کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھا۔

نعمان کے مختصر قافلہ کو دیکھ کر شیبانی سردار بانی گھوڑے سے اتر پڑا تھا۔ نعمان بھی اس کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے اتر گیا پھر دونوں دوست ایک دوسرے سے اس طرح لپٹ کر ملے جیسے برسوں بعد ملے ہوں اور یہ ٹھیک بھی تھا اس سے پہلے قبائلی سردار بانی اور نعمان میں تین سال پہلے اس وقت ملاقات ہوئی تھی جب بانی خود نعمان کے پاس حیرا آیا تھا۔ اس وقت بانی کو اپنے دشمن کے حملے کا خطرہ تھا اور وہ نعمان کے پاس فوجی مدد یا ملک حاصل کرنے گیا تھا۔ نعمان نے اس کی خاطر مدارت کی تھی اور اسے ایک مضبوط فوجی دستہ بطور کمک کے دیا تھا۔

اب یہ شیبانی قبائل کا علاقہ تھا۔ بانی ان قبائل کا سردار اعلیٰ تھا۔ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز حیرا کے رئیس نعمان کا کسی وجہ سے مخالف ہو گیا ہے اور وہ حیرا پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ نعمان کی اس وقت وہاں آمد اس کا ثبوت تھا۔ اس نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ نعمان کی اس فوجی امداد کا بدلہ ضرور اتارے گا جو اس نے بانی کو دی تھی۔

یہ لوگ سرحد سے بانی کے محل پر پہنچے۔ نعمان کی بیوی بچوں جن میں تین لڑکیاں اور ایک آٹھ سالہ بچہ تھا، محل میں بھیج دیئے گئے۔

بانی نے کہا "نعمان تم تھکے ہوئے ہو کچھ دیر آرام کر لو"

"اب قسمت میں آرام کہاں بانی" نعمان نے افسردگی سے جواب دیا "ہر گھڑی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ ایرانی لشکر اب آیا اور اب آیا"

"فکر کی ضرورت نہیں دوست" بانی نے اسے تسلی دی "جب تک میں زندہ ہوں ایرانی لشکر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"

"مگر بانی" نعمان کہتے کہتے رکا۔ "تم اکیلے ایرانی لشکر کا کیسے مقابلہ کر سکتے ہو۔ خسرو پرویز نے تو شہنشاہ روم کو بھی شکست دے دی ہے"

اس کا لشکر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کی فکر نہ کرو۔ جب تک میری جان میں جان ہے، خسرو کا ہاتھ تمہارے گریبان تک نہیں پہنچ سکتا"

"مجھے تمہاری دوستی پر فخر ہے بانی" نعمان نے ٹھنڈی سانس لی "مگر ایرانی لشکر سے ٹکرانا

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

دیوار سے سر پھوڑنے کے مترادف ہوگا- میں تمہیں اس آگ میں نہیں جھونکنا چاہتا"

"ٹھیک ہے مگر میرا ابھی تو کوئی فرض ہے-تم نے بھی تو برے وقت میں میرا ساتھ دیا تھا اگر اب میں تمہارا ساتھ دیتے ہوئے مارا جاؤں تو اس میں کیا برائی ہے میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنا قرض اتار دیا" بانی نے پورے حوصلے سے کہا نعمان اس کے خلوص سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے-"بانی! تم کس قدر صاف دل اور جانثار دوست ہو-تم نے تو مجھے اپنے پاس پناہ دے کر دوستی کے تمام حقوق ادا کر دیئے ہیں مگر میں تمہارے پاس زیادہ دن نہیں رہوں گا-"

"کیوں تم کیوں نہیں رہو گے میرے پاس" بانی نے کہا "میں جانتا ہوں کہ جب خسرو کو معلوم ہوگا کہ نعمان نے بانی کے پاس پناہ لی ہے تو اس کا سارا غصہ میری طرف منتقل ہو جائے گا پھر وہ مجھ پر لشکر کشی کرے گا اور پھر"

"بانی چپ ہو جاؤ" نعمان نے مضبوط لہجے میں کہا "میں تمہیں آگ سے کھیلنے کی اجازت نہ دوں گا"

"پھر تم کیا کرو گے یا کیا کرنا چاہتے ہو؟" بانی نے پیار سے پوچھا-

"میں کسی طرف منہ چھپا کر نکل جاؤں گا" نعمان نے کہا "میری بیوی بچے اور جو کچھ مال و دولت میرے پاس ہے وہ تمہارے حوالے ہے" یہ میری امانت ہے اگر زندہ بچا اور واپس آیا تو مجھے دے دینا ورنہ یہ سب کچھ تمہارا ہوگا"

نعمان کی افسردگی دیکھ کر بانی کے بھی آنسو نکل آئے-

اس نے ایک بار پھر نعمان کو سینے سے لگا لیا-

نعمان نے بانی کو بتایا-

"میں کہیں جانے سے پہلے ایک بار خسرو پرویز سے براہ راست گفتگو کرنا چاہتا ہوں"

"نہیں نعمان میں تمہیں خسرو پرویز کے پاس جانے کا مشورہ نہیں دے سکتا" بانی نے مضبوط لہجے میں کہا-

"میں تو مجبوراً اس سے ملنا چاہتا ہوں" نعمان نے جواب دیا- ایرانیوں سے میرا کبھی بگاڑ نہیں ہوا- میں ایک بار پہلے بھی خسرو پرویز سے مل چکا ہوں وہ مجھ سے بڑے اخلاق سے ملا تھا"

"یہ کس زمانہ کا ذکر ہے؟" بانی نے پوچھا-

"یہ اس وقت کا ذکر ہے جب خسرو باغی سردار بہرام چوبین کے ہاتھوں شکست کھا کر ادھر ادھر منہ چھپاتا پھر رہا تھا- انہی دنوں خسرو ایک رات میرے پاس آیا تھا اور ایک ہفتہ حیرا میں گزارنے کی اجازت چاہی تھی میں نے اس وقت خسرو پرویز کی درخواست قبول کی تھی بانی نے نعمان کو سمجھانا شروع کیا" حاکم وقت اور حاکم وقت کے باغی دونوں ہی خودغرض اور طوطا چشم ہوتے ہیں- ان کی باتوں پر کبھی اعتماد نہ کرنا چاہئے"

"ممکن ہے کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو" نعمان بولا "مگر قصہ یہ ہے کہ خسرو پرویز میرے خلاف نہیں ہے بلکہ اسے میرے خلاف کیا گیا ہے- خسرو کے دربار کا ایک مترجم عدی تھا- وہ حیرا کا باشندہ تھا- اس نے میری دشمنی کو میری ریاست کے بارے میں بعض خفیہ اطلاعات پہنچائیں آخر بات کھل گئی اور عدی پکڑا گیا- میں عدی کو معاف کر دیتا مگر اس نے صاف انکار کر دیا اور اس کا جھوٹ پکڑنے والے کو گالیاں دینے لگا چنانچہ دونوں نے تلواریں کھینچ لیں اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے- اس لڑائی میں عدی مارا گیا چونکہ یہ لڑائی میرے محل میں ہوئی تھی اس لئے عدی کے بیٹے زید نے اس قتل کا الزام مجھ پر لگا دیا- اس طرح زید میرے خون کا پیاسا ہو گیا خسرو پرویز نے زید کو عدی کی جگہ مترجم لگا دیا- اب تو زید کھلم کھلا میری مخالفت کرنے لگا اور خسرو پرویز کی یہ لشکر کشی زید کی شکایتوں اور میرے خلاف خسرو پرویز کو بدظن کرنے کی بنا پر کی جا رہی ہے"

"یہ صحیح اور بالکل درست ہو سکتا ہے" بانی نے جواب دیا "مگر مجھے نہ تو خسرو پرویز سے نیکی کی توقع ہے اور نہ میں اس پر اعتبار کرتا ہوں"

"امید تو مجھے بھی نہیں" نعمان نے گھبرائے لہجے میں کہا "مگر میں ایک کوشش ضرور کرنا چاہتا ہوں ممکن ہے خسرو پرویز کو اصل بات معلوم ہو تو وہ اپنا ارادہ بدل دے"

"مگر میں نے تو سنا ہے کہ خسرو پرویز نے تمہاری بیٹی کے لئے پیغام بھیجا تھا اور تمہارے انکار پر اس نے طے قبائل کے ایاس کو تمہارے پیچھے لگا دیا ہے" بانی نے بتایا-

Scanned By Saad
www.UrduFanz.com

''یہ ٹھیک ہے بانی'' نعمان نے جواب میں کہا مگر اس پیغام کا بانی اور مبانی بھی زید ہے- اس نے جب دیکھا کہ خسرو پرویز ریاست حیرا کے سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تو اس ذلیل اور کمینے نے مدائن کے دربار میں یہ افواہ پھیلا دی کہ حاکم حیرا نعمان کی ایک بیٹی حذیفہ حسن وخوبصورتی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی- اس کا خیال تھا کہ خسرو پرویز جو خوبصورت عورتوں کا شیدائی اور دلدادہ ہے وہ حاکم حیرا کی بیٹی کے حسن و جمال کا حال سن کر بے حال ہو جائے گا اور ضرور ہے کہ وہ حذیفہ کو رضا مندی یا زبردستی مدائن منگوائے گا''

''مگر کیا خسرو پرویز کو یہ نہیں معلوم تھا کہ عرب اپنی بیٹیاں ایرانیوں کو نہیں دیا کرتے'' بانی نے ایک اصولی بات کا اظہار کیا-

اس دور میں اگرچہ عربوں اور ایرانیوں میں دوستانہ تعلقات تھے مگر ہر دو قومیں یعنی عرب اور ایرانی اپنی بیٹی کی شادی دوسری قوم میں نہیں کرتے تھے اور اسے اپنی عزت و وقار کا سوال سمجھتے تھے-

''خسرو پرویز یہ سب کچھ جانتا تھا'' نعمان نے اسے جواب دیا ''مگر خسرو ذہنی طور پر ایک عیاش اور آوارہ مزاج طبیعت کا انسان ہے اور ایسے لوگ دوسروں کی عزت اور اصولوں کی پروا نہیں کرتے-

''پھر بھی تم اس کمینے کی خوشامد کرنے جا رہے ہو-'' بانی کو غصہ آ گیا- ''میں تمہیں روکتا نہیں نعمان مگر میرا دل نہیں مانتا کہ تم خسرو پرویز کے دربار میں جاؤ- وہ بہت کمینہ اور اوباش انسان ہے- وہ تمہاری کوئی بات نہیں سنے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرے''

''میں تمہاری دوستی کی قدر کرتا ہوں بانی'' نعمان نے بے دلی سے کہا ''مگر میرا دل نہیں مانتا میں چاہتا ہوں کہ خسرو پرویز کو یہ بتاؤں کہ اس کے مترجم زید کو مجھ سے دشمنی ہے کیونکہ وہ مجھے اپنے باپ کا قاتل سمجھتا ہے اور اس نے مجھ سے باپ کا انتقام لینے کے لئے میرے خلاف سازش کی ہے''

''نہیں نعمان نہیں'' بانی نے پھر مخالفت کی ''پراگندہ اور پست ذہنیت کے لوگ دلیلیں نہیں سنا کرتے وہ تو صرف اپنے حکم کی تعمیل چاہتے ہیں- خسرو پرویز نے جو حکم دے دیا ہے اسے وہ کسی صورت واپس نہ لے گا اور نہ اس میں کسی قسم کی ترمیم کرے گا''

نعمان پہلے ہی حالات سے پریشان اور افسردہ تھا وہ سمجھ رہا تھا کہ بانی کا کہنا درست ہے پھر بھی اسے ایک موہوم سی امید تھی کہ شاید خسرو پرویز اس کی عرضداشت پر غور کرے اور اس کی

ریاست حیرا جنگ و جدل سے محفوظ رہے-

''تمہارا کہنا درست ہے بانی'' نعمان نے اپنی شکست تسلیم کر لی- ''پھر بھی میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ تم مجھے صرف ایک بار خسرو پرویز سے مل لینے دو- شاید وہ مان ہی جائے''

بانی نے محسوس کیا کہ نعمان ہر صورت میں شہنشاہ سے ملنا چاہتا ہے اور اسے اب اس خیال سے باز نہیں رکھا جا سکتا اس لئے اس نے کہا-

''خیر تمہاری مرضی- میں صرف تمہارے لئے دعا ہی کر سکتا ہوں''

نعمان کا دل جیسے ٹھہر گیا وہ سمجھ گیا تھا کہ بانی خود اس کے مفاد میں اسے شہنشاہ سے ملنے سے روک رہا ہے ورنہ خود اسے بھی امید نہ تھی خود سر اور مغرور خسرو پرویز اپنا حکم واپس لے لے گا-

نعمان، خسرو پرویز کے پاس جانے کے لئے بالکل تیار تھا بلکہ وہ صرف بانی کو اطلاع دینے آیا تھا پس اس نے کھڑے ہوئے کہا-

''اچھا بانی- میرے بیوی بچے اور تمام مال و متاع تمہارے حوالے اگر میں زندہ بچ کر آ گیا تو تم سے لے لوں گا ورنہ یہ سب کچھ تمہارا ہے''

''نعمان'' بانی نے پیار بھرے لہجے میں کہا ''تمہارے بچے اور تمہاری دولت میرے پاس تمہاری امانت ہے تم جس وقت بھی آؤ گے اسے محفوظ پاؤ گے اور یہ سب تمہارے حوالے کر دی جائے گی-''

نعمان نے زنان خانے میں جا کر کچھ ہدایات اپنی بیوی کو دیں پھر اس کی بیوی اور بچیوں نے اسے فی امان اللہ کہا-

نعمان جلد سے جلد شہنشاہ خسرو پرویز سے ملنا چاہتا تھا- اسے علم تھا کہ یہ سب کچھ کیا دھرا زید کا ہے اور اب بھی وہ شہنشاہ سے لگائی بجھائی کر رہا ہو گا اس لئے وہ جلد سے جلد شہنشاہ سے مل کر اپنی صفائی پیش کرنا چاہتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اگر خسرو پرویز نے اس کی درخواست ذرا بھی توجہ سے سن لی تو وہ اسے ضرور معاف کر دے گا-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

تیرھواں باب

نعمان اُسے دوست بانی کے سب کچھ حوالے کرنے کے بعد گھوڑے پر سوار ہوا اور سیدھا مدائن کی طرف روانہ ہوا۔ خسرو پرویز کو نیا نیا تخت و تاج ملا تھا۔ اس نے کچھ فتوحات بھی حال کی تھیں اور اپنے تمام دشمنوں کو ٹھکانے لگا دیا تھا اس لئے اس کے غرور و تکبر میں پہلے سے بھی زیادہ اضافہ ہو گیا تھا اور یہ حقیقت بھی تھی کہ اس وقت اس سے بڑا کوئی بادشاہ نہ تھا۔ روم اپنے جھگڑوں میں الجھا ہوا تھا اور آس پاس کی تمام ریاستیں، حکومتیں اور بادشاہتیں ایران کی تابعدار اور باجگزار ہو چکی تھیں۔

نعمان کی پہلی بدقسمتی تو یہ ہوئی کہ جب وہ مدائن میں قصر شاہی پر پہنچا تو اس کی سب سے پہلے ملاقات دشمن زید سے ہوئی۔ زید کو دیکھ کر نعمان کا خون کھول اٹھا مگر اسے صبر ہی نہیں کرنا پڑا بلکہ اسے زید کی خوشامد بھی کرنا پڑی زید بھی نعمان کو یہاں دیکھ کر چونک پڑا تھا مگر وہ شرمندہ ہونے کی بجائے بڑی ڈھٹائی سے اس کے پاس آیا اور طنزیہ لہجہ میں بولا۔

''رئیس حیرا تشریف لے آئے''

نعمان نے نرمی سے جواب دیا ''زید تم بھی حیرا کے باشندے ہو تمہیں میرا ساتھ دینا چاہئے''

''خیر یہ تو میں بعد میں دیکھوں گا'' زید کا لہجہ اب بھی سخت تھا ''پہلے یہ بتاؤ کہ تم ''حذیفہ'' کو ساتھ لے کے آئے ہو''

''میں اسے تو ساتھ نہیں لایا'' نعمان نے کہا ''میں اسی سلسلے میں شہنشاہ سے ملنا چاہتا ہوں''

''بہت خوب'' زید جل کے بولا ''معلوم ہوتا ہے شہنشاہ آپ ہی کے انتظار میں بیٹھے ہیں'' پھر منہ پھیر کر کہا ''نعمان جان کی خیر چاہتے ہو تو یہاں سے فوراً دفع ہو جاؤ''

زید نعمان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولا

''تم تو جہنم میں جاؤ گے ہی مجھے کیوں اپنے ساتھ گھسیٹنا چاہتے ہو۔ اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو مدائن سے فوراً بھاگ جاؤ ورنہ اگر شہنشاہ کو کسی نے بتا دیا کہ تم یہاں موجود ہو تو وہ تمہیں شیر کے پنجرے میں پھینکنے کا حکم دے گا۔۔ تم نے شہنشاہ خسرو پرویز تاجدار ایران کا حکم نہ مان کر اس کی توہین کی ہے وہ تمہیں زندہ نہ چھوڑے گا''

نعمان اسے کسی نہ کسی طرح اپنی طرف کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے پھر خوشامد کی

''تم مجھے ایک بار شہنشاہ کے حضور پیش کر دو پھر مجھے چاہے شہنشاہ قتل ہی کیوں نہ کرا دے مجھے اس سے یا تم سے کوئی شکوہ نہ ہوگا''

زید کو غصہ تو بہت آیا مگر پھر اس کے دل نے سمجھایا کہ جب دشمن خود ہی جال میں آ گیا ہے تو پھر ہمیشہ کے لئے جھگڑا ہی کیوں نہ مٹا دیا جائے سوچتے ہوئے اس نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں بھی حیرا کا رہنے والا ہوں اور تمہاری رعایا میں سے ہوں۔ میں تم پر یہ احسان ضرور کروں گا۔ میں جا رہا ہوں شہنشاہ کے پاس تیار رہنا بلوا لوں گا تمہیں''

''بہت بہت شکریہ'' نعمان نے جواب میں کہا شاید اسے پوری امید تھی کہ وہ شہنشاہ کو منا لے گا اور اسے معافی مل جائے گی۔

زید شہنشاہ کے پاس چلا گیا اور نعمان خیالی پلاؤ پکانے لگا۔ اس نے دل ہی دل میں تمام مکالمے اور سوال و جواب تیار کر لئے۔ اسے اس لئے اور امید تھی کہ وہ ایک عرب ریاست کا حکمران ہے۔۔ اس کے علاوہ خسرو پرویز کی اور بھی کئی عرب ریاستیں حلیف اور فرمانبردار تھیں۔ اس نے ابھی یہیں تک سوچا تھا کہ اس کا بلاوا آ گیا۔

''تمہارا نام نعمان ہے نا'' درباری نقیب نے نعمان کے پاس آ کے اس طرح کہا جیسے نعمان رئیس حیرا نہیں بلکہ وہ کوئی بالکل عام آدمی ہے۔

''ہاں میرا ہی نام نعمان ہے'' نعمان نے بادل نخواستہ جواب دیا اور چلنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا

''میرے پیچھے چلے آؤ'' یہ کہہ کے نقیب واپس ہوا

www.urdufanz.com

نعمان اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا- اس وقت اس کے دماغ میں خیالات کا ہجوم تھا امید اور نا امیدی میں جنگ ہو رہی تھی- امید کہتی تھی کہ تو عرب ریاست کا رئیس ہے- شہنشاہ تجھے نا امید نہیں کرے گا کیونکہ اگر شہنشاہ نے تیرے خلاف قدم اٹھایا تو دوسری عرب ریاستیں ایران کے خلاف ہو جائیں گی- مگر نا امیدی کہہ رہی تھی کہ خودسر اور مطلق العنان حاکم آگے کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ ہر بات کا بالاسوچے سمجھے فیصلہ کرتے ہیں- پھر نعمان کا معاملہ تو شہنشاہ ایران کی حکم عدولی کا تھا-

''ریاست حیرا کا حاکم حاضر ہے''

شہنشاہ خسرو پرویز تختہ شاہی کے قریب دست بستہ کھڑے ایک وزیر سے کچھ گفتگو کر رہا تھا- نقیب کی آواز پر اس نے چونک کے دیکھا اور دربار میں داخل ہوئے نعمان نے اسے وہیں سے رکوع تک جاتے ہوئے اسے سلام پیش کیا- خسرو پرویز اسے دیکھنے کے بعد پھر اپنے وزیر سے گفتگو میں مشغول ہو گیا تھا- زید اس کے آگے تھا اور خسرو پرویز کے تخت کے قریب سر جھکائے کھڑا تھا-

خسرو پرویز نے ایک وزیر سے گفتگو کی- وہ ہٹا تو دوسرا وزیر آ گیا- اس طرح ایک کے بعد دوسرا وزیر آتا اور کوئی عہدیدار خسرو پرویز کے حضور پیش ہوتا اور احکامات سن کر واپس ہو جاتا-

نعمان کو وہاں کھڑے کھڑے تقریباً تین گھنٹے ہو گئے- اس وقت خسرو پرویز فارغ ہوا- زید فوراً بڑھ کر تخت شاہی کے اور قریب پہنچ گیا-

''عالیجاہ شہنشاہ ایران کا مجرم حاضر دربار ہے''

خسرو پرویز نے پہلے زید کو دیکھا پھر دوسری طرف نظر کی نعمان ادھر ہی دیکھ رہا تھا جب اس نے محسوس کیا کہ شہنشاہ کی نظریں اس تک آ کر رک گئی ہیں تو اس نے فوراً جھک کر مجرا پیش کیا-

''شہنشاہ ایران کا وفادار رئیس حیرا حاضر خدمت ہے''

نعمان کی نظریں جھکی ہوئی تھیں کیونکہ شہنشاہ سے آنکھ ملانے کی کسی کو اجازت نہ تھی-

اس وقت خسرو پرویز کی آواز گونجی

''تو تم ہو نعمان- ریاست حیرا کے ناظم؟''

نعمان عرب تھا اور حیرا کا رئیس تھا اسے خسرو پرویز نے بے عزت کرنے کے لئے ناظم کہا

تھا- نعمان ضبط نہ کر سکا اور اسی طرح سر جھکاتے ہوئے جواب دیا-

''عالیجاہ نے درست فرمایا- میں ہی رئیس حیرا نعمان اور حضور شہنشاہ کو ناچیز ایک عرضداشت پیش کرنا چاہتا ہے''

خسرو پرویز ایک دم گرم ہو گیا تند لہجے میں بولا

''عرضداشت بعد میں پیش کرنا پہلے تم اپنی اس گستاخی کی معافی مانگ کہ تم نے ہمارا حکم سنا اور اس کی بجا آوری میں تاخیر کی''

''عالیجاہ'' نعمان نے ذرا سنبھل کے کہا ''میں صفائی پیش کرنے خدمت عالی میں حاضر ہوا ہوں''

''اس کا مطلب ہے کہ تم نے ہمارا حکم تسلیم کر لیا اور اس بجا آوری میں جو تاخیر ہوئی اس کی تم معافی چاہتے ہو!''

''عالیجاہ'' نعمان کی غیرت عود کر آئی ''اس خادم نے نہ شاہی حکم سے سرتابی کی نہ انکار کیا تھا میں نے تو اپنی مجبوری کا اظہار کیا تھا مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی مجبوری سر دربار عرض کر سکوں؟

''شہنشاہ ایران اس تخت پر احکامات صادر کرنے بیٹھا ہے وہ عوام کی مجبوریاں سننے نہیں بیٹھا'' خسرو پرویز قدرے غصے میں بولا ''رعیت کا فرض ہے کہ وہ بادشاہ یا شہنشاہ کا حکم اور صرف حکم مانے اس میں چوں چرا اور آنا کانی نہ کرے''

عرب رئیس کو بھی غصہ آ گیا اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا

''میں نے شہنشاہ کا حکم نہ تو رد کیا اور نہ حکم عدولی کی ہے میں نے تو عرب رسم و رواج کی ایک مجبوری بیان کی ہے اگر بادشاہ حکم دے سکتا ہے تو رعیت کی مجبوری بھی سننا چاہئے''

''ہم بھی تو سنیں کہ تمہیں عرب رسم و رواج کی کیا مجبوری ہے'' خسرو پرویز چڑ گیا- ''شاہی حکم صرف حکم ہوتا ہے اور رعیت پر لازم ہے کہ وہ اس حکم کو تسلیم کرے اور بجا لائے''

رئیس حیرا جان پر تو کھیل ہی گیا تھا اس نے سر اٹھا کے جواب دیا

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''بادشاہوں اور شہنشاہوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ ایک طرف تو رعیت کو حکم دیتے ہیں اور دوسری طرف رعیت کی مجبوریاں سن کر انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں''

''تمہیں کیا مجبوری ہے۔ ہماری نظر میں عرب اور ایرانی سب برابر ہیں'' خسرو پرویز نے نعمان کو قائل کرنے کے لئے کہا

''شہنشاہ مجھے معاف کریں میں نے ایرانیوں کو کمتر اور عربوں کو برتر نہیں کہا'' نعمان نے جواب دیا ''میں نے تو عربوں کا یہ رواج اور دستور بیان کیا ہے کہ وہ اپنی بیٹیاں ایرانیوں میں نہیں بیاہا کرتے اور ایسے رواج اور دستور کی ہر عرب پابندی کرنے پر مجبور ہے''

''تم مجبور ہو مگر تمہارا شہنشاہ مجبور نہیں'' خسرو پرویز چیخ کے بولا ''محلات شاہی میں تین ہزار کنیزوں میں سے سو پچاس ایسی کنیزیں ضرور ہوں گی جن کا تعلق عرب گھرانوں سے ہے۔ انہوں نے تو کبھی شکوہ نہیں کیا وہ شاہی محلات میں عیش کرتی ہیں''

''شہنشاہ نے درست فرمایا'' نعمان نے جواب دیا ''مگر میں اس رسم اور رواج کو توڑ کے عربوں میں اپنا سر نیچا نہیں کرنا چاہتا اور یہی چاہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت مجھے اس نوازش اور عنایت سے معاف فرمائیں''

''تم ایک ادنیٰ ریاست کے رئیس اپنا سر نیچا نہیں کر سکتے اور چاہتے ہو کہ خسرو پرویز بادشاہوں کا بادشاہ اپنا حکم واپس لے لے یا تم اس کا حکم رد کر دو''

''اگر شہنشاہ اپنا حکم واپس لے لیں تو وہ تمام عربوں کے دل جیت لیں گے'' نعمان نے کہا ''میں شہنشاہ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ عربوں کی رسم اور اصول کو توڑنے کی کوشش نہ کریں''

خسرو پرویز نے پورے جلال سے حکم دیا

''ہم اس سے زیادہ تمہاری بکواس نہیں سن سکتے ہم تمہاری صرف یہ التجا قبول کرتے ہیں کہ تمہیں اڑتالیس گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے کہ تم شاہی حکم تسلیم کرتے ہو یا اپنی جان اور مال سے ہاتھ دھوتے ہو''

''عالیجاہ.....'' نعمان نے کچھ کہنا چاہا۔

مگر خسرو پرویز چیخ پڑا

''لے جاؤ اس بدبخت کو ہمارے سامنے سے۔ تیسرے دن اسے پھر پیش کرنا تاکہ ہم اس کا سر قلم کرنے کا حکم دے کر اس کی اس گستاخی کی سزا دیں جو اس نے آج ہمارے حضور کی ہے''

پہرے پر موجود ایک درباری محافظ نے آگے بڑھ کے نعمان کو پکڑ لیا اور اسے گھسیٹتا ہوا دربار سے باہر لے گیا۔

زید کا دل ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ اس کی بے چینی میں اضافہ ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ ظالم پر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس کا ظلم ایک خوفناک بھوت بن کے اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ زید کو بس اس کی زندگی میں پہلی بار یہ احساس ہوا تھا کہ اس نے نعمان کے ساتھ وطن دوستی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اس ذلیل کر کے موت کے منہ تک پہنچا دیا تھا۔ اس احساس ندامت اور احساس ظلم کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ تمام رات سو نہ سکا اور صبح ہوتے ہی اس جگہ پہنچ گیا جہاں نعمان کو قید میں رکھا گیا تھا۔

زید اس کے سامنے پہنچتے ہی اس کے قدموں میں گر پڑا اور موٹے موٹے آنسوؤں کے ساتھ رونے لگا۔ نعمان اس کی یہ حالت دیکھ کر حیران رہ گیا۔

''تمہیں کیا ہوا زید؟'' نعمان نے اسے قدموں سے سہارا دے کر اٹھایا

''میں تم سے شرمندہ ہوں اے رئیس حیرا'' زید روتے ہوئے بولا ''انتقام کے جوش نے میری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ میرے باپ نے ریاست حیرا کے خلاف سازش کی ہے اور اس سازش کے کھل جانے پر تم نے اسے قتل کرا دیا۔ تم حق پر تھے اور میرا باپ غلط راستے پر تھا مگر باپ کی محبت نے مجھے تمہارے خلاف کر دیا اور تم سے انتقام لینے پر تل گیا''

''اب چھوڑو ان باتوں کو'' نعمان افسردگی سے بولا ''میں مارا جاؤں گا اس کا مجھے غم نہیں مگر میرے بعد میرے بال بچوں کا پتہ نہیں خسرو کیا حشر کرے۔ مجھے تو صرف یہ غم کھائے جا رہا ہے''

''نعمان بھائی۔ میں تمہارا قصوروار ہوں'' زید اب بھی رو رہا تھا۔ ''میں اندھا ہو گیا تھا میں جانتا ہوں کہ خسرو پرویز بہت ظالم ہے مگر میں پھر بھی کوشش کروں گا کہ وہ تمہیں قتل کرانے سے باز رہے''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''یہ تمہارا خیال خام ہے زید'' نعمان سے غم کی وجہ سے بولا نہ جا رہا تھا ''میرا جو انجام ہوتا ہے وہ میرے سامنے ہے اب اگر خدا نے تمہیں عقل دے دی ہے اور تم میرے ساتھ بھلائی کرنا چاہتے ہو تو کسی طرح میرے بال بچوں اور میرے خزانے کو خسرو پرویز کے ہاتھوں سے بچاؤ- میری صرف یہی خواہش ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے اس بات کا وعدہ کرو کہ میرے بعد میرے بیوی بچوں کو بچاؤ گے اور انہیں کسی محفوظ جگہ اپنی حفاظت میں پہنچا دو گے تمہارے دل میں میرے لئے جگہ پیدا ہوگئی ہے تو میں یہ بات بھی تمہیں بتا دوں کہ اس وقت میرے بیوی بچے شیبانی قبائل کے رئیس بانی کے پاس ہیں''

''میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں بلکہ قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے بال بچوں اور خزانے تک خسرو پرویز کے ہاتھ نہیں پہنچنے دوں گا'' زید نے سینے پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی- کاش میں تمہیں بھی بچا سکوں''

یہ کہتے ہوئے زید کھڑا ہو گیا اور چلتے چلتے بولا

''نعمان بھائی- اپنے لئے دعا کرنا اور میرے لئے بھی'' یہ کہتا ہوا زید وہاں سے چل پڑا مگر اس کے قدم لرز رہے تھے- وہ احساس ندامت کے بوجھ تلے دبا جا رہا تھا- ظالم جب اپنے ظلم سے توبہ کرتا ہے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے کہاں تو زید اس کے اس قدر خلاف تھا کہ اس نے خسرو پرویز پر یہ زور دیا تھا کہ نعمان کو حکم عدولی کی پاداش میں فوراً قتل کرا دیا جائے اور اب وہ اس فکر میں لگ گیا کہ نعمان کو کسی صورت بچا لے-

زید کو خسرو پرویز کی تند مزاجی کا علم تھا مگر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک بار تو شہنشاہ خسرو پرویز سے نعمان کی جاں بخشی کی درخواست ہی نہیں بلکہ التجا کرے گا خواہ شہنشاہ اس سے ناراض ہی کیوں نہ ہو جائے- چنانچہ وہ نعمان سے مل کے سیدھا دربار پہنچا مگر اس دن خسرو کی طبیعت شاید کچھ ناساز تھی اس لئے اس نے دربار وقت سے پہلے برخاست کر دیا اور دل بہلانے کے لئے محل کے اندر چلا گیا-

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ خسرو پرویز انتہائی عیش طبع حکمران تھا- اس کے محل میں تین ہزار

کنیزیں تھیں جن میں سے ہر کنیز خود کو خسرو پرویز کی زوجہ اور ملکہ ایران سمجھتی تھی مگر خسرو پرویز کی توجہ صرف دو بیگمات کی طرف تھی- ان میں سے ایک ارمن کی شہزادی پری جمال شیریں تھی- خسرو پرویز نے ارمن کی شہزادی شیریں سے محبت کی شادی کی تھی جبکہ اس کی دوسری ملکہ قیصر روم مارس کی بیٹی شہزادی مریم تھی-

اس روز خسرو پرویز کی طبیعت مکدر ہوئی اور دل گھبرایا تو وہ دربار برخاست کر کے ملکہ شیریں کے محل میں چلا گیا تھا- زید ملکہ شیریں کے صدر دروازے پر جا کر بیٹھ گیا تھا کہ جب خسرو پرویز برآمد ہوگا تو وہ رئیس حیرا نعمان کے لئے سفارش کرے گا- مگر خسرو پرویز کی طبیعت کچھ ایسی بگڑی کہ وہ تمام دن شیریں کے پاس رہا اور شام کو اعلان ہو گیا کہ شہنشاہ آج ملکہ شیریں کے محل میں رات بسر کرے گا- زید کو مجبور ہو کے شیریں کے محل سے واپس آنا پڑا-

خسرو پرویز کا طریقہ تھا کہ وہ دوپہر سے ذرا پہلے شاہی محل سے برآمد ہو کے دربار لگاتا اور دوپہر کے فوراً بعد دربار برخاست کر دیا کرتا تھا- زید دوسرے دن صبح ہی صبح شیریں کے محل پہنچ گیا تاکہ جب شہنشاہ دربار لگانے نکلے تو وہ موقعہ پا کر نعمان کی سفارش کرے مگر اس دن شہنشاہ خسرو خلاف امید شیریں کے محل سے گھنٹہ دو گھنٹے دیر میں نکلا- شیریں کے محل کے مہمان خانے میں بہت سے اور امرا اور وزرا بھی خسرو پرویز کے استقبال کے لئے پہنچ گئے تھے- یہ امیروں اور وزیروں کا دستور تھا کہ وہ شاہی محل سے شاہی دربار تک خسرو پرویز کے گرد پروانوں کی طرح منڈلاتے رہتے تھے-

زید رات بھر کا جاگا ہوا تھا- اسے پوری طرح نیند نہ آئی تھی اور اس وقت بھی وہ مہمان خانہ میں بیٹھا اونگھ رہا تھا- آخر اس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور ایک مسلح کنیز نے مہمان خانے میں پہنچ کے حضور شہنشاہ خسرو پرویز کے برآمد ہونے کی اطلاع دی- تمام امرا قطار باندھ کر سر و قد کھڑے ہو گئے- خسرو پرویز مسلح کنیزوں کے جھرمٹ میں محل سے برآمد ہو کر مہمان خانے میں پہنچا- مگر اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خسرو پرویز رات بھر جاگتا رہا ہے-

زید نے خسرو پرویز کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ تھکا ہوا ہے اور اس کی طبیعت بے مزہ ہے- خسرو پرویز کی یہ حالت اس دن ہوتی تھی جب رات کو اس کی ایک یا دوسری ملکہ اس سے کسی بات کا

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

شکوہ شکایت کرتی تھی خسرو پرویز دن بھر کی تھکن اتارنے کے بجائے اس ملکہ کی شکوہ شکایت کا فیصلہ کرتا تھا یوں اس کی نصف رات ملکاؤں کے جھگڑے نپٹانے میں گزر جاتی تھی اور اس کی بقیہ رات بے دلی سے گزرتی تھی۔

ادھر کچھ دنوں سے خسرو پرویز کی یہ حالت اکثر ہو جایا کرتی تھی۔ خاص کر خسرو اس صبح کو زیادہ پریشان اور مضمحل دکھائی دیتا تھا جس شب وہ ملکہ شیریں کے محل میں رہتا تھا۔ شیریں کو پچھلے چند دنوں سے خسرو پرویز سے یہ شکایت ہوگئی تھی کہ وہ اس کا کہنا نہیں مانتا اور اس کی بات اور مطالبے کی پروا نہیں کر رہا ہے۔

ملکہ شیریں اور خسرو پرویز میں یہ جھگڑا تھا کہ ملکہ شیریں کچھ دن کے لئے اپنے ملک ارمن جانے کی ضد کر رہی تھی اس کے ملک کے بعض اکابرین جو اس کی عدم موجودگی میں ملک ارمن کی دیکھ بھال کرتے تھے ارمن سے مدائن آئے تھے۔ ان کا بیان تھا کہ ملک ارمن میں ایک خوفناک وبا پھیل گئی ہے جس سے درجنوں باسی موت کے منہ میں چلے گئے ہیں۔ ان کا ملکہ شیریں سے یہ مطالبہ تھا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے اپنے ملک اور اپنے آدمیوں کے درمیان آ کر رہے کیونکہ لوگوں نے ملک ارمن سے دوسرے مقامات پر منتقل ہونا شروع کر دیا تھا۔ ان کا یہ بھی مطالبہ تھا ملکہ اپنے ساتھ مدائن کے بہترین معالجوں کا دستہ لے چلے تا کہ وہ ارمن پہنچ کے اس وبا سے لوگوں کو نجات دلا سکیں۔

مگر تا بکے آخر خسرو پرویز کو ملکہ شیریں کی درخواست اور ضد کے سامنے ہتھیار ڈالنا پڑے اور ملکہ شیریں ایک دن مدائن سے منہ موڑ کے اور خسرو پرویز کو چھوڑ کے اپنے ملک کے امیروں کے ساتھ ملک ارمن روانہ ہوگئی۔ ملکہ شیریں نے اپنے چلنے سے پہلے ایک تیز رفتار سوار ملک ارمن بھیج دیا تھا کہ وہ جا کر اعلان کر دے ملک ارمن کی اصل وارث اور تخت و تاج کی مالک اپنے ملک واپس آ رہی ہے تا کہ وہ رعیت کے دکھ سکھ میں شریک ہو۔

چودھواں باب

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ارمن کی رعیت نے ملکہ شریں کا اتنا زبردست استقبال کیا جس کی مثال وہاں کی تاریخ میں نہ ملتی تھی۔ ارمن کی سرحد سے لے کر ملکہ شیریں کی مرحوم پھوپھی مہین بانو کی شاہانہ حویلی تک وہاں کے عوام نے واقعی پھولوں کا فرش بچھا دیا تھا۔

ملک ارمن میں وبا پھیلی ہوئی تھی مگر شیریں کے وہاں پہنچنے پر موت کا جیسے دور دورہ ختم ہوگیا۔ وبا کا زور ٹوٹ گیا ملکہ کے ساتھ آئے ہوئے دیدوں اور حکیموں نے لوگوں کا علاج شروع کر دیا اور وبا سے محفوظ رہنے کی لوگوں کو ہدایات دی گئیں۔ اس طرح ملکہ شیریں کا ارمن میں آنا وہاں کے لوگوں کے لئے مبارک ثابت ہوا۔

ملکہ شیریں اپنے دیس اور لوگوں میں آ کر جیسے مدائن کے شاہی محل کو بھول گئی۔ ارمن کے عوام تھے کہ شیریں پر نچھاور ہوئے جاتے تھے۔ مہین بانو کی حویلی میں شاہی محل جیسی چہل پہل تو نہ تھی مگر شیریں نے وہاں پہنچتے ہی اپنی تمام پرانی سہیلیوں اور کنیزوں کو دور اور نزدیک سے بلوا لیا تھا اس طرح حویلی پر بہار آ گئی تھی۔

ملکہ شیریں نے اگرچہ اپنی دلبستگی کے لئے تمام انتظام کئے تھے۔ اس کے گرد ہر وقت نئی اور پرانی سہیلیوں کا میلہ لگا رہتا تھا۔ سیریں ہوتیں وہ قہقہے بلند کئے جاتے مگر ملکہ شیریں پھر بھی کچھ بجھی بجھی اور خاموش سی رہنے لگی تھی۔ وہ شاہی محل کو بھولنے کی اپنے طور پر بہت کوشش کرتی مگر وہاں کی رونقیں، دل لگیاں اور چہلیں اور سب سے بڑھ کر اسے خسرو پرویز یاد آتا تھا۔

ملکہ شیریں کو ملک ارمن میں سوائے خسرو پرویز کے ہر چیز میسر تھی مگر وہ پھر اداس اداس رہتی تھی۔ شیریں کی اداسی سے ان کی سہیلیاں پریشان تھیں وہ شیریں کو خوش رکھنے کی پوری کوشش

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

کرتیں مگر ملکہ شیریں کی اداسی دور نہ ہوتی۔

ایک دن اس کی ایک رازدار سہیلی نے کہا۔

''ملکہ شیریں کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کو خسرو پرویز اور شاہی محل کی یاد ہر وقت ستاتی رہی ہے؟''

شیریں کی سہیلی نے اس کے دل کی بات کہہ دی تھی مگر شیریں نے اسے ٹال دیا۔

''نہیں ایسی کوئی تو کوئی بات نہیں۔ مجھے یہاں ہر چیز میسر ہے''

''ہر چیز میسر ہے مگر دارالسلطنت مدائن کا عظیم الشان محل تو یہاں نہیں'' شوخ وشنگ سہیلی نے شاید اس پر طنز کیا۔

سہیلی کی بات سن کر شیریں اس کا منہ تکنے لگی۔ سہیلی گھبرا گئی کہ شاید اس کی بات سے ملکہ ناراض ہوگئی ہے اس لئے اس نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ملکہ شیریں میں نے شاید شاہی محل کا ذکر کر کے آپ کا دل دکھایا ہے مجھے معاف کر دیجئے''

ملکہ شیریں نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور بولی۔

''تم نے میرا دل تو نہیں دکھایا بلکہ میں تمہاری احسان مند ہوں''

سہیلی اس کا منہ دیکھنے لگی۔

''میں سمجھی نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں میں نے کیا احسان کیا ہے آپ پر؟''

ملکہ شیریں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہاری بات سے مجھے اپنی ایک پرانی بات یاد آ گئی اس لئے میں تمہاری احسان مند ہوں''

''پھر بھی میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں'' سہیلی نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ ''امید ہے کہ ملکہ مجھے معاف فرمائیں گی''

''پگلی کہیں کی'' ملکہ شیریں ہنس پڑی ''میں واقعی تیری احسان مند ہوں تو پریشان نہ ہو میں تجھے بتاتی ہوں۔ جب میں شاہی محل میں تھی تو اکثر سوچا کرتی تھی کہ اگر میرا کبھی ارمن جانا ہوا اور مجھے وہاں کچھ دن ٹھہرنا پڑا تو میں اپنے وطن میں ایک ایسا محل بنواؤں گی جو شاہی محل سے کسی طرح کم

نہ ہوگا بلکہ لوگ اسے دیکھ کر عش عش کر اٹھیں گے۔

سہیلی کی گھبراہٹ دور ہوگئی اور وہ خوش ہو کے بولی۔

''یہ تو ارمن والوں کی خوش قسمتی ہے کہ ملکہ مدائن میں رہ کر بھی ارمن کو نہیں بھولتیں اور وہ ارمن میں بھی ایک شاہی محل بنانے کے خواب دیکھتی تھیں''

''خواب نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے'' ملکہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

سہیلی اس کا منہ دیکھ کر رہ گئی۔ ملکہ شیریں نے خود ہی اپنی بات کی وضاحت کی۔

''کل تک یہ میرا خواب تھا مگر آج میں اس خواب کو حقیقت میں تبدیل کرنے کا اعلان کرتی ہوں اور اس بات کا عہد کرتی ہوں کہ جب تک میرے خوابوں کا محل' ایک حقیقت بن کر میرے سامنے نہیں آتا۔''

پھر اسی دن ملکہ شیریں نے مدائن کی طرف ایک تیز رفتار سوار دوڑایا کہ وہ مدائن جا کر شاہی مشیر شاپور کو تلاش کرے اور اسے پیغام دے کر ملکہ شیریں نے اسے یاد کیا ہے۔

اور ملکہ شیریں کے حکم کے تحت اسی شام ایک سوار ملکہ کا پیغام لے کر مدائن کی طرف بھاگا چلا جا رہا تھا۔

زیدروز دربار میں اس خیال سے پیش ہوتا کہ شہنشاہ دربار میں آئے تو وہ نعمان کی سفارش کرے مگر خسرو پرویز صاحب فراش بھی رہا اور تیسرے دن ملکہ مریم سے سیدھا اس میدان میں چلا گیا جہاں ہاتھی پیش کئے جانے تھے۔ ہاتھیوں کی نمائش دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ ملک ملک کے ہاتھی جن کے سروں پر لال پیلے کپڑے منڈھے تھے جن پر سچے موتی ٹکے ہوئے تھے۔ ان کے پیروں میں سونے کے بڑے بڑے گھنگھروؤں کی لڑیاں لپٹی گئی تھیں۔ جب ہاتھی اپنی سونڈ سلامی کے لئے اٹھاتے اور رقص کے انداز میں اپنے بھاری پیروں کو زمین پر دھم دھم پٹختے تو سونے کے گھنگھروؤں سے ایسا بے ہنگم شور اٹھتا کہ پورے میدان کی زمین لرز اٹھتی تھی۔

اس شور وغل کے درمیان شہنشاہ ایران خسرو پرویز ایک ہاتھی پر بیٹھ کے ان ہاتھیوں کے ملاحظہ کو آیا جو اسے پیش کئے گئے تھے۔ اس نے پیش کئے جانے والے ہاتھیوں کو ایک ایک کر کے

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

دیکھا اور اظہار خوشنودی کے طور پر اپنا سر ہلایا- یہ اظہار خوشنودی بھی تھا اور اس بات کی بھی علامت تھی کہ شہنشاہ نے ان ہاتھیوں کو پسند کیا ہے اور انہیں شرف قبولیت بخشا ہے-

اسی وقت ایک آدمی حاکم حیرا نعمان کو لئے ہوئے ہاتھیوں کے قریب آتا دکھائی دیا اور زید کا دل دھک سے ہو گیا- وہ میدان میں صبح ہی سے آ کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ جس وقت بھی خسرو پرویز میدان میں آیا اور اسے موقع ملا تو وہ شہنشاہ کے پاس پہنچ کے نعمان کی رہائی کی سفارش کرے گا-

مگر اب تو معاملہ ہی بالکل الٹا ہو گیا تھا- میدان میں خسرو پرویز موجود تھا مگر وہ ہاتھی پر سوار تھا- نعمان بھی لایا گیا تھا مگر اس طرح کہ اس کے گلے میں رسی کا پھندا پڑا ہوا تھا اور رسی کا سرا ایک آدمی پکڑے اس کے آگے آگے چل رہا تھا جیسے نعمان کوئی جانور ہو اور مالک اسے ہنکاتا ہوا چل رہا ہو- یہ منظر بڑا دردناک تھا- زید نے تو اس کا تصور بھی نہ کیا تھا- اسے اپنے شہنشاہ خسرو پرویز سے بڑی محبت تھی کیونکہ وہ اور اس سے پہلے اس کا باپ عدی شہنشاہ کا پروردہ تھا مگر اس وقت اور اس منظر کو دیکھ کر زید کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے- اس کا پورا بدن غصے سے کانپنے لگا اور اس نے غصہ کے عالم میں زمین پر تھوک دیا جیسے وہ خسرو پرویز پر تھوک رہا ہو-

ٹھیک اس وقت شہنشاہ خسرو پرویز کا ہاتھی چند قدم آگے بڑھ کر آ گیا پھر زید نے دیکھا کہ شہنشاہ خسرو پرویز نے تھوڑی دور کھڑے ایک ہاتھی کے فیل بان کو ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا- اس کے ساتھ ہی فیل بان اپنا ہاتھی لے کر سامنے آتے ہوئے نعمان کی طرف چلا- نعمان گھبرا کر چند قدم پیچھے ہٹا مگر اس کی رسی پکڑنے والے نے اسے دھکا دے کر پھر آگے کر دیا-

اس وقت تک ہاتھی نعمان کے سر پر پہنچ گیا تھا- رسی پکڑنے والا رسی چھوڑ کر ایک طرف کو بھاگ گیا تھا- گھبرائے ہوئے نعمان نے خود کو آزاد پایا تو وہ بھی ایک طرف کو دوڑا ابھی وہ دو قدم ہی گیا تھا کہ اس پر چڑھ دوڑنے والے ہاتھی نے اسے اپنی سونڈ میں لپیٹ لیا پھر اونچا کر کے زمین پر پٹخ دیا- نعمان کی ہڈیاں پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں پھر بھی اس نے زمین سے اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے ہی لمحے ہاتھی کا بھاری پاؤں نعمان کے اوپر آ گیا اور اس نے نعمان کو پیس ڈالا- اس طرح

شہنشاہ خسرو پرویز کے حکم سے نعمان کو ہاتھی کے پیر تلے کچلوا کر ختم کر دیا گیا- یہ تھی ایک جابر، سنگدل اور مطلق العنان شہنشاہ کی حکم عدولی کی سزا اور یہ سزا تاریخ ایران کے سینے پر نقش ہو گئی جو آج تک نہ مٹی ہے اور نہ قیامت تک مٹ سکے گی-

زید یہ منظر دیکھ کر ایسا بدحواس ہوا کہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا اور آبادی چھوڑ کے جنگل کی طرف نکل گیا- اس نے نعمان سے باپ کے خون کا بدلہ لینا چاہا تھا- وہ اس کوشش میں تو کامیاب ہو گیا مگر اس کوشش میں خود سے کیا دنیا سے بھی بیگانہ ہو گیا اور عقل و ہوش کھو کے سودائی ہو گیا- جیسے کو تیسا- یہ قدرت کا انتظام تھا-

خسرو پرویز نے نعمان کو حکم عدولی کی سولی پر چڑھا دیا تھا مگر اس کا غصہ ابھی ٹھنڈا نہ ہوا تھا- اسے بتایا گیا تھا کہ رئیس حیرا نعمان نے اپنا خزانہ اور بال بچے قبائلی سردار بانی کے پاس رکھ چھوڑے ہیں چنانچہ نعمان کے خاتمہ کے بعد اس کا تمام غصہ شیبانی قبائل کے رئیس بانی کی طرف منتقل ہو گیا- تمام شیبائی قبائل نسلاً عرب تھے- بظاہر ان کی کوئی خاص طاقت نہ تھی مگر ان میں آپس میں بہت ایکا تھا اور جس قوم یا نسل میں ایکا اور اتحاد ہو وہ ایک بڑی طاقت سمجھی جاتی ہے-

خسرو پرویز نے شیبائی قبائل کے رئیس بانی کے لئے ایک شاہی فرمان جاری کیا- یہ حکم یا فرمان ایک قاصد کے ذریعہ ''بانی'' کے پاس بھیجا گیا-

شاہی قاصد کو بانی کے سامنے پیش کیا گیا تو بانی نے اس سے کہا-

''تیرے شہنشاہ نے میرے عزیز دوست کی جان تو لے لی ہے اب اور وہ کیا چاہتا ہے''

قاصد نے شاہی فرمان جو ایک مخملی تھیلے میں رکھا ہوا تھا، بانی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا-

''شاہی فرمان حاضر ہے رئیس شیبائی قبائل اسے ملاحظہ فرما سکتے ہیں''

''ہم کسی کا فرمان نہیں مانتے'' بانی غصے سے بولا ''تم خود کھول کے اسے پڑھو''

قاصد نے فرمان کے تھیلے کو چوما پھر آنکھوں سے لگایا اس کے بعد فرمان تھیلے سے نکال کر پڑھنا شروع کیا اس میں تحریر تھا-

''شہنشاہ ایران کی طرف سے شیبائی قبائل کے سردار کے نام، حیرا کا رئیس ہماری نافرمانی کی

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

پاداش میں ہاتھی کے پیر تلے کچلوا کر ختم کر دیا- اس طرح وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا- اب تم اپنے انجام کو سوچو- تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ نافرمان نعمان کا تمام خزانہ اور اس کی بیوی بچے ساتھ لے کر ہماری سلامی کو حاضر ہو- اگر تم نے سرتابی کی کوشش کی تو تمہارا انجام رئیس حیرا سے بھی زیادہ بھیانک ہوگا-

دستخط اور مہر

خسرو پرویز شہنشاہ ایران

شیبانی قبائل کا سردار بانی خسرو پرویز کا خط یا حکم نامہ سننے کے دوران لال پیلا ہو رہا تھا اور بار بار غصہ سے پہلو بدلتا تھا- خط ختم ہوا تو بانی غصے سے تھراتا ہوا کھڑا ہو گیا اور بولا-

ہم عرب ہیں اور عرب اپنی پناہ میں آنے والوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں-

بانی نے اتنا کہنے کے بعد اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے سرداروں پر نظر دوڑائی- پھر ایک ایک کر کے تمام عرب سردار بھی کھڑے ہو گئے اور ان میں سے ایک نے کہا-

ہم سردار بانی کی تائید کرتے ہیں- خسرو پرویز کو یہی جواب بھجوا دیا جائے-

نہیں- بانی انتہائی طیش سے بولا- ہم خسرو کو جواب بھجوانے کے بجائے اس کے قاصد کے کان ناک کاٹ کر اسے جواب کے طور پر خسرو کے پاس بھیجیں گے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اس نے ہمیں حکم دے کر ہماری توہین کی ہے- ہم عرب اپنے رسم و رواج اور قول و قرار کے پابند ہیں اور نعمان کے قتل ہونے کے بعد اس کے بال بچوں اور مال و دولت کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے-

خسرو پرویز کا قاصد گھبرا کے بانی کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا اور گھگیا کے بولا-

مجھے معاف کر دیجئے اے شیبا کے سردار- مجھے معلوم ہے کہ عرب اپنے رسم و رواج کیلئے کتنے پابند ہوتے ہیں- مجھے معاف کر دیجئے سردار- میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں- وہ سب آپ کو دعائیں دیں گے-

سردار بانی نے کہا-

ہم تجھے معاف تو کر دیں مگر ہمارے منہ سے جو بات نکل گئی ہے اسے ہم کیسے واپس لے سکتے ہیں-

مگر سردار..... اور خسرو پرویز کا قاصد واقعی رونے لگا- اس وقت اس کی مدد ایک دوسرے قبائلی سردار نے کی-

اس نے کہا-

سردار..... آپ اپنی بات واپس نہ لیجے- ہم یوں کر سکتے ہیں کہ قاصد کے کان ناک کاٹنے کے بجائے اس کی ایک انگلی کاٹ دیں- اس سے آپ کی بات بھی پوری ہو جائے گی اور جب قاصد خسرو کو اپنی کٹی ہوئی انگلی دکھائے گا تو اسے معلوم ہو گا کہ شیبائی سردار نے اس کا حکم نہیں مانا اور اس کے قاصد کو ذلیل کر کے واپس بھیج دیا ہے-

ہاں- یہ ٹھیک ہے- ایک اور سردار نے تائید کی- رہا خسرو پرویز کا حکم نامہ تو اس کا جواب ہم اسے میدان جنگ میں دیں گے-

غریب شاہی قاصد کی جان بچ گئی-

شاہی قاصد کٹی ہوئی انگلی کے ساتھ خسرو پرویز کے دربار میں پیش ہوا- اس نے اپنی کٹی ہوئی انگلی والے ہاتھ پر ایک سفید رومال ڈال رکھا تھا- خسرو پرویز کی نظر قاصد پر پڑی جو ایک ہاتھ پر رومال لپیٹے کھڑا تھا' تو اس نے سوال کیا-

تمہیں شیبائی قبائل کے سردار کے پاس بھیجا گیا؟

جی عالیجاہ- قاصد نے مری ہوئی آواز میں جواب دیا-

تمہاری آواز مردہ کیوں ہو رہی ہے- خسرو پرویز نے ڈپٹ کر پوچھا- کیا جواب دیا اس شیبائی فقیر نے؟

جواب میں قاصد نے اپنا رومال میں لپٹا ہوا ہاتھ بلند کر دیا-

یہ کیا بدتمیزی ہے- خسرو چڑ گیا- کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو کس کے دربار میں کھڑا ہے-

قاصد نے ہاتھ پر سے رومال کھینچ لیا اور کٹی ہوئی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا-

یہ بدتمیزی نہیں عالیجاہ بلکہ شیبائی سردار بانی کا جواب ہے- اس نے تو آپ کے حکم کے جواب میں مجھے قتل کرنے کا حکم دیا تھا مگر بھلا ہو اس کے ایک سردار کا جس نے میری جان بچائی اور

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

شیبائی اور شیبائی سردار بانی کو صرف ایک انگلی کاٹنے پر رضامند کرلیا- شیبائی سردار بانی نے حضور کے حکم کا یہ جواب دیا کہ خزانہ اور نعمان کے بیوی بچے ان کے پاس نعمان کی امانت ہیں اور وہ اس وقت تک شہنشاہ ایران کو نہیں دیئے جاسکتے جب تک شیبائی قبائل کے تنوں پر سر سلامت ہیں-

خسرو پرویز کی آنکھیں لال کبوتر ہوگئیں- وہ چیخ کے بولا-

شیبائی قبائل کو نیست و نابود کر دیا جائے- ان کے خلاف کم از کم چالیس ہزار کا لشکر آج ہی روانہ کیا جائے-

خسرو پرویز کے حکم کی دیر تھی- اسی شام چالیس ہزار کا لشکر مدائن سے شیبائی قبائل کے مرکز کی طرف روانہ ہوگیا-

رئیس شیبائی قبائل بانی کو یقین تھا کہ خسرو پرویز جیسا ظالم شہنشاہ اس کا سخت جواب سنتے ہی اس پر فوج کشی کرے گا- چنانچہ اس کے ایرانی قاصد کے پیچھے اپنے سوار لگا دیئے جو شیبانیوں کے مرکز سے مدائن تک ہر منزل پر لگ گئے-

پس جب ایرانی لشکر جنبش میں آیا تو اس کی خبر شیبائی سواروں کے ذریعہ ان سردار اعلیٰ بانی تک پہنچ گئی- شیبانی قبائل بچے سے بوڑھے تک سب کے سب ہر وقت مسلح رہتے تھے- اطلاع پاتے ہی شیبائی لشکر بھی اپنے مرکز سے آگے بڑھ آیا تھا- تمام راستوں میں پھیل گیا جو ان کے مرکز کو جاتا ہے-

دوسری طرف ایرانی لشکر تین میل کی چوڑائی میں پھیل کر شیبائی مرکز کی طرف بڑھ رہا تھا- چنانچہ ایرانی لشکر اور شیبانی قبائل کے سواروں میں جابجا جھڑپیں شروع ہوگئیں- اس طرح چھوٹی چھوٹی چپقلشوں کے بعد آخر دونوں لشکر ذوقار کے میدان میں پہنچ گئے اور وہاں باقاعدہ صف آرائی ہوئی-

ایک تو ایرانی لشکر تعداد میں بھی زیادہ تھا پھر اسے اپنی کامیابی کی اس لئے بھی امید تھی کہ وہ مسلسل فتوحات حاصل کر رہا تھا مگر ذوقار کے میدان میں جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو معلوم ہوا کہ شیبائی قبائل کا پورا کا پورا لشکر عربوں پر مشتمل تھا کیونکہ شیبائی قبائل تمام کے تمام

عربی النسل تھے مگر دوسری ان کے سامنے جو ایرانی لشکر تھا اس میں ایرانیوں کے علاوہ عربوں کے بھی دستے شامل تھے-

ایرانی لشکر میں شامل عربوں نے جب دیکھا کہ ان کے مقابلے پر ایرانیوں کے علاوہ عربی بھی ہیں تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے عربوں کی تلواروں سے عربوں کے گلے کٹیں گے- کیونکہ دونوں طرف عرب تھے- یہ سوچتے ہوئے ایرانی لشکر میں شامل عرب دستوں نے ایرانیوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ سب شیبانی قبائل کے عربوں کے ساتھ ہوگئے- ایرانی لشکر نے ان کا کوئی خیال نہ کیا کیونکہ ان کے لشکر میں عرب آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھے-

آخر میدان کارزار گرم ہوا- ایرانیوں کو اپنی فتح کا یقین تھا کیوں وہ مسلسل فتح حاصل کرتے چلے آرہے تھے مگر شیبانی قبائل اپنی آن اور دستور کی خاطر جنگ کر رہے تھے اس لئے ان کا جوش و خروش دیدنی تھا- جنگ شروع ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ شیبانی قبائل نے بھوکے شیر کی طرح بڑھ بڑھ کر اور جھپٹ جھپٹ کر ایرانی لشکر پر حملے شروع کر دیئے- ان کے حملے اس قدر شدید تھے کہ ایرانی لشکری گھبرا گئے اور ان میں ابتری اور بددلی پیدا ہونی شروع ہوگئی-

ذوقار کی یہ جنگ انتہائی خوفناک اور ہولناک تھی- دوپہر تک تو ایرانی اس وجہ سے لڑتے رہے کہ آخر تو ان کی ہی ہوگی کیونکہ وہ تعداد میں مخالف شیبانی قبائل کے لشکر کی تعداد سے بہت زیادہ ہیں مگر شیبانی قبائل نے تو اپنی جان کی بازی لگا دی تھی- وہ جانتے تھے کہ یہ ان کی آخری جنگ ہے کیونکہ شکست کی صورت میں خسرو پرویز کا لشکر کسی ایک شیبانی کو بھی نہیں چھوڑے گا اس لئے وہ تخت یا تختہ کے مقولے کو سامنے رکھ کر جنگ کر رہے تھے اس لئے ان شدید اور بڑھ چڑھ کر حملے کرنے نے ایرانیوں کا منہ پھیر دیا اور انہوں نے پسپا ہونا شروع کر دیا- شیبانیوں نے انہیں پسپا ہوتے دیکھا تو اپنے حملوں میں اور زیادہ شدت پیدا کر دی-

نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانی لشکر نے' اس لشکر نے جس نے کسی میدان میں اب تک شکست نہ کھائی تھی وہ میدان چھوڑ بھاگا- اب صورت یہ تھی کہ ایرانی منہ پھیر کر بھاگ رہے تھے اور شیبانی انہیں گھیر گھیر کر جہنم رسید کر رہے تھے- پس ایرانیوں کا چالیس ہزار کا لشکر شیبانیوں نے کاٹ کر رکھ دیا-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

طبری نے لکھا ہے۔ ایرانیوں کے ایک ایک سپاہی کو شیبانیوں نے تہہ تیغ کر دیا۔

اور یہ پہلا موقع تھا کہ عربوں نے ایرانیوں سے انتقام لیا اور یہی وہ پہلا موقع تھا جب شہنشاہ خسرو پرویز کی ''تن کی دنیا'' میں اندھیرا پھیلا اور اس کے من کی دنیا میں محبت کے چراغ جلے اور اس کے پیار کے باغ میں یادوں کے پھول کھلے۔ خسرو پرویز کو دل بہلانے کے لئے حسین چہروں کی کمی نہ تھی۔ اس کی ہزاروں کنیزیں ہیں دس بیس تو ایسی ضرور تھیں جو ملکہ مریم اور ملکہ شیریں کے حسن و جمال سے کھاتی تھیں۔

پس جب خسرو پرویز کو ذوقار کی جنگ میں ایرانیوں کی شکست بلکہ پورے لشکر کی تباہی اور بربادی کی خبر ملی تو اسے چکر آ گیا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس کے غرور اور تکبر نے اسے یہ دن دکھایا تھا۔ کئی روز تک خسرو پرویز محل کے تاریک کمرے میں منہ چھپائے پڑا رہا۔ اس نے تمام ملاقاتیں اور تقریبات منسوخ کر دیں۔

پھر حکم ہوا کہ ''شاہ پور'' کو حاضر کیا جائے مگر شاہ پور وہاں کہاں تھا۔ وہ تو ارض سے ملکہ شیریں کا پیغام پا کر ادھر روانہ ہو چکا تھا۔ خسرو پرویز کو بتایا گیا کہ شاہ پور مدائن میں نہیں ہے اور ملکہ شیریں نے کسی ضروری کام کے لئے اسے اپنے ملک ارمن بلوا لیا ہے۔

☆☆☆

پندرھواں باب

شاہ پور ذہنی طور پر ایک اچھا مصور تھا مگر خسرو پرویز نے اسے سر پر چڑھا لیا تھا اور وہ رات دن اس کی حضوری میں حاضر رہتا تھا اور پورے ملک ایران میں مشہور ہو گیا تھا کہ شاہ پور کو شہنشاہ ایران نے اپنا مشیر خاص مقرر کر دیا ہے مگر وہ مشیر خاص اس وقت شہنشاہ ایران کو دل شکست چھوڑ کے ملکہ شیریں کے دربار میں حاضری دے رہا تھا۔

شیریں نے ارمن میں آ کر اپنے عوام کو سکھ پہنچانے اور ان کی دلداری کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا تھا۔ عوام نے بھی شیریں کو سر پر بٹھا لیا تھا۔ انہوں نے شیریں کو صرف سر پر ہی نہ بٹھایا تھا بلکہ اسے ملک ارمن کی واقعی ملکہ اور تاجدار بننے پر مجبور کیا تھا۔ چنانچہ شیریں کے ملک ارمن آنے کے کچھ ہی دنوں بعد عوام کے بے حد اصرار پر اس نے ارمن کی بادشاہی کا تاج اپنے سر پر سجا لیا تھا اور عوام کی فلاح و بہبود میں لگ گئی تھی۔

ملکہ شیریں مدائن کے شاہی محلات چھوڑ کے آئی تھی مگر شاہی محلات کے ہنگامے اسے بہت یاد آتے تھے۔ شیریں اپنی مرحوم پھوپھی مہین بانو کے پرانے محل میں ٹھہری ہوئی تھی مگر اسے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ارمن میں بھی ایک عالیشان محل بنوایا جائے اور اسے بھی مدائن کے محلوں کی طرح آراستہ پیراستہ کیا جائے۔ چنانچہ وہ اس وقت شاہ پور سے اپنی دلی خواہش بیان کر رہی تھی۔ شاہ پور صرف شہنشاہ ایران کا ہی مشیر کار نہ تھا بلکہ ''ملکہ شیریں'' نے بھی اسے اپنے مشیر کار کا درجہ عطا کیا تھا اور اس سبب وہ ملکہ شیریں کے بلاوے کا پیغام پاتے ہی مدائن سے ارمن بھاگا چلا آیا تھا۔

ملکہ شیریں جو اب ارمن کی بادشاہ بن گئی تھی اس نے شاہ پور کو عزت سے بٹھایا پھر اس سے اپنا حال دل بیان کیا۔ اس نے کہا۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''اے شاہ پور تم نے ملک ارمن کا حال زار دیکھا- زہریلی ہواؤں اور وبا نے ارمن کی زندگی اجیرن کر دی- ہر طرف موت نے ڈیرے لگا رکھے ہیں- سینکڑوں آدمی اس وبا کی نذر ہو گئے ہیں اگر چہ اب کچھ امن ہوا ہے مگر پھر بھی ایک دو اموات روز ہوتی رہتی ہیں-''

شاہ پور مدائن سے ملک ارمن تک تمام حال دیکھتا اور سنتا آیا تھا- اس نے شیریں کی بات کی تائید کی اور کہا-

''اے تاجدار ارمن ملکہ شیریں- میں نے اپنی آنکھوں سے اس وبا کی تباہ کاریوں کو دیکھا ہے اور میرا دل اس پر رو رو دیا ہے مگر قدرت کے حکم اور کارخانے میں کسی کا کیا دخل- پھر بھی شکر ہے اب حالات بہت کچھ سنبھل گئے اور وبا کا زور ٹوٹ گیا ہے-''

ملکہ شیریں بولی-

''میرے دل کا سکھ چین تو اس وبا نے لوٹ لیا ہے- نہ کھانے پینے میں کوئی لذت اور نہ جینے میں کوئی مزہ رہ گیا ہے- میرا دل ہر وقت پریشان اور بیزار رہتا ہے- میں نے تمہیں اسی لئے بلایا ہے کہ تم اس پریشانی اور دل کی بیزاری کا کوئی علاج بتاؤ-''

''تاجدار ارمن ملکہ شیریں کی پریشانی بجا اور درست ہے- شاہ پور نے جواب دیا- مگر جس طرح ہر مرض کا علاج ہوتا ہے اس طرح آپ کی پریشانی اور دل کی بیزاری کا بھی کوئی نہ کوئی علاج ضرور ہوگا؟''

''اس لئے تو تمہیں بلایا کہ تم دل کی گھٹن اور پریشانی کا علاج تجویز کرو-'' ملکہ شیریں نے بات اور ذمہ داری پھر شاہ پور پر ڈال دی-

''علاج تو بہت سے ہیں- شاہ پور بولا- مگر ملکہ شیریں خود آپ نے بھی تو اس کا کوئی علاج کوئی تدبیر سوچی ہوگی؟''

''ہاں ہاں شاپور-'' ملکہ شیریں نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی- میرے ذہن اور دماغ میں اس کا ایک علاج ہے-

وہ کیا ملکہ شیریں؟ شاہ پور نے جلدی سے پوچھا-

میرے دل کی یہ خواہش ہے اور یہی میری مرضی ہے- ملکہ شیریں اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی- شاہ پور نے اس کے آگے بولنے کا انتظار کیا جب ملکہ شیریں خاموش رہی تو اس نے بے چین ہو کے کہا-

''ملکہ شیریں- میں اسی وقت کوئی رائے دے سکوں گا جب آپ اپنی مرضی اور خواہش سے مجھے آگاہ فرمائیں گی؟''

اچھا تو غور سے سنو شاہ پور- ملکہ شیریں نے جواب دیا- یہی میرے دل کی مرضی اور میری خواہش ہے کہ شہر سے باہر میرے لئے ایک محل تعمیر کیا جائے اور اس کا نام- ملکہ ابھی کہتے کہتے رکی تو شاہ پور نے اس کی بات پوری کرتے ہوئے کہا-''

''اور اس محل کا نام ملکہ شیریں کے نام پر قصر شیریں رکھا جائے-''

واہ واہ کیا کہنے ہیں تمہارے-'' ملکہ ہنس کے بولی'' تم نے میرے دل کی بات کہہ دی- یہی نام میں نے اس محل کا تجویز کیا تھا-''

تو پھر انتظار کس بات کا ہے شاہ پور نے جلدی سے کہا- ملکہ شیریں نے کہا-

نام تو قصر شیریں تجویز ہو گیا- مگر میں چاہتی ہوں کہ صرف قصر شیریں ہی تعمیر نہ ہو بلکہ کوئی ایسا معمار اور کاریگر ہو جو کوہ بے ستوں (کوہ بیستوں) سے ایک نہر کھود کے لائے اور یہ نہر قصر شیریں کو بوسہ دیتی ہوئی گزرے-''

بہت خوب- یہ قصر شیریں سے زیادہ نازک خیال ہے ملکہ شیریں کا- شاہ پور بے ساختہ کہہ اٹھا- شہر کے باہر محل یعنی قصر شیریں ہو اور کوہ بیستوں سے ایک نہر نکال کر لائی جائے جو قصر شیریں کے پشتے سے ٹکراتی ہوئی گزرے- کتنا دل فریب ہوگا وہ نظارہ-

''یہ ایک خواب ہے ابھی شاہ پور- ملکہ شیریں نے ایک ٹھنڈی سانس لی- اور اس خواب کو حقیقت کا جامہ صرف تم پہنا سکتے ہو؟''

میں..... شاہ پور گھبرا گیا- مگر میں تو صرف ایک مصور ہوں اور تصویر کشی کر سکتا ہوں-

میں جانتی ہوں- شاہ پور- ملکہ شیریں بولی- مگر تم صرف ایک مصور نہیں بلکہ ایک اعلیٰ درجہ

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

کے مشیر کار بھی ہو۔تم چاہو تو کسی ایسے کاری گر کو تلاش کر سکتے ہو جو نجاری اور معماری میں اپنا جواب نہ رکھتا ہو۔کیا تم ہماری یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے؟

شاہ پور خوش بھی ہوا اور گھبرایا بھی۔خوش اس وجہ سے ہوا کہ ملکہ شیریں نے جواب تاجدار حکومت ارمن گرجستان بن چکی تھی' اسے اس قدر اہمیت دی تھی اور گھبرایا یوں تھا کہ فی الحال اس کی نظر میں کوئی ایسا معمار اور نجار نہ تھا جو نوک تیشہ سے کوہ بے ستوں کا سینہ چاک کر کے جوئے شیریں برآمد کر سکے۔

شاہ پور اپنی سوچوں میں ڈوب کے رہ گیا تھا۔اس طرح اسے کافی دیر ہو گئی تاجدار ارمن گرجستان کی ملکہ شیریں کی خواہش کے مطابق اس اہم کام کو سرانجام دے سکے۔ملکہ شیریں کے دوبارہ ٹوکنے پر آخر اسے بولنا پڑا۔اس نے اپنا پہلو بچانے کے لئے کہا۔

اگر ملکہ شیریں مجھے دو چار دن کا وقت دے سکیں تو شاید میں کوئی ایسا معمار اور نجار پیش کر سکوں جو ملکہ عالیہ کے معیار پر پورا اتر سکے۔

ملکہ' شاہ پور کے اس جواب پر افسردہ اور پژمردہ ہو گئی۔اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

شاہ پور ہم نے تم سے بہت امید لگائی تھی مگر تم نے ہمیں مایوس کر دیا۔

ملکہ شیریں۔شاہ پور بولا۔میں..... میں.....

شاہ پور ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر چیخ پڑا۔

ملکہ عالی۔مل گیا وہ معمار اور نجار جو قصر شیریں کے لئے نہر کھود کے لائے گا۔

ملکہ شیریں کا دل کھل اٹھا۔اس نے بے چینی سے پوچھا۔کون ہے وہ۔کہاں ہے وہ۔تم اسے جلد ہمارے حضور پیش کرو؟

ملکہ شیریں فکر مند نہ ہوں۔شاہ پور نے اطمینان سے کہا۔میں اسے حضور ملکہ میں ضرور پیش کروں گا۔اس کا نام فرہاد ہے۔قدرت نے اسے معماری اور نقاشی کا اتنا اعلیٰ ذوق اور فن عطا کیا ہے کہ اس کے آگے مانی و بیزاد پانی بھرتے ہیں۔اس کا ہر نقش' نقش دائمی اور اس کی معماری اور سنگ تراشی اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

بس' بس مجھے اطمینان ہو گیا شاہ پور۔ملکہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔اب تم دیر نہ کرو اور فوراً جاؤ اور اسے ساتھ لے کر ہمارے پاس آؤ۔مگر

ملکہ شیریں مگر کہہ کر رک گئی۔

شاہ پور سمجھ گیا کہ فرہاد کی تعریف نے ملکہ شیریں کو مخمصے میں ڈال دیا ہے یا پھر اسے اس کی بات کا یقین نہیں آ رہا ہے۔پس اس نے ملکہ شیریں کا مگر ختم کرنے کے لئے کہا۔

ملکہ شیریں بالکل شک و شبہ نہ کریں۔میں نے فرہاد معمارہ سنگتراش کی جو تعریف کی ہے فرہاد اس سے بھی زیادہ عظیم فنکار اور کاری گر ہے۔آپ اس معاملے میں اگر مگر نہ کیجئے اور مجھے حکم دیجئے کہ میں جلد از جلد اسے آپ کے سامنے پیش کروں۔

ملکہ شیریں نے اپنی صفائی پیش کی۔میرے کہنے کا یہ مقصد تھا کہ جب تمہارا بتایا ہوا سنگتراش ایسی خوابیوں کا مالک ہے تو پھر وہ تمہاری اور میری مرضی کے مطابق کام کیسے کرے گا۔اس کے تو دماغ ہی نہیں ملیں گے۔

''اس سے بس ملکہ بالکل بے فکر رہیں'' شاہ پور نے وضاحت کی۔میں اور فرہاد دونوں استاد بھائی ہیں۔میں نے اور فرہاد دونوں نے ایک چینی استاد کی شاگردی کی ہے اس چینی استاد نے جب ہم دونوں کی اہلیت اور قابلیت دیکھی تو اس نے بھی ہم پر محنت کرنا شروع کر دی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہم دونوں مستقبل میں نہ صرف اعلیٰ مقام حاصل کریں گے بلکہ اپنے چینی استاد کا نام بھی روشن کریں گے۔چنانچہ اس نے ہم دونوں کو اپنے اپنے رجحان اور دلچسپی کے مطابق اپنے اپنے فن میں استاد ہی نہیں بلکہ استاد کامل بنا دیا۔مگر ہم دونوں کی دلچسپی اور رجحان میں فرق تھا۔چنانچہ اس چینی استاد نے میرے ہاتھ قلم پکڑا کر اور مجھ پر رات دن محنت کر کے مجھے ایک اعلیٰ درجے کا مصور بنا دیا اور فرہاد کا رجحانی طبع دیکھتے ہوئے استاد نے اس کے ہاتھ میں تیشہ پکڑایا اور اسے دنیا کا بہترین سنگتراش بنا دیا۔چنانچہ فرہاد اتنا مشہور ہوا کہ اس کی شہرت چین' روم' شام اور ہندوستان تک پھیل گئی

''بس بس شاہ پور۔ملکہ شیریں نے اسے روکتے ہوئے کہا۔اب میں اس کی اور تعریف نہیں سن سکتی بلکہ اسے مجسم اپنے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں۔تم فوراً اس کی طرف روانہ ہو جاؤ اور بلا تاخیر

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

اسے ساتھ لے کر میرے پاس آؤ۔"

آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی ملکہ شیریں۔ شاہ پور نے اطمینان سے کہا۔ میں آج ہی فرہاد کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور اسے ہر قیمت ضرر راضی کر کے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

پھر شاہ پور اسی دن فرہاد کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

شاپور گھوڑے پر سوار بھاگم بھاگ فرہاد کے پاس پہنچا۔ فرہاد کے دو ٹھکانے ایک جنگل بیابان جہاں آدمی کا گزر نہ ہو دوسرا ٹھکانہ پہاڑی سلسلے تھے۔ چنانچہ پہلے شاپور نے پہاڑوں کا رخ کیا۔ خوش قسمتی سے شاہ پور کو فرہاد ایک پہاڑی سلسلے کے درمیان پتھروں پر گلکاری کرتا ہوا مل گیا۔

دونوں دوستوں میں ایک عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی تھی اس لئے دونوں دوست اور استاد بھائی گرم جوشی سے ملے اور دیر تک ایک دوسرے سے چمٹے رہے پھر شاپور نے الگ ہوتے ہوئے کہا

"مجھے امید نہ تھی کہ تم اتنی جلدی مجھے مل جاؤ گے"

فرہاد نے ہنس کے جواب دیا۔

"شاپور میں کوئی نایاب چیز نہیں جسے تلاش کرنے میں پریشانی ہو۔ میرے ٹھکانے تم جانتے ہو۔ ان دو ٹھکانوں کے علاوہ اور کسی جگہ میں آتا جاتا نہیں"

"فرہاد۔ تمہیں اپنی قیمت اور اہمیت کا احساس نہیں....." شاپور نے بڑے خلوص سے کہا۔ "تم نایاب چیز نہیں بلکہ ایک نایاب فنکار اور کاریگر ہو۔ تم لکڑی پر ایسے نقش بناتے ہو جو بولتے ہوئے معلم ہوتے ہیں اور جب تیشہ نکال کر پتھروں کے دلا ور جگر چیرتے ہو تو بنگلے، چوبارے اور محلات نہ صرف جگمگا اٹھتے ہیں بلکہ ہر شخص کو دعوت نظارہ دیتے ہیں۔ پس لکڑی پر نقش ہو یا پتھروں پر گلکاری، ان دونوں فنون میں دنیا میں تمہاری کوئی ثانی نہیں"

"ارے شاپور۔ تم میری اتنی تعریف نہ کرو کہ میں مغرور ہو جاؤں" فرہاد نے جواب دیا۔ "میرے ٹھکانے تو جنگل اور پہاڑ ہیں تو تم بھی شاہی درباروں کی رونق ہو اور اپنی مصوری کے لئے شاہوں اور شاہانیوں سے داد وصول کرتے ہو....."

"خیر چھوڑو ان باتوں کو....." شاپور بولا۔ "میں اس وقت تمہارے پاس ایک کام بلکہ غرض

سے آیا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم میری مدد کرو گے"

"ارے میرے بھائی اور میرے دوست شاپور" فرہاد نے سچے دل سے کہا۔ "تم اپنا کام تو بتاؤ۔ میں جان پر کھیل کر تمہارا ساتھ دوں گا۔ مدد کروں گا۔ تم مجھ سے دل بھی مانگو گے تو میں وہ بھی نکال کے پیش کر دوں گا"

پھر دونوں پتھروں پر بیٹھ گئے۔

شاپور نے اپنا مقصد بیان کیا۔

"تم نے ارمن اور گرجستان کی ریاست کا نام تو سنا ہوگا.....؟"

"ہاں مجھے معلوم ہے" فرہاد نے اقبال کیا۔ "یہ ریاست کوہ قاف کے سب سے زیادہ خوبصورت علاقے میں واقع ہے"

"بالکل ٹھیک کہا" شاپور بولا۔ "جس طرح ارمن گرجستان کا علاقہ پورے کوہ قاف میں اپنا جواب نہیں رکھتا اسی طرح وہاں کی تاجدار ملکہ شیریں بھی حسن و شباب میں لاجواب اور بے مثل ہے"

"شاپور تم کہتے ہو تو ایسا ہی ہوگا" فرہاد نے کہا۔ "ہاں اگر کبھی موقعہ ملا تو ارمن گرجستان کی تاجدار کو ضرور دیکھوں گا۔ تم نے اس کی اس طرح تعریف کی ہے کہ میرے دل میں اسے دیکھنے کی تمنا جاگ اٹھی ہے"

"تو پھر تیار ہو۔ میرے ساتھ چلو۔ تمہاری یہ تمنا پوری ہو جائے گی" شاپور نے اتنے وثوق سے کہا کہ فرہاد اس کا منہ دیکھنے لگا۔

"کیا کہہ رہے ہو شاپور....." فرہاد نے خشک لہجے میں کہا۔ "میری کوئی تمنا آج تک پوری نہیں ہوئی۔ کہاں تاجدار ارمن و گرجستان اور میں کہاں ایک غریب سنگ تراش۔ وہ مجھے کیوں منہ لگائے گی"

"تم منہ لگانے کو کہتے ہو اور میں کہتا ہوں کہ وہ تمہیں اپنے سر پر بٹھائے گی۔ تم اپنی قدر نہیں جانتے فرہاد"

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

شاپور نے ٹھہر ٹھہر کر اس قدر پر اعتماد لہجے میں کہا کہ فرہاد حیران رہ گیا- پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا-

''پتہ نہیں تم کس تاجدار اور ملکہ کا ذکر کر رہے ہو- میں نے درجنوں شہزادوں' شہزادیوں اور بادشاہوں کے چوباروں اور محلات کو بے نظیر اور لاجواب بنایا ہے مگر انہوں نے تعریف نہیں کی میری صناعی اور کاریگری کی پوری قیمت بھی نہیں کی''

''اچھا تو تم تیار ہو میرے ساتھ چلو' شاپور نے بات مختصر کرتے ہوئے کہا-''تم ملکہ شیریں سے ملو گے تو میری بات کے قائل ہو جاؤ گے''

شاپور نے ملکہ شیریں کی کچھ اس انداز سے تعریف کی کہ فرہاد کے دل میں ملکہ شیریں کے لئے تجسس پیدا ہو گیا اس نے کہا-

''مجھے کچھ بہت ضروری کام کرنا ہیں مگر تم نے ملکہ کا احوال اس طرح بیان کیا ہے کہ اب مجھے اس سے ملنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے''

فرہاد نے جلدی جلدی اپنے اوزار سمیٹے پھر ذرا دیر بعد وہ شاپور کے ساتھ چلنے پر تیار ہو گیا-

رات سر پر کھڑی تھی- شاپور نے فرہاد سے کہا کہ رات کو آرام کر کے صبح ہی صبح روانہ ہو جائیں گے مگر فرہاد نے اس کی بات نہ مانی اور دونوں دوست اور استاد بھائی ملکہ شیریں کی طرف روانہ ہو گئے-

دونوں ہی کو پہاڑیوں میں چلنے اور گھومنے کا ملکہ تھا مگر فرہاد جس جگہ کام کر رہا تھا وہاں سے صحیح راستے تک پہنچنے میں اندھیرا ہو جانے کی وجہ سے بڑی دقت پیش آئی مگر دونوں دوست کسی نہ کسی طرح سفر کرتے رہے-

دوسرے دن یہ دونوں ملکہ شیریں کے پاس پہنچ گئے- ملکہ کے پرانے محل کے اندر خبر پہنچائی گئی کہ ''شاپور'' آیا ہے تو وہ فوراً ملاقات کے لیے باہر آ گئی-

ان دونوں نے ملکہ شیریں کے حضور سلام پیش کیا مگر فرہاد کی حالت دیکھنے والی تھی- وہ شیریں کو ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا- شاپور کو خدشہ پیدا ہوا کہ ملکہ شیریں کہیں فرہاد کے اس طرح ٹکٹکی

باندھ کے دیکھنے سے خفا نہ ہو جائے' اس نے فوراً تعارف کرایا-

''یہ میرے استاد بھائی فرہاد ہیں اور یہ معماری اور نجاری میں دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتے''

ملکہ مسکرائی اور بولی-

''اچھا یہ ہیں وہ کاریگر جس کی تعریف میں شاپور تم نے زمین و آسمان کے قلابے ملائے تھے''

''ملکہ عالیہ.... ''شاپور سنبھل کے بولا-''ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے- میں نے غلط تعریف نہیں کی آپ فرہاد کو اپنے کام میں کامل پائیں گے''

''شاپور اگر تمہیں ناگوار نہ ہو تو میں تمہارے استاد بھائی سے قصر شیریں کے بارے میں کچھ سوالات کر دوں؟''

فرہاد جو اس وقت تک اپنی حالت پر قابو پا چکا تھا- اس نے ہاتھ کے اشارے سے شاپور کو روکا اور فوراً بولا-

''اے خوبصورت کوہ قاف کی تاجدار- آپ جتنے چاہیں سوال کر سکتی ہیں مگر پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ذہن اور تصور میں ''قصر شیریں'' کا کیا نقشہ ہے؟''

''ٹھیک ہے' ملکہ شیریں نے کہا-''میں شاپور کو قصر شیریں کے بارے میں اپنا خواب بتا چکی ہوں- تمہیں بھی اپنے اس خواب میں شریک کرتی ہوں''

فرہاد اور شاپور ہمہ تن گوش ہو گئے-

شیریں نے اپنے خواب یا قصر شیریں کی اپنے طور پر پوری پوری تفصیل بیان کی- یہ دونوں اور خاص طور پر فرہاد بڑی توجہ سے ملکہ شیریں کے محل کی تفصیل سنتا رہا- ملکہ شیریں اپنا خیالی تصور بیان کر چکی تو اس نے پوچھا-

''سنگتراش فرہاد کا میرے اس خواب کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

''تاجدار ملکہ شیریں کا خواب کوہ قاف کے حسن سے بھی زیادہ خوبصورت ہے پھر بھی ادب سے عرض کروں گا کہ اگر اس میں کچھ اضافے اور کچھ ترمیم کر دی جائے تو اس کے حسن میں اور زیادہ خوبصورتی اور دلکشی پیدا ہو جائے گی''

شیریں آخر ایک ریاست کی تاجدار تھی پھر اس نے مدائن کے محلات بھی دیکھے تھے اس لئے

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

وہ فرہاد کی بات سن کے قدرے ناگوار انداز میں بولی۔

''شاپور کا استاد بھائی۔ اس میں کیا ترمیم کرنا چاہتا ہے''

اب یہ فرہاد کے جوہر دکھانے کا وقت تھا۔ چنانچہ فرہاد نے ملکہ شیریں کے خیالی محل میں جگہ جگہ ایسے اضافے کئے کہ ملکہ شیریں اور شاپور دونوں ہی حیران اور انگشت بدنداں رہ گئے۔ ملکہ شیریں کے تصوراتی محل کا نقشہ اگرچہ خوبصورت تھا مگر فرہاد نے اس میں ماہرانہ اضافے اور ترمیم پیش کی تو ملکہ شیریں سکتے میں آ گئی۔ وہ فرہاد کی جس ترمیم اور اضافہ پر غور کرتی تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی کہ فرہاد کی اس اضافہ یا ترمیم نے محل کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

آخر ملکہ شیریں نے اس بات کا الفاظ میں اعتراف کیا۔

''شاپور۔ تم نے اپنے استاد بھائی کی جن فنکارانہ صلاحیتوں کا ذکر کیا تھا' میں محسوس کرتی ہوں کہ فرہاد ان خوبیوں سے بھی کہیں بلند ہے اور اگر میرا یہ محل فرہاد کے ہاتھوں بن کر تیار ہوا تو دنیا اسے دیکھے گی اور عش عش کرے گی''

فرہاد' ملکہ شیریں کی اس تعریف سے اس قدر خوش ہوا کہ پھولے نہ سماتا تھا۔ شاپور بھی بہت خوش تھا کہ اس نے ملکہ شیریں کو ایک نادر معمار لا کے دیا تھا جس نے محل کی تیاری سے پہلے ہی ملکہ شیریں کی ہمدردیاں حاصل کر لی تھیں۔ اس وقت میں شیریں کی نظر فرہاد کے بنائے اور بتاتے ہوئے نقشے سے نہ ہٹتی تھیں اور دوسری طرف فرہاد کی نظریں ملکہ شیریں کے چاند سے مکھڑے سے نہ ہٹتی تھیں۔ صاف ظاہر تھا کہ حسن نے عشق کو زیر کر لیا ہے اور فرہاد' ملکہ شیریں کی طرف کھنچا چلا جا رہا ہے۔

بیچارہ شاپور ہکا بکا بیٹھا کبھی حسن کی دیوی ملکہ شیریں دیکھتا تو کبھی حسن کی چوٹ کھائے فرہاد کی صورت تکتا تھا۔ اب حسن و عشق میں اک زبان بے زبانی میں گفتگو شروع ہوئی جس میں الفاظ کے بجائے نظریں گفتگو کر رہی تھیں۔ شاپور نے ایک ٹھنڈی سانس لی اسے یقین ہو گیا کہ اس کا دوست اور استاد بھائی فرہاد' من سرجستان کی تاجدار ملکہ شیریں کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہو گیا ہے مگر عشق اور محبت کی آگ یکطرفہ نہیں تھی بلکہ دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی۔

سولہواں باب

بازار عشق کھل گیا تھا اور دو دلوں کے سودے ہو گئے تھے۔

پس شیریں نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''فرہاد۔ تم بے خوف و خطر قصر شیریں کی بنیاد رکھو۔ میرا پورا خزانہ موجود ہے۔ جتنا چاہے خرچ کرو کسی طرح کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم اس قصر کی تیاری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو گے اور اپنے تمام کمال اور جوہر اس میں کھول کے رکھ دو گے''

فرہاد جو ملکہ شیریں کو برابر تکے جا رہا تھا۔ ملکہ شیریں خاموش ہوئی تو ایک عالم محویت میں بولا

''ملکہ شیریں بالکل بے فکر رہیں۔ میں قصر شیریں کی تیاری میں اپنی جان لڑا دوں گا''

''تم بھی کوئی فکر نہ کرنا فرہاد.....'' ملکہ شیریں نے جواب میں کہا۔ ''اگر مجھے خوش کرو گے تو یقین رکھو کہ میں بھی تیرے اور اس قصر کے لئے سب کچھ قربان کر دوں گی''

فرہاد کو اپنی محبت کا جواب' محبت سے مل رہا تھا چنانچہ اس نے کہا۔

''میں مال و دولت کا بھوکا نہیں۔ میں اگر کچھ چاہتا ہوں تو صرف یہ کہ میں قصر شیریں تیار کر رہا ہوں اور میری آنکھوں میں تیری موہنی تصویر رقص کرتی ہو۔ بس یہی میرا منشا اور یہی میری مزدوری ہے۔ اس کے سوا اس ملنگ کو تجھ سے کچھ اور نہیں لینا ہے''

ظاہر ہے کہ فرہاد ایک غریب معمار تھا جبکہ خسرو پرویز' بادشاہ بلکہ شہنشاہ ایران تھا مگر اب دیکھنا یہ تھا کہ عشق کے میدان میں کون زور آور اور کامیاب تھا۔ اس کا فیصلہ ملکہ شیریں کی آنکھوں نے کر دیا۔ ملکہ شیریں' شہنشاہ ایران خسرو پرویز کی بیوی تھی مگر میدان عشق میں غریب فرہاد نے شہنشاہ خسرو پرویز کو شکست دیدی اور ملکہ شیریں دل و جان سے فرہاد پر فریفتہ ہو گئی۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

اب ایک طرف قصرِ شیریں تیار ہو رہا تھا- فرہاد اس کی تیاری میں دل و جان سے لگا ہوا تھا- جس کام میں دل و جان سے محنت کی جائے ظاہر ہے وہ کام حسبِ مرضی پورا ہوتا ہے- آخر ملکہ شیریں نے جس قصرِ شیریں کا خواب دیکھا اسے معمار، بخار اور دست کار فرہاد نے حقیقت کا جامہ پہنا دیا تھا- وہ اس کے در و بام، طاق اور مینارے- ایک ایک دریچہ اور طاق دروازہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا- شیریں نے دور دور سے معمار، بخار اور کاریگر بلوائے اور انہیں اپنا قصرِ شیریں دکھایا- ان سب نے یک زبان ہو کر کہا-

''اس قصر کی بنیادوں سے لے کر اوپر کے چوباروں تک ایک ایک پتھر اس خوبی اور حسن کاری سے جوڑا گیا ہے جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی اور وہ کاریگر اور معمار قابلِ ستائش ہیں جن کی محنت اور جانفشانی سے اتنا خوبصورت محل بن کے تیار ہوا ہے''

پھر ملکہ شیریں تاجدارِ من و گرجستان نے اس محل میں اپنا دربار سجایا- اسے دراصل اپنے امرا اور وزرا کو یہ محل اور اس کا ساز و سامان دکھانا مقصود تھا- چنانچہ ادھر ملکہ شیریں سر پر تاج سجائے تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوئی اور ادھر امیر سلامی کے لئے حاضر ہونا شروع ہوئے- یہ اگرچہ ایک مختصر تقریب تھی مگر ملکہ شیریں کے حکم سے اسے رنگا رنگ بنایا گیا اور جس نے بھی قصرِ شیریں دیکھا اس نے اس کی تعریف کی- اس محل کی سب سے خوبصورت چیز وہ نہر تھی جسے سنگتراش فرہاد کوہ بیستون سے کھود کر اور تراش کر لایا تھا- کسی کو یقین ہی نہ آتا تھا کہ کوئی شخص بیستون کو تراش کر یہاں تک نہر پہنچا سکتا ہے مگر فرہاد نے اپنی اہلیت اور شیریں سے کمال محبت بلکہ عشق کی خاطر یہ ناممکن کارنامہ بھی انجام دیا تھا-

ملکہ شیریں نے اس جشن کے موقعہ پر صدقے اور خیرات کے لئے خزانے کا منہ کھول دیا- غریب غربا میں اس قدر خیرات تقسیم کی گئی کہ وہ چند دن کے لئے امیر بن گئے- یہاں تک کہ امیروں نے بھی ملکہ شیریں سے جو چیز مانگی وہ انہیں عطا کی گئی- صدقے اور خیرات کی بارش کے بعد ملکہ شیریں نے قصرِ شیریں کے معمار اور سنگتراش فرہاد کو اپنے سامنے طلب کیا-

فرہاد دربار میں حاضر ہوا- دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دونوں کے دل دھڑکنے

www.urdufanz.com

لگے- جب دل کی دھڑکنوں میں کچھ سکون پیدا ہوا تو شیریں نے مترنم اور جذبات سے پُر آواز میں فرہاد سے کہا-

''اے قصرِ شیریں کے خالق مانگ کیا مانگتا ہے- میرے خزانے تیرے لئے کھلے ہوئے ہیں''

فرہاد منہ سے تو کچھ نہ بولا مگر محبت بھری نظروں سے ملکہ شیریں کو ٹکر ٹکر دیکھتا رہا-

شیریں نے اسے گم صم دیکھا تو اس نے ایک انتہائی قیمتی سچے موتیوں کا ایک ہار نکالا پھر خود تخت سے اتر کر فرہاد کے پاس گئی اور وہ ہار اسے پکڑا دیا-

فرہاد نے چپ چاپ شیریں سے ہار لے لیا پھر جب ملکہ واپس جا کر اپنے تختِ شاہی پر بیٹھ گئی- اس وقت فرہاد موتیوں کی لڑیوں والا ہار لے کر ملکہ شیریں کی طرف بڑھا- وہ تختِ شاہی کے پاس پہنچا اور ہار کو ملکہ شیریں کے پیروں میں رکھتے ہوئے گویا ہوا-

''اے تاجدار اور اے ملکہ شیریں سچے موتیوں کا یہ ہار تجھ ہی کو مبارک ہو کہ یہ تجھی کو زیب دیتا ہے رہا مجھ حقیر و فقیر کا انعام تو وہ میرے لئے تیرا دیدار ہی کافی ہے کیونکہ میرے لئے تو تیرا دیدار ہی حج کا درجہ رکھتا ہے''

یہ کہتے وقت فرہاد نے دربار میں موجود امیروں اور وزیروں کی کوئی پرواہ نہ کی کیونکہ راہِ عشق میں سفر کرنے والے موت سے نہیں ڈرا کرتے اور بے خطر آگے سے آگے ہی قدم بڑھاتے ہیں-

فرہاد کا بھی یہی حال تھا-

وہ شیریں کے عشق میں ایسا دیوانہ اور سودائی ہوا کہ اس نے دنیا سے لاپرواہ ہو کر شیریں کو اپنا وظیفہ بنا لیا-

سرکار ہو یا دربار یا کوچہ و بازار، فرہاد سودائی بنا ''شیریں شیریں'' کے نعرے لگاتا پھرتا تھا- جب فرہاد پر ایسی دیوانگی طاری ہوئی تو وہ اپنی رسوائی اور شیریں کی جگ ہنسائی سے بے پرواہ ہو گیا-

لوگوں نے شیریں کو یہ حال بتایا اور اس سے درخواست کی کہ فرہاد کے معاملے میں سختی کی جائے ورنہ تاجدارِ من، گرجستان دنیا بھر میں رسوا اور بدنام ہو جائے گی-

اور شیریں کو اپنے عاشق زاد کے بارے میں یہ حکم دینا پڑا۔

''فرہاد کو گرفتار کر کے کسی دور دراز علاقے میں پہنچایا جائے۔ اگر وہ وہاں سے واپس آ جائے تو پتھر مار مار کر شہر سے بھگا دیا جائے''

مگر عشق کے سودائی اور دیوانے کبھی نہ روکے سے رکتے ہیں اور نہ ڈرانے سے ڈرتے ہیں۔ ملکہ شیریں کے حکم کے مطابق فرہاد کو شہر بدر کر دیا گیا مگر وہ پھر واپس آ گیا۔ اس پر فرہاد کو گرفتار کر کے ملک ارمن گرجستان سے بہت دور لے جا کر چھوڑ دیا گیا مگر فرہاد کے دل و دماغ پر تو شیریں کی محبت اور عشق سوار تھا اسے جہاں بھی چھوڑا جاتا وہ وہاں سے پاپیادہ' راستوں کی گرد پھانکتا برے حالوں پھر شیریں کے شہر میں واپس آ جاتا اور مارا جاتا۔ کئی بار اسے پابند سلاسل کیا گیا مگر فرہاد کے دل سے شیریں کی محبت نہ نکل سکی پھر یہ محبت بڑھتے بڑھتے دیوانگی میں تبدیل ہو گئی اور فرہاد کو دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی اگر اسے کسی بات کی خبر اور فکر تھی تو وہ صرف شیریں کا شہر اور شیریں کی یاد تھی۔

فرہاد کی حالت روز بروز بگڑتی جا رہی تھی۔ اسے کھانے پینے کا ہوش تھا اور نہ اپنے پرائے کا' سوائے شیریں شیریں کے اور کوئی لفظ اس کے منہ سے نہ نکلتا تھا۔ لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ فرہاد کی حالت دیکھ کر شیریں کو اس پر رحم آیا پھر اسے بھی فرہاد سے محبت ہو گئی۔ پس ایک دن شیریں نے فرہاد کو اپنے پاس بلوایا اور اس سے تنہائی میں اس طرح گفتگو کی۔

شیریں نے فرہاد سے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''فرہاد۔ کیا تجھے مجھ سے واقعی بہت محبت ہے؟''

''جی ہاں اے تاجدار ارمن و گرجستان میری اول محبت بھی شیریں ہے اور آخری محبت بھی شیریں ہے؟''

''اگر ایسا ہے تو پھر مجھے ایک بات سچ سچ بتا......'' شیریں نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

ایک بات نہیں سو باتیں پوچھیں۔ میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا'' فرہاد نے اپنے پھٹے ہوئے گریبان میں انگلیاں ڈالتے ہوئے کہا۔

''تو پھر بتا کہ تو میرا اچھا چاہتا ہے یا برا؟'' ملکہ شیریں پوری طرح سنجیدہ ہو گئی۔

فرہاد نے سینہ تان لیا'' مجھے بتایئے کہ آپ کا برا کون چاہتا ہے میں اس کی جان لے لوں گا''

''فرہاد تم اور صرف تم میرا برا چاہتے ہو'' شیریں اور سنجیدہ ہو گئی۔

''میں......میں......'' فرہاد بوکھلا گیا۔ ''میں نے آپ کا خواب میں بھی برا نہیں چاہا''

''اگر تم میرا برا نہیں چاہتے ہو تو پھر تم نے مجھے بدنام کیوں کیا ہے؟'' شیریں سخت لہجے میں بولی۔ ''تم نے گلی گلی اور بازار بازار میرا نام لے لے کر مجھے بدنام کیا ہے۔ تم میرا نام لے کر آہیں بھرتے ہو اور نعرے لگاتے ہو تمہاری اس حرکت سے میں کسی کو اپنا منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی''

فرہاد کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

''بولو...... جواب دو......'' شیریں کا لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا۔ ''تم جانتے ہو کہ میں صرف ارمن اور گرجستان کی تاجدار ہی نہیں بلکہ ایران کی ملکہ بھی ہوں۔ شہنشاہ خسرو پرویز میرا شوہر ہے۔ اسے خبر ہو گئی تو وہ مجھ پر لعنت بھیجے گا اور تجھے قتل کرا دے گا''

فرہاد ایک دم دیوانہ سا ہو گیا اور چیخ کے بولا۔

''میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ اس کی مجھے کوئی پروا نہیں۔ ہوتی ہے تو ہو جائے خبر شہنشاہ ایران کو۔ میں اس کے سامنے بھی یہی کہوں گا کہ مجھے ارمن کی تاجدار ملکہ شیریں سے محبت ہے۔ عشق ہے اور میں اس کے لئے اپنی گردن میں موت کا پھندا بھی ڈال سکتا ہوں......''

''بس بس...... چپ ہو جاؤ فرہاد'' ملکہ شیریں کو غصہ آ گیا۔ ''ایک طرف تم مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو دوسری طرف ایک شادی شدہ ملکہ کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ کیا یہی ہے تمہاری محبت اگر تمہاری یہی حالت رہی تو میں تم سے بات کرنا بھی چھوڑ دوں گی......''

فرہاد نے ملکہ شیریں کو غصہ میں دیکھا تو ڈر گیا۔ سہم گیا۔ اس نے دبی آواز میں کہا۔

''پھر میں کیا کروں......'' اور اس کے ساتھ ہی فرہاد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

''رونے کی ضرورت نہیں فرہاد......'' ملکہ شیریں کو اس پر ترس آ گیا۔ ''اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو یہ محبت اپنے دل میں رکھو۔ مجھے گلی گلی بدنام کرنے کی ضرورت نہیں......''

''مگر......مگر......'' فرہاد آگے کچھ نہ کہہ سکا۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''میں بتاتی ہوں کہ تم کیا کرو.....'' ملکہ شیریں سنجیدہ ہوگئی- اگر تمہیں مجھ سے واقعی محبت ہے تو تم اس محبت کی خاطر یا میری خاطر یہاں سے فوراً چلے جاؤ اور کوہ بیستون پر جا کر رہو- اگر تم وہاں چلے گئے اور تم نے مجھے بدنام کرنا چھوڑ دیا تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میں ہر ہفتے تم سے ملنے کے لئے کوہ بیستون آیا کروں گی.....''

''مجھے منظور ہے میں شیریں کا حکم ضرور مانوں گا'' فرہاد جلدی سے بولا- ''میں آج ہی چلا جاؤں گا- اب ملکہ کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی''

''یہ میرا حکم نہیں بلکہ میری درخواست ہے فرہاد ملکہ شیریں نے وضاحت کی- 'اس میں ہم دونوں کا بھلا ہے- اس طرح نہ تمہیں کوئی دیوانہ کہے گا اور نہ میں بدنام ہوں گی'' فرہاد اگرچہ دیوانہ اور سودائی ہوگیا تھا مگر اس نے ملکہ شیریں کی بات مان لی- وہ شہر چھوڑ کر فوراً کوہ بیستون چلا گیا اور وہاں اس نے سکونت اختیار کر لی-

سنگتراش اور تیشہ بردار فرہاد نے ملکہ شیریں اور مشیر کار دمصور شاپور کے سمجھانے بجھانے سے ریاست ارمن کے گلی کوچوں میں شیریں' شیریں کے نعرے لگانا بند کر دیئے اور کوہ بیستون کے ایک غار میں اپنا ڈیرہ جمایا شاپور کو ادھر سے فرصت ملی تو اس نے ملکہ شیریں سے مدائن واپس جانے کی اجازت مانگی- شیریں' شاپور جیسے مخلص مشیر کار کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی مگر شاپور کے اصرار پر مجبور ہوگئی اور شاپور کو مدائن جانے کی اجازت مل گئی-

شاپور ایک دن میں دو دو منزلیں طے کرتا بہت جلد مدائن پہنچ گیا وہ بہت تھکا ہوا تھا اس لئے اس نے مدائن پہنچ کے ایک دو روز تھکن دور کرنے اور مکمل آرام کرنے کا فیصلہ کیا مگر وہ اپنے اس فیصلے میں کامیاب نہ ہوسکا شاپور کو مدائن میں کون نہیں جانتا تھا اس لئے شاپور دن کے بجائے رات کے وقت مدائن میں داخل ہوا اور لوگوں کی نظر سے بچتا اپنے گھر پہنچ گیا مگر دوسرے دن شاپور کے مدائن آنے کا بھانڈا پھوٹ گیا کیونکہ شاپور کو مدائن میں آتے ہوئے خسرو پرویز کے ایک امیر نے دیکھ لیا تھا-

دوسرے دن دربار میں اس امیر نے شہنشاہ ایران خسرو پرویز کو مطلع کیا-

''عالیجاہ آپ کا مشیر کار کل رات کے اندھیرے میں چوروں کی طرح مدائن میں داخل ہوا ہے''

خسرو پرویز اس خبر پر چونک پڑا- اس نے امیر سے پوچھا-

''تمہیں دھوکہ تو نہیں ہوا ہوسکتا ہے کہ جسے تم نے دیکھا ہو وہ شاپور نہیں بلکہ کوئی دوسرا آدمی ہو؟''

نہیں عالیجاہ.....'' امیر نے جواب دیا- ''میں شاہی دربار میں جھوٹ نہیں بول سکتا- میں نے اپنی آنکھوں سے اسے اپنے ڈیرے پر گھوڑے سے اترتے دیکھا ہے مگر وہ چوروں کی طرح ادھر ادھر دیکھ کے احتیاط سے گھوڑے سے اترا اور فوراً گھر میں داخل ہوگیا''

''ہمیں تمہاری بات کا یقین ہوگیا'' خسرو پرویز نے امیر کو جواب دیا- پھر شاہی ہرکارے کو حکم دیا کہ وہ شاپور کے ڈیرے پر جائے اور اگر شاپور آ گیا ہے تو اسے اپنے ساتھ لے کے آئے''

شاہی ہرکارہ تعمیل حکم کے لئے دم کے دم میں شاپور کے دروازے پر پہنچ گیا- ہرکارے نے دروازے پر دستک دی جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے زور زور سے دروازہ بھڑ بھڑانا شروع کر دیا-

اس وقت دروازہ کھلا اور شاپور یہ کہتا ہوا باہر آیا-

''کون بدتمیز ہے جو اتنی زور زور سے دروازہ پیٹ رہا ہے؟''

مگر شاپور کی نظر شاہی ہرکارے پر پڑی تو گھبرا گیا- پھر مسکرا کے کہا-

''اوہ ارے تم ہو- یہ صبح ہی صبح کیسے تکلیف کی؟''

''شہنشاہ ایران نے آپ کو طلب کیا ہے'' شاہی ہرکارے نے تند و تلخ لہجے میں کہا-

''شہنشاہ کا حکم سر آنکھوں پر' مگر یہ تو بتاؤ کہ شہنشاہ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں آ گیا ہوں؟''

''ایک امیر نے بتایا ہے- شہنشاہ کو.....'' پھر ہرکارہ تحکمانہ انداز میں بولا- ''آپ کو فوراً دربار میں طلب کیا گیا ہے''

''اچھا تم چلو- میں آ رہا ہوں'' یہ کہہ کے شاپور اندر جانے لگا-

شاہی ہرکارے نے گرج کر حکم دیا-

''شہنشاہ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو ساتھ لے کے آؤں''

شاپور نے تیز نظروں سے ہرکارے کو دیکھا پھر نرم ہو کر بولا-

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''اچھا ٹھہرو- میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں''

مختصر یہ کہ شاپور لباس تبدیل کر کے شاہی ہرکارے کے ساتھ خسرو پرویز کے دربار میں پہنچا-

شاپور نے رک رک کر شہنشاہ ایران کو سلام پیش کیا مگر خسرو پرویز نے کمال بے اعتنائی سے منہ پھیر لیا- شاپور نے شہنشاہ ایران کی یہ بے اعتنائی دیکھی تو سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے بولا-

''شہنشاہ ایران خسرو پرویز اس غلام کو دیکھ کر کچھ بیزار ہو گئے ہیں- اس لئے غلام کو گھر واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے پھر جب مزاج عالی پر میری باریابی گراں نہ گزرے تو یاد فرمایا جائے- غلام اسی وقت حاضر خدمت ہو جائے گا''

خسرو پرویز' شاپور کو دیکھ کر بے زار تو نہیں ہوا تھا مگر مکدر خاطر اور مغموم ضرور ہو گیا تھا- اسے معلوم تھا کہ شاپور ملکہ شیریں تاجدار امن و گرجستان کی طرف گیا ہوا ہے اس لئے اسے دیکھتے ہی خسرو پرویز کے دل میں ملکہ شیریں کی یاد کروٹیں لینے لگی تھی اور اس کا مزاج کچھ بے مزہ ہو گیا تھا-

شاپور بغیر خسرو پرویز سے اجازت لئے دربار سے واپس جانے کے لئے مڑا تو خسرو پرویز نے غم زدہ لہجے میں کہا-

''شاپور..... کیا تم بھی ملکہ شیریں کی طرح بے مروت اور بیگانہ ہو گئے ہو؟''

''عالیجاہ- یہ کیا فرماتے ہیں'' شاپور نے پورے خلوص کے ساتھ کہا- ''اس خادم کی زندگی کی جتنی گھڑیاں بھی ملکہ شیریں کے دیس میں گزری ہیں ان میں سے ایک گھڑی بھی ایسی نہ تھی کہ میں نے حضور کو یاد نہ کیا ہو''

خسرو پرویز اس چاپلوسی سے خوش ہو گیا- بولا-

''اچھا یہ تو بتاؤ- ہماری ملکہ شیریں کیسی ہیں- انہیں بھی ہماری یاد آتی ہے کہ نہیں؟''

شاپور نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا پورا دربار امیروں وزیروں سے بھرا ہوا تھا-

شاپور نے سر جھکا کر کہا-

''دل کی باتوں کا سر عام ذکر مناسب نہیں ہے عالیجاہ.....''

یہ سنتے ہی خسرو پرویز نے نقیب دربار کو دیکھ کر کچھ اشارہ کیا-

''شہنشاہ ایران کو تخلیہ کی ضرورت ہے''

اور تمام امیر و وزیر چپ چاپ دربار سے رخصت ہو گئے-

سترھواں باب

شاپور چند قدم زرنگار اور بلند و بالا تخت کے قریب ہو گیا-

''ہاں اب بتاؤ- ہماری ملکہ شیریں کا کیا حال ہے- اسے کبھی ہماری یاد بھی آتی ہے؟''

شاپور نے خسرو پرویز کی طرف سے نظریں پھیر کر دربار کے نقیب کو دیکھا جو شاپور اور خسرو پرویز کی گفتگو بری توجہ سے سن رہا تھا- خسرو پرویز' شاپور کا مطلب سمجھ گیا-

''تم جا سکتے ہو'' خسرو پرویز نے نقیب کو حکم دیا-

نقیب سر جھکائے دربار سے نکل گیا- اب دربار میں صرف خسرو پرویز اور شاپور تھے اور دربار کے باہر سخت پہرہ تھا-

''ہاں- اب کہو شاپور'' خسرو پرویز بولا-

''عالیجاہ- دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں اور آپ کے دربار کے تو تمام نقیب جاسوس ہیں''

''جاسوس!'' خسرو پرویز چونک پڑا- ''کیسے جاسوس- کس کے جاسوس؟''

''میں کسی کا نام تو نہیں بتا سکتا.....'' شاپور نے سر ہلاتے ہوئے کہا- ''مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ آج کل آپ اور قیصر روم کی شہزادی مریم میں کچھ ناچاقی ہے''

خسرو پرویز حیران رہ گیا- اس نے مشکوک نظروں سے چاروں طرف دیکھا پھر آہستہ سے کہا- ''یہ بات تو ٹھیک ہے شاپور- مگر تم تک یہ خبر کیسے پہنچی- میرا مطلب ہے تمہیں کس نے بتایا''

مجھے بتایا تو کسی نے نہیں'' شاپور نے انکار کیا- ''مگر یہ خبر ارمن گرجستان کی ریاست میں ہر ایک کی زبان پر ہے''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''تم نے ٹھیک کہا شاپور.....'' خسرو پرویز نے گھبرائے لہجے میں کہا۔ ''واقعی میرے دربار کا ہر نقیب اور ہرکارہ جاسوس ہے اور اس دربار کی خبریں دوسرے مقامات تک انہی لوگوں کے ذریعہ پہنچتی ہیں۔ مگر یہ بتاؤ' کیا ملکہ شیریں کو بھی اس کی خبر ہے؟''

''نہیں۔ انہیں کچھ نہیں معلوم'' شاپور نے بتایا۔ ''ان دنوں تو وہ رات دن اپنے محل کی آرائش اور زیبائش میں لگی رہتی ہیں۔ بڑا خوبصورت محل بنوایا ہے انہوں نے یہ محل اور اس محل کا نام بھی انہوں نے اپنے نام پر ''قصر شیریں'' رکھا ہے مدائن کا کوئی محل' قصر شیریں کا مقابلہ نہیں کر سکتا''

''اس محل کو کس معمار نے تعمیر کیا ہے؟'' خسرو پرویز نے دلچسپی سے پوچھا۔

''فرہاد اس کا نام ہے۔ وہ میرا استاد بھائی ہے'' شاپور نے بتایا۔

''کیا وہ ہمارے لئے ویسا ہی خوبصورت محل نہیں بنا سکتا جیسا اس نے وہاں بنایا ہے'' خسرو پرویز کے دل میں شیریں سے مقابلہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

''نہیں عالیجاہ۔ اب فرہاد کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ وہ پاگل ہو گیا ہے'' شاپور نے بڑے دکھ سے بتایا۔

'کیوں۔ وہ پاگل کیسے ہو گیا'' خسرو پرویز نے فرہاد میں خواہ مخواہ دلچسپی لینا شروع کر دی۔

''یہ بھی میری غلطی ہے اے شہنشاہ'' شاپور نے ٹھنڈی سانس لی یا آہ بھری۔ ''نہ میں فرہاد کو بلواتا اور نہ ایسا کچھ ہوتا جو ہو گیا ہے''

خسرو پرویز نے شاپور کو تیز نظروں سے دیکھا اور بولا۔

''یہ تم کیا فضول باتیں کر رہے ہو۔ فرہاد میرا استاد بھائی ہے۔ میں اسے نہ بلواتا اور نہ وہ پاگل ہوتا۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کہاں کی باتیں ہیں۔ تم ہوش میں ہو۔ جانتے ہو تم اس وقت کس کے حضور میں ہو؟''

''جی عالیجاہ۔ میں سب کچھ جانتا اور سمجھتا ہوں'' شاپور نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ ''یہ سب میری غلطی کا نتیجہ ہے۔ نہ میں فرہاد کہ ملکہ شیریں کے لئے محل بنانے کے لئے لاتا اور نہ سب کچھ ہوتا جو ہو گیا۔ عالیجاہ۔ اس غلطی کا میں ذمہ دار ہوں آپ مجھے سزا دے سکتے ہیں''

''شاپور تم ہمارے مشیر ہو۔ تم نے ہمارے لئے بہت سے کام کئے ہیں مگر کسی کسی وقت تم بہک جاتے ہو۔ ہمیں صاف صاف بتایا جائے کہ اصل بات کیا ہے؟'' خسرو پرویز نے تلخ لہجے میں کہا۔

''اچھا تو سنئے عالیجاہ'' شاپور سنبھل کے بولا۔ ''اب یہ سر رہے یا نہ رہے مگر میں حضور سے جھوٹ نہیں بولوں گا اور ہر بات سچ سچ بتاؤں گا''

خسرو پرویز حیران نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

شاپور نے جیسے خلاؤں میں کچھ دیکھا پھر کہنا شروع کیا۔

''عالیجاہ۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب ارمن گرجستان میں ایک خوفناک وبا پھیلی تھی جس میں سینکڑوں انسان موت کے منہ میں چلے گئے۔ ارمن گرجستان میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جس کا ایک دو عورت یا مرد موت کے منہ میں نہ گیا ہو۔ اس زمانہ میں' میں ارمن گرجستان گیا تھا۔ ملکہ شیریں ان دنوں بہت پریشان تھی۔ وبا کا زور اگرچہ ٹوٹ گیا تھا مگر ملکہ شیریں اپنے ریاستی محل میں بہت گھبراتی تھیں اور وہاں سے نقل مکانی کرنا چاہتی تھیں۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ کہاں جائیں اور کس جگہ رہیں۔ میں نے ملکہ کو مشورہ دیا کہ وہ ارمن کی زہریلی آب و ہوا کو چھوڑ کر پھر آپ کے پاس آ جائیں مگر وہ اس بات پر تیار نہ ہوئیں پھر ملکہ نے خود ہی بتایا کہ وہ چاہتی ہیں کہ آبادی سے دور پہاڑوں میں ایک محل تیار کیا جائے اس محل کا نام ملکہ کے نام پر ''قصر شیریں'' رکھا جائے۔ اس محل میں یہ بھی اہتمام کیا جائے کہ قصر بیستون سے ایک نہر کھود کر اور پہاڑ دل کو تراش کر نکالی جائے اور وہ نہر قصر شیریں کے پشتے کو بوسہ دیتی ہوئی گزرے''

اتنا کہنے کے بعد شاپور رکا اور اس نے شہنشاہ خسرو پرویز کو دیکھا۔ خسرو بڑی دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہا تھا اس نے شاپور کو خاموش دیکھا تو کہا۔

''آگے بیان کیا جائے۔ کیا محل تیار ہو گیا؟''

''جی عالیجاہ۔ قصر شیریں تیار ہو گیا اور اسے میرے استاد بھائی فرہاد نے رات دن ایک کر کے اور اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر تیار کیا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے ملکہ شیریں کے اصرار پر کوہ

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

بیستون کو تراش تراش ایک نہر بھی نکالی اور وہ نہر ملکہ شیریں کے خیال اور حکم کے مطابق قصر شیریں کو بوسے دیتی ہوئی گزر رہی ہے"

"اور یہ سب کام اکیلے فرہاد نے کیا؟" خسرو پرویز نے پوچھا۔

"شاپور نے بتایا۔ "اس نے اپنی مدد کے لئے بہت سے آدمی لئے مگر اس تمام کام میں "دماغ" صرف فرہاد کا لگتا تھا۔ سنگتراشی عام طور پر فرہاد کرتا تھا اور ایسا دل لگا کر کام کرتا تھا کہ دیکھنے والے کا دل خوش ہو جائے"

"تو پھر شیریں نے اسے بہت انعام واکرام سے نوازا ہوگا۔ ہم چاہتے ہیں......"

شاپور نے خسرو پرویز کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں عالیجاہ ملکہ شیریں نے اسے منہ مانگا انعام دینا چاہا مگر......"

شاپور کہتے کہتے رک گیا اور اس نے نظریں نیچی کر لیں۔

"تم تم خاموش کیوں ہو گئے شاپور......" خسرو پرویز نے کہا۔ "کیا فرہاد نے انعام لینے سے انکار کر دیا"

"جی نہیں عالیجاہ۔ اس نے انکار نہیں کیا مگر......مگر......عالیجاہ۔ یہ سب میری غلطی کا نتیجہ ہے، نہ میں فرہاد کو لے کے آتا اور نہ وہ واقعہ پیش آتا......" اور شاپور پھر خاموش ہو گیا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے شاپور......" خسرو نے ناگوار انداز میں کہا۔ "تم کہتے کہتے رک کیوں جاتے ہو"

شاپور نے آخر دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"عالیجاہ۔ میں کیسے کہوں۔ وہ بات میرے لئے اور آپ کے لئے بھی باعث شرم ہے"

خسرو پرویز کی حیرانی اور دلچسپی میں کچھ اور اضافہ ہو گیا۔ آخر اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شاپور ہمیں حالات سے آگاہ کیا جائے۔ بات کتنی ہی شرمناک کیوں نہ ہو۔ ہم سننا چاہتے ہیں؟"

"آپ پہلے مجھے معاف کر دیں پھر کہوں گا" شاپور نے درخواست کی۔

"ہم نے معاف کیا شاپور۔ تم بے دھڑک کہو" خسرو پرویز نے شاپور کو حوصلہ دیا۔

"تو سنئے عالیجاہ......" شاپور سنبھل کے بولا۔ "فرہاد نے ملکہ شیریں سے کوئی انعام نہیں لیا اور صرف اتنا کہا کہ میرا انعام اور میری مزدوری صرف اور صرف ملکہ شیریں کی ایک نگاہ کرم ہے اور بس مجھے اس کے سوا کچھ اور نہیں چاہئے"

"گستاخ اس کی یہ جرات......" خسرو پرویز تقریباً چیخ پڑا۔ پھر اس نے تیز نظروں سے شاپور کو دیکھا۔

"شاپور......تم......"

خسرو پرویز نے اتنا ہی کہا تھا کہ شاپور بول پڑا۔

"شہنشاہ ایران مجھے پہلے ہی معافی دے چکے ہیں پھر بھی وہ چاہیں تو مجھے سزا دے سکتے ہیں"

خسرو پرویز نے شاپور کو تیز نظروں سے دیکھا اور تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہم تمہیں معاف کر چکے ہیں۔ ہم سزا نہیں دے سکتے تمہیں"

"اگر عالیجاہ۔ مجھے سزا نہیں دیتے تو میں فرہاد کے لئے بھی معافی کی درخواست کروں گا" شاپور نے سنبھل کر کہا۔ "فرہاد۔ پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہے اور اسے کوہ بیستون کے غاروں تک محدود کر دیا گیا ہے"

شہنشاہ ایران کچھ دیر گم صم ہو کے سوچتا رہا پھر شاپور سے رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

"شاپور۔ یہ بتاؤ کہ ملکہ شیریں کا فرہاد کے معاملہ میں کیا رویہ ہے؟"

شاپور نے خسرو پرویز کو تعجب سے دیکھا اور کہا۔

"شہنشاہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھ نہیں سکا؟"

خسرو پرویز نے وضاحت کی۔

"ایسا نہ سوچئے عالیجاہ" شاپور نے خسرو پرویز کا شک دور کرنے کے لئے کہا۔ "فرہاد اگرچہ ایک خوبصورت جوان ہے مگر وہ جاہل اور ان پڑھ ہے۔ اس کا ذہن بھی ابھی کچا ہے۔ ملکہ شیریں کو

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

اس کا خیال ضرور ہے مگر اس لئے نہیں کہ فرہاد ایک خوبصورت جوان ہے بلکہ ملکہ شیریں اس کی دیوانگی کی وجہ سے اس سے ہمدردی رکھتی ہیں- وہ نہیں چاہتیں کہ کوچہ و بازار کے بچے اور جوان فرہاد کو دیوانہ کہہ کر اسے پتھر ماریں"

خسرو پرویز کو اطمینان نہ ہوا- اس نے کہا-

"ہم دراصل یہ جاننا چاہتے ہیں کہ....."

شاپور نے شہنشاہ کی بات کاٹ دی-

"آپ دل میں وہم کو جگہ نہ دیجئے- ملکہ شیریں اول اور آخر ملکہ ایران ہیں- ان کو یہ گوارہ نہ تھا کہ فرہاد گلی کوچوں میں "شیریں- شیریں" کی آوازیں لگاتا پھرے اور لوگ اسے پتھر ماریں- اس لئے ملکہ شیریں ہی کے حکم سے اسے کوہ بیستون کے غاروں تک محدود کر دیا گیا ہے"

"کیا ایسا نہیں کیا جا سکتا کہ فرہاد کو یہاں بلا کر سمجھایا جائے اور اسے مجبور کیا جائے کہ وہ ملکہ شیریں کا خیال اپنے دل سے نکال دے؟" خسرو پرویز نے اپنا عندیہ ظاہر کیا-

نہیں عالیجاہ....." شاپور نے شہنشاہ کے خیال کی تردید کرتے ہوئے کہا- "دیوانہ تو آخر دیوانہ ہی ہوتا ہے- وہ آپ کی بات سمجھ ہی نہیں سکے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپ کے حضور کوئی گستاخی کر بیٹھے"

خسرو پرویز نے ہنس کے کہا-

"شاپور- تم نے سنا نہیں کہ مار کے آگے بھوت بھی بھاگتا ہے- پہلے ہم ڈرائیں- دھمکائیں گے- ہمیں امید ہے کہ وہ ہمارا دربار اور ہمیں دیکھ کر ہماری بات ضرور مان جائے گا اور اگر اس نے ضد پر کمر باندھی اور صاف انکار کر دیا تو پھر وہ اپنی جان سے جائے گا"

"نہیں- اے شہنشاہ نہیں- شاپور نے بھرپور انداز میں خسرو پرویز کی مخالفت کی- "دیوانہ جان سے بھی بیگانہ ہوتا ہے- میں نہیں چاہتا کہ اعلیٰ حضرت اس دیوانے' سودائی کے خون سے اپنے ہاتھ رنگیں- وہ غریب بے گناہ ہے اور محبت تو یوں بھی انسان کو عقل و خرد سے بیگانہ کر دیتی ہے- میں اس معاملہ میں عالیجاہ کی رائے سے اتفاق نہیں کر سکتا"

آخر بہت بحث و مباحثے کے بعد یہ طے ہوا کہ قاصد بھیج کر فرہاد کو بلایا جائے اور اسے سمجھایا اور آزمایا جائے چنانچہ شہنشاہ ایران نے ایک سمجھدار قاصد کو اسی وقت کوہ بیستون کی طرف روانہ کیا کہ وہ تیشہ بردار فرہاد کو تلاش کر کے اسے شہنشاہ کا پیغام دے اور اسے ساتھ لے کر جلد از جلد واپس آئے-

حکم شاہی پا کر قاصد بیستون کی طرف روانہ ہوا اور خاک چھانتا اور خاک پھانکتا آخر فرہاد تک پہنچا- فرہاد اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا- قاصد نے اسے دلاسہ دیا اور فرہاد کو یہ فریب دیا کہ شہنشاہ ایران نے اسے بلایا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ فرہاد اور شیریں کی شادی کر دی جائے- قاصد نے فرہاد کو بہت دم دلاسہ دیا اور آخر اسے اپنے ساتھ چلنے پر کسی نہ کسی طرح آمادہ کر لیا- دیوانہ اور بھولا بھالا فرہاد آخر قاصد کے فریب میں آ گیا اور اس کے ساتھ خسرو پرویز سے ملنے کے لئے چل پڑا-

ایک ہفتے کے طویل سفر کے بعد قاصد اور فرہاد مدائن پہنچے اور قاصد نے فرہاد کو دربار شاہی میں پیش کیا- جب درباریوں کو معلوم ہوا کہ یہ فرہاد ہے جو عشق شیریں میں دیوانہ اور سودائی ہو گیا ہے تو انہوں نے اسے بڑی دلچسپی اور توجہ سے دیکھا- فرہاد خاک اور مٹی میں اٹا ہوا تھا مگر اس نے سرکار دربار کی کوئی پروانہ کی اور اپنی دھن میں مست بیٹھا رہا- لوگ اسے دیکھ رہے تھے مگر فرہاد کسی کی طرف نہ تو دیکھتا تھا اور نہ توجہ دیتا تھا-

آخر خسرو پرویز اور فرہاد میں سوال و جواب شروع ہوئے-

شہنشاہ ایران نے پوچھا- "فرہاد تیرا گھر کہاں ہے؟"

فرہاد نے جواب دیا- "میں "شہر محبت" میں رہتا ہوں"

خسرو نے پوچھا- "تیرے شہر کے لوگوں کا پیشہ کیا ہے؟"

فرہاد نے جواب میں کہا- "وہاں دیدار اور پیار کی خرید و فروخت ہوتی ہے"

خسرو نے کہا- "جان گنوانا پاگلوں کا کام ہے"

فرہاد نے جواب دیا- "راہ عشق میں جان گنوانا کوئی عجیب بات نہیں ہے"

خسرو نے سوال کیا- "تیرے دل میں شیریں کی کتنی محبت ہے؟"

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

فرہاد کا جواب تھا-''شیریں کی محبت میری رگ رگ میں رچی بسی ہے''

خسرو نے کہا-''شیریں کے عشق سے باز آجا''

فرہاد نے جواب دیا-''نصیحت کرنے سے عشق اور زیادہ ہو جاتا ہے''

خسرو نے پیشکش کی-''شیریں کو بھول جا' میں تجھے مالا مال کر دوں گا''

فرہاد نے جواب دیا''میں شیریں کے عشق پر سو شاہی تاج نچھاور کرتا ہوں''

خسرو پرویز نے کہا''شیریں شہزادی اور ملکہ ہے تیرے پلے کیا ہے؟''

''میرا دل اس سے بڑا خزانہ اور کیا ہو سکتا ہے؟''

آخر خسرو پرویز نے جھلا کر کہا''میں تجھے قتل کرا دوں گا''

فرہاد نے سینہ تان کر جواب دیا''میں حاضر ہوں- مجھے قتل کر دیا جائے- مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں''

قیصر و کسریٰ کے افسانے دنیا بھر میں مشہور ہیں- سلطنت روم اور سلطنت ایران کے یہ بادشاہ اور شہنشاہ جن کے نام سے پہلے قیصر اور کسریٰ کے لقب لگائے جاتے تھے- یہ جس قدر عظیم اور اعلیٰ قدر حکمران تھے اتنے ہی بڑے جابر اور ظالم بھی تھے- ان کے ایک اشارے سے مقتولین کے ڈھیر لگ جاتے تھے اور ان کے حکم سے کیا بچے کیا بوڑھے سب کو بے دردی سے ہاتھی کے پیروں تلے کچلوا کر ختم کر دیا جاتا تھا-

فرہاد جوش جنوں یا عشق شیریں کے جوش میں خسرو پرویز کو ترا تڑ جواب دے رہا تھا وہاں موجود درباری دانتوں میں انگلیاں دبائے خاموش بیٹھے تھے- شاپور بار بار فرہاد اور خسرو پرویز کی گفتگو کو ختم کرنے کی کوشش کرتا مگر خسرو اسے ہاتھ کے اشارے سے روک رہا تھا-

آخر شاپور سے صبر نہ ہوا اور چیخ پڑا-

''اے ایران کے عظیم کسریٰ اور اپنے وقت کے سب سے بڑے تاجدار خسرو پرویز آپ کو اپنی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کی قسم اب بس کیجئے اور دیوانے اور سودائی فرہاد کی بدکلامی سے درگزر فرمایئے''

''نہیں شاپور ایسا نہیں ہو سکتا''خسرو پرویز دھاڑا''اس ذلیل کیڑے نے ہمیں جواب دے کر ہماری توہین کی ہے- اب اسے دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں''

''اے شہنشاہ اگر ایک پاگل اور دیوانے کو زندہ رہنے کا حق نہیں تو میرے قتل کا بھی حکم دیا جائے کیونکہ فرہاد میرا استاد بھائی ہے اور فرہاد کو میں ملکہ شیریں کے پاس لے کر گیا تھا اس لئے اس غلطی کی پاداش میں مجھے بھی زندہ رہنے کا حق نہیں اور مجھے بھی قتل کرا دیا جائے''

یہ کہتے ہوئے شاپور شہنشاہ ایران خسرو پرویز کا خاص مشیر کار سر دربار کھڑا ہو گیا- پورا دربار تھرا اٹھا- تمام لوگوں کی نظریں خسرو اور فرہاد سے ہٹ کر شاپور پر جم گئیں خسرو پرویز بھی اپنے مشیر شاپور کو گھورنے لگا-

شاپور نے چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولنا شروع کیا-

''اے ایران کے عظیم شہنشاہ آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ آپ ایک دیوانے سودائی کے قتل کا حکم دیں اگر آج فرہاد آپ کے حکم سے قتل کر دیا گیا تو کل کا مورخ آپ کو معاف نہیں کرے گا اور آپ کے نام سے پہلے''قاتل شہنشاہ'' کا گھناؤنا لقب لگ جائے گا- اس لئے آپ اس دیوانے کو معاف کر کے اس کی دعائیں لیجئے''

خسرو پرویز کو شاپور کی یہ نصیحت اور مشورہ اچھا تو نہیں لگا پھر بھی وہ فرہاد کو معاف کرنے پر آمادہ ہو گیا-

''ہم نے شاپور کی خاطر اس دیوانے کو معاف کیا''آخر خسرو پرویز نے اعلان کر دیا-

اب شاپور آگے بڑھ کر فرہاد کے قریب پہنچا اور نرم لہجے میں بولا-

''اے فرہاد- اگر تو کسی وجہ سے دیوانہ اور سودائی ہوا ہے تو دوسروں کو دیوانگی کی دعوت مت دے جا تجھے کسریٰ ایران شہنشاہ خسرو پرویز نے معاف کر دیا- اب تو آزاد ہے اور جہاں چاہے جا سکتا ہے مگر اب تجھے یہ وعدہ کرنا پڑے گا تو کوہ بستیوں کے غاروں میں پابند رہے گا اور وہاں سے باہر قدم نہیں نکالے گا- جا فرہاد تو اپنے مسکن کی طرف چلا جا- تو وہاں جو چاہے کر سکتا ہے مگر تیرے دیوانگی کے نعرے کوہ بے ستوں کے غاروں تک محدود رہنے چاہئیں''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

پھر شاپور اس کا ہاتھ پکڑ کر دربار شاہی سے باہر لے گیا "او دیوانے یا فرہاد مجھے تیرے عشق و عاشقی سے کوئی سروکار نہیں۔ تو جو چاہے وہ کر سکتا ہے مگر اس بات کا خیال رہے کہ شہنشاہ خسرو نے تیری جان بخشی کر کے تجھ پر احسان عظیم کیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اب تجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس کی وجہ سے مجھے شہنشاہ کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہونا پڑے"

فرہاد نے رک کر ایک لمبا سانس لیا پھر اس طرح بولا جیسے کوئی اعلیٰ درجے کا عالم و فاضل بولتا ہے۔ اس نے کہا۔

"میرے دوست اور میرے استاد بھائی شاپور۔ مجھے اپنی زندگی کی اتنی فکر نہیں جتنی تمہاری عزت و وقار کی ہے۔ تم نے میری ذمہ داری اٹھائی ہے اور اپنی جان پر کھیل کر میری زندگی بچائی ہے اب مجھے عشق شیریں کی قسم ہے کہ میں مرتے مر جاؤں گا مگر نہ تو کوہ بے ستوں کے غاروں سے نکلوں گا اور نہ میرے "نعرہ شیریں" کی گونج کوہ بے ستوں کی بلند و بالا دیواروں کے باہر پہنچ سکے گی"

فرہاد کے اس یقین دہانی کے بعد شاپور کو اطمینان ہو گیا کہ اب فرہاد انسان بن کے رہے گا۔

☆☆☆

اٹھارہواں باب

مگر فرہاد کو وہاں سے گئے ہوئے مہینہ ڈیڑھ مہینہ ہوا تھا کہ خسرو پرویز پر پھر شیریں کا بھوت سوار ہو گیا۔

چنانچہ خسرو پرویز نے ملکہ شیریں کو اس دن ایک نامہ روانہ کیا جو کچھ اس طرح تھا

"نامہ فرستادن خسرو بطرف شیریں"

نامہ از طرف کسریٰ خسرو پرویز شاہوں کا شاہ

بنام حسن کی دیوی ملکہ شیریں تاجدار ارمن گرجستان اے جان سے زیادہ عزیز اور پیاری مدہ شیریں

تیری راہ دیکھتے دیکھتے میری آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔

اے شیریں بے شک تو شیریں ہے اور تیری باتیں شیریں ہیں۔

مدت ہوئی جب میں نے تجھے ایک چشمے پر دیکھا تھا

وہ زمانہ اور تھا اور اب کا زمانہ اور ہے

اس وقت میں شہزادہ تھا اور اب خود مختار تاجدار ہوں اگر تیرے بغیر میری دنیا اور میری رات کے مانند ہے

میں تیرے حسن و جمال کا عاشق ہوں مگر مجھے ایک بات کا بہت افسوس ہے۔

میرا خیال تھا کہ ارمن کی ملکہ بہت سمجھدار اور سیانی ہو گی مگر.....

مگر تو نے فرہاد سے ناطہ جوڑ کر سلطانوں کی شان کو بٹہ لگا دیا ہے

آدمی کو آدمی پسند کرتا ہے اور فرشتوں کے دوست فرشتے ہوئے ہیں۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

اور بادشاہوں کے رشتے بادشاہوں سے ہوتے ہیں
تو نے ننگے بھوکے فرہاد کو دل میں جگہ دے کر اچھا کام نہیں کیا۔
تیری دوسری باتیں سب اچھی ہیں مگر تیرا یہ قدم غلط ہے۔
تجھے اپنی اصلیت اور حقیقت کا علم ہونا چاہئے کیونکہ موتی 'موتی کو پہچانتا اور.....
روڑا اور پتھر تو پتھر اور روڑے کے ساتھ ہوتے ہیں
میں شہزادہ خسرو ہوں اور تو شہزادی شیریں ہے
یہ غلط ہے کہ ایک مزدور کو محل شاہی میں جگہ دی جائے تو بھوکے اور سودائی کے پیچھے لگ کر خود بھی سودائی ہوگئی ہے۔

نامہ خواندن شیریں ومشورہ کردن با نگار بانو

شاہ ایران خسرو پرویز نے یہ خط بذریعہ شاپور ملکہ شیریں کے پاس بھیجا تھا۔ شاپور نامہ خسرو لے کر ملکہ شیریں کے حضور حاضر ہوا اور ملکہ شیریں کو اس خط کے علاوہ کچھ زبانی باتیں بھی بتائیں جو شاہ ایران نے اس کے ذریعہ شیریں سے کہلوائی تھیں۔ شاپور نے نرم گرم تمام باتیں ملکہ شیریں کے گوش کر دیں۔

خسرو پرویز کا خط پڑھنے اور اس کے زبانی پیغام بذریعہ شاپور آنے کے بعد ملکہ شیریں نے اس سلسلے میں اپنی رازدار سہیلی اور مشیر کار نگار بانو سے صلاح ومشورہ کرنا شروع کیا۔

ملکہ شیریں نے کہا ''خسرو پرویز نے اپنے اس پیغام یا محبت نامہ میں انتہائی سخت باتیں تحریر کی ہیں۔ اس نے مجھ پر جھوٹے بہتان تراشے ہیں مجھے شاہ ایران کا بہت پاس اور لحاظ ہے مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ وہ غریب اور مجھ سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرنے والے فرہاد کی توہین کرے''۔

نگار بانو نے ملکہ شیریں کو سمجھایا ''ملکہ شیریں کو یہ علم ہونا چاہئے کہ حکومتوں کے شہنشاہ اور خود مختار تاجدار اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے بلکہ الٹا دوسرے کو الزام دیتے ہیں۔ اس لئے میرا مشورہ ہے کہ خسرو پرویز کو جواب لکھنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جائے اور آپ اس پر اپنی ناراضگی اور غصہ نہ ظاہر ہونے دیں۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ ملکہ شیریں کے مقابلہ میں خسرو پرویز کی طاقت دس بیس گنا

نہیں بلکہ سو گنا اور ہزار گنا زاید ہے۔ اس لئے ملکہ کو چاہئے کہ وہ غم وغصہ اور دل کی اصل بات کو دل میں رکھیں اور خط میں صلح وصفائی کا راستہ اختیار کریں''

ملکہ شیریں نے نگار بانو کا مشورہ قبول کیا اور اس کے کہنے کے مطابق خسرو پرویز کو اس طرح جواب لکھا

فرستادن شیریں جواب نامہ بطرف خسرو

''اے شاہ ایران خسرو پرویز

آپ کا نامہ محبت بذریعہ شاپور موصول ہوا۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ شاہوں کے شاہ اور سلطانوں کے سلطان ہیں مگر یہ بھی خیال رہے کہ قدرت نے میرے سر پر بھی شاہانہ تاج رکھا ہے اور ایک علاقہ کی بادشاہی مجھے سونپی ہے۔ جہاں تک فرہاد تیشہ بردار کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس غریب کو معاف کر دیں کیونکہ عشق ومحبت کرنا ہر انسان کا حق ہے۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو کرنے دیجئے جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اس کے لئے سوائے یہ کہنے کے کہ فرہاد کی محبت اور عشق روحانی ہے جبکہ آپ کی محبت جسمانی ہے۔

میں جانتی ہوں کہ شاہ دوراں کسریٰ ایران دنیا کی عظیم طاقت ہیں اور کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھے آپ کا دنیا میں سب سے زیادہ خیال ہے۔ رہا آپ کا یہ حکم کہ میں فوراً مدائن واپس آجاؤں تو اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ آپ عظیم بادشاہ ہیں اس لئے آپ صبر عظیم کا مظاہرہ کیجئے اور اپنے دل پر قابو رکھئے۔ اگر آپ آنے والی بہار میں ارمن گرجستان کی سرزمین کو اپنی آمد سے عزت بخشیں تو نوازش ہوگی۔ میں آپ کے استقبال اور قدم بوسی کے لئے اگلی بہار میں چشم براہ ہوں گی اور آپ کے ساتھ ہی ''مدائن'' آنے پر فخر کروں گی۔

میری بہن اور قیصر روم کی شہزادی مریم کو میری طرف سے سلام دعا پہنچائی جائے۔''

شاپور جواب شیریں لے کر دربار کسریٰ میں حاضر ہوا۔ خسرو پرویز نے شیریں کا خط مزے لے لے کے پڑھا۔ شیریں کا خط کیا تھا۔ نرم وگرم اور محبت ونفرت کا ایک پلندہ تھا۔

خسرو پرویز نے اس سلسلے میں جب شاپور سے مشورہ لیا تو شاپور نے واضح الفاظ میں جواب دیا

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

"اے شاہ دوراں! ملکہ شیریں کے خط سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس کے بارے میں آپ کے تمام خدشات بے بنیاد ہیں آپ اگلی بہار تک دل پر قابو رکھئے پھر جب ملکہ شیریں یہاں آجائے تو اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیجئے کہ وہ پھر آپ کو چھوڑ کر ارمن گرجستان واپس نہ جائے"

خسرو پرویز نے شاپور کی ہاں میں ہاں ملا کر اسے مطمئن کر دیا بلکہ وعدہ کیا کہ وہ بہار سے پہلے ملکہ شیریں اور فرہاد کے سلسلے میں کوئی قدم نہ اٹھائے گا مگر اس کے فوراً ہی بعد اسے شیطان نے بھڑکایا اور اس کے کان میں جیسے پھونکا کہ اے خسرو پرویز تیری ملکہ شیریں نے تجھے جھوٹی تسلیاں دی ہیں اور یہ کہ وہ فرہاد بے نوا کی محبت میں گرفتار ہے اس لئے ارمن گرجستان سے آنے میں حیلے بہانوں سے کام لے رہی ہے۔

اور پھر ایک رات خسرو پرویز نے آپ ہی آپ یہ فیصلہ کیا کہ ملکہ شیریں کو اب ایک لمحہ کے لئے بھی ارمن میں نہیں چھوڑا جا سکتا اور اگر وہ خوشی اور رضا مندی سے واپس نہیں آنا چاہتی تو اس کے خلاف طاقت کا استعمال کیا جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ خسرو پرویز نے شاپور کے سامنے کھلے الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ وہ شیریں اور فرہاد کے تعلقات کو کسی طور بھی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے وہ فوری طور پر ملکہ شیریں کو ارمن سے رضامندی یا ناراضگی سے جیسے بھی ممکن ہوگا واپس لائے گا اور اگر درمیان میں فرہاد آیا تو ہمیشہ کے لئے راستے سے ہٹا دیا جائے گا۔

اس سلسلے میں خسرو پرویز نے اپنے امیروں اور وزیروں کو بھی اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کی چنانچہ اس نے ایک مجلس شوریٰ منعقد کی اور کھلے الفاظ میں کہا۔

"اے میرے وفادار امیر و وزیرو۔ میں نے اپنے مرتبہ اور رتبہ سے گر کر ملکہ شیریں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اسے ایک محبت بھرا خط بھی بھیجا جس میں اسے تاکید کی گئی کہ وہ ارمن گرجستان چھوڑ کے فوراً شاہی محل واپس آجائے کیونکہ ملکہ ارمن شیریں اب ملکہ ارمن نہیں بلکہ تاجدار اور شاہوں کے شاہ اور بادشاہوں اور حکمرانوں کے حکمران خسرو پرویز کی ملکہ ہے اور اسے ملکہ ایران بن کر مدائن کے محل شاہی میں رہنا چاہئے"

یہ کہہ کر خسرو پویز خاموش ہوا تا کہ اپنے امراوزرا کا رد عمل دیکھے۔ جب دیر تک خاموشی طاری

رہی اور کسی نے بھی کوئی رائے یا مشورہ پیش نہ کیا تو خسرو پرویز نے خود ہی ملکہ شیریں کے خلاف بولنا شروع کر دیا۔

خسرو پرویز نے کہا۔

"ملکہ شیریں نے شاہی خط کے جواب میں لکھا ہے کہ وہ اگلی بہار تک ارمن و گرجستان سے واپس نہیں آسکتی ہاں اگر شاہوں کے شاہ نے بہار کے بعد اسے بلوانے یا اپنے ساتھ لے جانے کا حکم دیا تو ملکہ اس پر اپنا سر تسلیم خم کرے گی اور بادشاہوں کے بادشاہ خسرو پرویز کو ملکہ ارمن میں اپنا مہمان بنائے گی۔

پھر ذرا رک کر خسرو نے پھر کہنا شروع کیا۔

"ہمیں ملکہ شیریں کے اس جواب سے دھوکہ فریب اور مکاری کی بو آتی ہے۔ ہم ملکہ کے کردار پر کوئی شبہ نہیں کرتے مگر ملکہ نے اپنے ملک ارمن گرجستان میں یہ وطیرہ بنالیا ہے کہ وہ روزانہ یا ہر ہفتے سنگتراش فرہاد سے ملنے جاتی ہے جس کے بارے میں لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرتے ہیں اور اب تو لوگ یہ بھی کہنے لگے ہیں کہ ملکہ شیریں مدائن کے محلات کا آرام و آسائش چھوڑ ہمیشہ کے لئے ارمن میں سکونت اختیار کرنا چاہتی ہے اس لئے وہ مدائن واپسی سے خود کو بچانا چاہتی ہے۔ ملکہ شیریں دراصل ارمن میں اس لئے رہنا چاہتی ہے کہ وہ "فرہاد" سے گاہے گاہے ملاقات کرتی رہے"

اس کے ساتھ ہی خسرو پرویز نے تلوار نیام سے نکال لی اور انتہائی غصے میں کہا۔

"ہم یعنی نوشیرواں کے پوتے اور حقیقی وارث خسرو پرویز آج اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم ملکہ شیریں کو ایک بار پھر پیار محبت سے مدائن آنے کی دعوت دیں گے لیکن اگر اس نے اس بار بھی حیلہ بہانہ کیا تو ہم مجبور ہو کر ملکہ شیریں کو خوشی یا ناراضگی ہر حالت میں مدائن واپس لے آئیں گے"

خسرو پرویز کی رائے اور فیصلے سے کون انکار کر سکتا تھا چنانچہ سب نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ خسرو پرویز نے دیکھا کہ دربار کے تمام امیر و وزیروں نے اس کی رائے سے اتفاق کیا ہے مگر اس کا خاص مشیر کار "شاپور" اس سلسلے میں بالکل خاموش ہے۔

اس وقت خسرو پرویز نے شاپور کو ذرا تلخ الفاظ میں مخاطب کیا۔

''شاپور۔ کیا بات ہے۔ تمام امراو وزرا نے ہماری رائے سے اتفاق کیا ہے مگر تم خاموش ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ملکہ شیریں اپنے ملک میں رہ کر فرہاد کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی رہے''

''عالیجاہ'' شاپور تقریباً چیخ پڑا۔ ''عالیجاہ! آپ ملکہ شیریں کی توہین کر رہے ہیں پھر ملکہ شیریں اب ملکہ ارمن گرجستان نہیں بلکہ کسریٰ ایران کی ملکہ ہیں اور ان کی توہین پورے ملک اور سلطنت ایران کی توہین ہے۔ آپ ملکہ شیریں پر الزام لگا کر ہم سب کی توہین کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے خداوند یزداں کی بھی توہین ہے کیونکہ یزداں تو سراپا عز و نیاز ہیں۔ وہ سوائے سلطنت کے باغیوں کے اور کسی کو سزا دینے کی اجازت نہیں دیتے''

یزداں کا نام سن کر خسرو پرویز گھبرا گیا۔ اس وقت تمام ایرانی یزداں کو سجدہ کرتے اور اسے دین و دنیا کا خدا سمجھتے تھے۔ خسرو پرویز گھبرایا تو پورا دربار تھرا اٹھا۔

خسرو پرویز نے درباریوں کی نظروں کو پڑھا اور یہ محسوس کیا کہ اس کے تمام درباری اس کے فیصلے سے ناراض دکھائی دے رہے ہیں اور یزداں کے حوالے سے تو ان کے منہ اور زیادہ بگڑ گئے تھے کیونکہ یزداں ان کا سب سے بڑا خدا تھا۔

خسرو پرویز اگرچہ مطلق العنان حکمران تھا اور کسی کے قتل و موت کا حکم دے سکتا تھا مگر جب اس نے دربار کا رنگ بگڑتے دیکھا تو فوراً اپنے تخت سے اتر کر تخت کے دائیں جانب پانچ گز کے فاصلہ پر بچھی ہوئی سونے کی ایک چوکی کی طرف بڑھا۔ اس سونے کی چوکی پر ایرانیوں کے خدائے یزداں کا نمائندہ بیٹھا کرتا تھا جو اہم معاملات میں بادشاہ وقت کو مشورہ دیتا تھا۔

خسرو پرویز آہستہ قدم اٹھاتا اس چوکی کے سامنے پہنچا۔ خسرو پرویز کو تخت سلطنت سے اٹھتے دیکھ کر اس کی پیروی میں، تمام درباری بھی اٹھ کے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور پریشان ہو کر یزداں کے نمائندے کی چوکی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عام دنوں میں اس چوکی پر کسی کی نظر نہ جاتی تھی مگر آج سب کی نظریں ادھر ہی لگ کے رہ گئی تھیں۔

خسرو پرویز چوکی کے پاس پہنچ کر رکا پھر اس نے اپنے سینے پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور ذرا سا خم

ہو کر یزداں کے نمائندے سے نہایت نرم لہجے میں گویا ہوا۔

''اے خدائے یزداں کے پرتو میری رہنمائی فرمائیے''

''ایران کا کسریٰ کیا چاہتا ہے اور یزداں کی مخلوق کی کیا خواہش ہے''

خسرو پرویز نے سخت نظروں سے شاپور کو دیکھا اور کہا۔

''اے پرتو خدائے یزداں۔ ایران کے خلقت تو وہی چاہتی ہے جو میری خواہش ہے مگر اس وقت صرف ایک شخص نے جو کہ ہمارا مشیر خاص ہے، میرے احکام کی مخالفت کی ہے''

''کسریٰ ایران کا خیال غلط ہے'' یزداں کے نمائندے نے جو ایک اونی کمبل میں لپٹا چوکی پر بیٹھا تھا، بڑے رعب و جلال سے کہا۔

''تمہاری مخالفت کرنے والا اگرچہ تمہارا مشیر ہے مگر پہلے وہ ایران کی اور خداوند یزداں کی مخلوق ہے اس لئے اس کی بات کو رد نہیں کیا جا سکتا''

خسرو پرویز بڑا اجز بز ہوا اور پیر پٹختے ہوئے بولا۔

''اے پرتو جلال و جمال یزداں۔ میرے مشیر کو اس معاملہ میں دھوکہ ہوا ہے۔ وہ فریب کھا گیا ہے حالانکہ وہ ایک وفادار اور عقل مند مشیر کار سرکار ہے''

''کیا فریب۔ کیا فریب۔ تفصیل بیان کی جائے؟'' یزداں کے نمائندے نے اسی بے نیازی سے حکم دیا۔

''اے پرتو یزداں'' اب خسرو پرویز کی آواز نرم ہو گئی تھی ''میں نے ارمن گرجستان کی تاجدار کو اپنی شریک حیات بنایا تھا مگر اس نے مجھے دھوکہ دیا''

''کیا خسرو پرویز نے تاجدار گرجستان سے باقاعدہ شادی کی تھی یا وہ ان کی کنیزوں میں پہلے سے داخل تھی؟'' پرتو یزداں نے ایک چبھتا ہوا سوال کیا۔

''تاجدار گرجستان ایک آزاد ملک کی تاجدار ہے اور میں نے اس سے باقاعدہ شادی کی ہے'' خسرو پرویز نے گھٹی گھٹی آواز میں جواب دیا ''وہ باقاعدہ میری بیوی ہے''

''ٹھیک ہے وہ کسریٰ ایران کی باقاعدہ بیوی اور شریک حیات ہے مگر اس نے کیا فریب دیا

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

ہے اور اس فریب سے تخت ایران یا رعیت ایران کو کیا نقصان پہنچا ہے؟ یزداں نمائندے نے دوسرا چبھتا ہوا سوال جڑ دیا۔

خسرو پرویز تلملا کر رہ گیا اور پھر قدرے غصے سے بولا

''وہ ایوان مدائن چھوڑ کے چلی گئی ہے اور.....''

''کہاں چلی گئی ہے ملکہ ایران؟'' اور یزدان کے نمائندے نے خسرو کو ہاتھ کے اشارے سے تحمل سے کام لینے کا حکم دیا۔

''ملکہ ایران اس وقت ملک ایران چھوڑ کر اپنی ریاست ارمن گرجستان گئی ہوئی ہے۔ خسرو نے جواب دیا۔

''کیا ملکہ ایران بغیر شاہ ایران کی اجازت کے اپنی ریاست میں واپس گئی ہے؟''

''ملکہ مجھ سے اجازت لے کر گئی ہے''

''پھر وہ تخت ایران اور کرسئ ایران کی دشمن نہیں ہو سکتی'' یزداں کے نمائندے نے خسرو پرویز کو لاجواب کر دیا۔

خسرو نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا شاید وہ کسی سے حمایت کا طالب تھا۔

یزداں کے نمائندے نے بات خود ہی آگے بڑھائی اس نے کہا۔

''ملکہ ایران نے اپنے ملک اپنے وطن جانے کی کوئی غلطی نہیں کی اور نہ اس سے تخت ایران یا تاجدار ایران کی توہین یا مخالفت کا کوئی پہلو نکلتا ہے''

''مگر.....؟'' خسرو پرویز نے اپنی مٹھیاں کس لیں۔

''ملکہ ایران پر کوئی اور الزام ہو تو بیان کیا جائے'' نمائندہ یزدان نے پروقار لہجے میں کہا۔

''وہ.....وہ.....اس وقت کوہ بے ستوں کے غاروں میں ایک تیشہ بردار فرہاد کے ساتھ ہے''

خسرو پرویز جیسے پھٹ پڑا۔ اس کے ہاتھ پیر اس وقت کانپ رہے تھے۔

''وارث سلطنت ایران اپنی ملکہ پر الزام لگانے سے خود کو روکے'' نمائندے نے اس تنبیہ کی۔ ''خسرو پرویز نے ملکہ ایران سے باقاعدہ شادی کی ہے اور ملکہ اس وقت خسرو پرویز یعنی اپنے

حقیقی شوہر کی اجازت سے اپنی ریاست گئی ہوئی ہے۔ اگر یہ الزام ہے تو اسے قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ملکہ ایران ہی نہیں ایران کی تمام رعایا کی بھی توہین ہے اور اگر یہ حقیقت ہے اس کا ثبوت بمعہ عینی گواہوں کے پیش کیا جائے''

تاجدار ایران خسرو پرویز کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اسے تو اس کے ہرکاروں نے یہی بتایا تھا کہ ملکہ شیریں کوہ بے ستوں فرہاد سے ملنے جاتی ہے۔

اس وقت کرسئ ایران کی بہت بری حالت تھی۔ نہ جانے رفتن نہ پائے ماندن۔ اگر دربار چھوڑ کر جاتا ہے تو تمام درباری اس کے مخالف ہو جائیں گے اور اگر وہاں ٹھہرتا ہے تو اسے ملکہ شیریں کی رنگ رلیوں کا ثبوت دینا ہوگا۔

آخر اس نے پانی ذہانت سے اپنی بچت کی ایک صورت نکال ہی لی۔

اس نے کہا ''اے پرتو یزداں مجھے ثبوت اور عینی گواہ پیش کرنے کے لئے مہلت دی جائے''

یزداں کے نمائندے نے اسے فوراً اجازت دے دی خسرو پرویز نے اپنے تخت پر واپس جا کر دربار برخاست کرنے کا حکم دیا۔

اس طرح یہ بھاری دن خسرو پرویز کے سر سے ٹل گیا۔ سرکار دربار میں چاپلوس، چمچے اور لگائی بجھائی کرنے والے تو ہوتے ہی ہیں غرض یہ کہ خسرو پرویز جس قدر عظیم بادشاہ اور شہنشاہ تھا اس کے دربار میں اتنے ہی بڑے بڑے چاپلوس اور چمچے بھی تھے انہی چمچوں میں سے ایک کی عزیز داری ارمن گرجستان میں تھی۔ جن دنوں شیریں اپنے دیس اور ملک گئی ہوئی تھی انہی دنوں یہ چمچہ اپنے عزیزوں سے ملنے ارمن گیا اس کے پرانے دوست بھی اس سے ملنے آئے ظاہر ہے کہ جب پرانے دوست ملتے ہیں تو آپس میں خوب کھلی ہوئی باتیں ہوتیں ہیں وہ جس دن سے ارمن آیا تھا اسی دن سے وہ شیریں کا حال چال معلوم کرنے کی فکر میں تھا۔ پہلے تو اس نے چاہا کہ شریں کے دربار میں پیش ہو کر اسے سلام کرے اور کچھ مال پانی بنائے مگر ڈرا کہ کہیں شیریں جو ارمن گرجستان کی ملکہ ہونے کے علاوہ ملکہ ایران بھی تھی ناراض نہ ہو جائے اس لئے وہ ڈر گیا اور شیریں کے دربار کا رخ نہ کیا

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

ایران کے دارلسلطنت مدائن کا یہ درباری چمچہ جس کا نام ملاقی تھا بڑی پہنچ کا بندہ تھا- اس کے تعلقات شہنشاہ ایران خسرو پرویز سے تو نہیں تھے مگر وہ خسرو کے مشیر شاپور کا بڑا یار تھا ملاقی کے ملک ارمن میں آنے کے دوسرے ہی دن اس کے دوستوں نے اسے بتایا کہ ملکہ شیریں شہنشاہ سے جھگڑا کر کے واپس اپنے دیس آ گئی ہے اور اب اس کا واپس جانے کا ارادہ نہیں جبکہ ملاقی نے مدائن میں یہ سنا تھا کہ ملکہ شیریں، شہنشاہ خسرو پرویز کی اجازت سے اپنے ملک کچھ دنوں کے لئے گئی ہے-

☆☆☆

انیسواں باب

ملاقی نے یہ بھی سنا کہ ملکہ شیریں کے لئے ارمن گرجستان میں جو محل تعمیر ہوا تھا اس کی رونق بڑھانے کے لئے ایک نہر کوہ بے ستون سے نکال کے لائی گئی ہے اور یہ نہر جو اب قصر شیریں کی دیوار کو بوسہ دیتی ہوئی محل کے ساتھ بہتی ہے وہ ایک سنگ تراش اور تیشہ بردار فرہاد کی محنت کا نتیجہ ہے-

یہ اور اس طرح کی تمام باتوں سے ملاقی واقف تھا- اس نے ملکہ شیریں کے ارمن کے محل کی کنیزوں سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ ملکہ شیریں چاندنی راتوں میں فرہاد سنگ تراش سے ملنے جایا کرتی ہے چنانچہ اس کی تصدیق کے لئے ملاقی نے ایک روشن رات کو ملکہ شیریں کا تعاقب کیا اور اس مقام پر پہنچ گیا جہاں ملکہ شیریں اور فرہاد ملا کرتے تھے-

ملکہ شیریں اور فرہاد کی ملاقات عام طور پر ایک چٹان کے اس سرے پر ہوا کرتی تھی جہاں سے دور دور تک صاف نظر آتا تھا- بس ملاقی ایک رات اس چٹان کے سرے کے قریب وقت سے بہت پہلے بیٹھ گیا- پھر جب رات ہوئی اور روشن چاند نے چاروں طرف اپنی نرم اور خنک چاندنی بکھیر دی تو ملکہ شیریں وہاں اپنی چند راز دار کنیزوں کے ساتھ وہاں پہنچی-

فرہاد اس جگہ ملکہ شیریں کے آنے سے پہلے ہی بیٹھا ہوا تھا- اس نے آگے بڑھ کر ملکہ شیریں کا استقبال کیا اور یہ استقبال اس طرح کیا کہ جب ملکہ شیریں اس کے قریب پہنچی تو فرہاد اس کے سامنے اس طرح جھکا جیسے وہ اسے سجدہ کر رہا ہو-

شیریں نے فرہاد کو سہارا دے کر اٹھایا اور کہا-

''فرہاد تم اس طرح میرا استقبال نہ کیا کرو''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''کیوں؟'' فرہاد نے جذبات سے پر لہجے میں جواب دیا۔

''اس لئے کہ میں کوئی دیوی نہیں بلکہ تمہاری طرح ایک انسان ہوں'' شیریں نے بھی بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ملکہ شیریں۔تم دیوی نہیں بلکہ میرے لئے یزداں اور میری زندگی.....''

''چپ ہو جاؤ فرہاد'' شیریں نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا ''تمہاری ان وحشیانہ اور دیوانگی کی باتوں سے مجھے الجھن ہوتی ہے۔تم جانتے ہو کہ میرے ساتھ چند کنیزیں آتی ہیں جنہیں میں تمہارے ملنے سے پہلے پیچھے ہی چھوڑ دیتی ہوں اگر انہوں نے تمہاری یہ دیوانی اور بے سری باتیں سن لیں تو کیا سوچیں گی''

''اچھا میں کچھ نہیں کہوں گا مگر'' یہ کہتے ہوئے فرہاد شیریں کے سامنے جھک گیا۔

شیریں بھی شاید جذبات میں ڈوب گئی۔اس نے آہستہ اور محبت سے فرہاد کے سر کو سجدے سے اٹھایا اور پھر جذبات میں ڈوبے ہوئے لہجے میں بولی۔

''فرہاد۔میں تم سے ملنے آتی ہوں تمہارے سجدے لینے نہیں آتی۔اگر تم ان باتوں سے باز نہ آئے تو میں یہاں آنا چھوڑ دوں گی''

یہ سن کر فرہاد بالکل مودب ہو گیا اور گڑگڑا کر رونے لگا۔

''اس دفعہ معاف کر دو۔اب میں ایسا کبھی نہیں کروں گا''

یہ کہہ کر اس نے سر جھکا لیا آنکھیں بند کر لیں اور سسکیاں ہی بھرنے لگا۔

ملاقی' شیریں اور فرہاد کی باتوں کو غور سے سن رہا تھا۔اس کی نظر دونوں کی ہر حرکت پر تھی۔ اسے چند لمحوں بعد ہی یقین ہو گیا کہ شیریں اور فرہاد ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور ان کے بارے میں جو افواہیں مدائن اور ارمن گرجستان میں اڑ رہی ہیں وہ افواہیں نہیں بلکہ حقیقت ہیں اور ملکہ شیریں واقعی خسرو پرویز کو فریب دے کر فرہاد سے ملنے مدائن سے یہاں آئی ہوئی ہے۔

شیریں اور فرہاد کی یہ ملاقات کافی دیر جاری رہی۔ملاقی کو پیار و محبت کی باتیں سننے یا دیکھنے کا پہلے کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے وہ ان کی ہر حرکت کو دیوانہ پن اور پھوہڑ پن سمجھتا رہا مگر اسے اس

بات کا ضرور یقین ہو گیا کہ وہ ایک دوسرے کو دل و جان سے چاہتے ہیں اور اب کسی اور بات کو دیکھنے یا سننے کی ضرورت نہ تھی اور وہ وہاں سے واپس جانا چاہتا تھا مگر مشکل یہ تھی کہ اگر وہ درمیان میں اٹھ کے آتا تو اس پر شیریں فرہاد کی نظر پڑ سکتی تھی۔اس لئے وہ وہاں اس وقت تک ٹھہرا رہا جب تک شیریں فرہاد باتوں میں مصروف رہے۔

پھر جب شیریں وہاں سے رخصت ہو گئی اور فرہاد کوہ بے ستوں کی بھول بھلیوں میں غائب گیا تو ملاقی چٹان کی آڑ پکڑتا ہوا نکلا اور آبادی کی طرف تیز تیز قدموں سے چلنے لگا۔اب اسے کسی مزید ثبوت یا تحقیق کی ضرورت نہ تھی اس لئے وہ ارمن گرجستان میں صرف چند گھنٹے اور ٹھہرا پھر مدائن کی طرف روانہ ہو گیا۔

مدائن اور ارمن گرجستان تک سفر گھوڑے پر تقریباً پانچ دن کا تھا جسے ملاقی نے مختصر کیا اور تیز گھوڑا بھگاتا ہوا چار دن بعد مدائن واپس پہنچ گیا۔

یہ رات کا وقت تھا اس لئے وہ شہر میں نہ نکل سکا اور رات بھر بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا پھر صبح ہوتے ہی وہ شاپور کے ڈیرے کی طرف روانہ ہو گیا۔شاپور گھر پر موجود تھا۔اسے معلوم ہوا کہ ملاقی' ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اس نے اسے فوراً اندر بلوا لیا۔شاپور اور ملاقی ایک دوسرے سے بڑی گرمجوشی سے ملے کیونکہ پیشے کے لحاظ سے دونوں کا تعلق ایک ہی پیشے یا فن سے تھا۔وہ دونوں چمچے یا چاپلوس تھے اور لگائی بجھائی کرنا ان کا فن تھا جس کی وہ روٹی کھاتے تھے۔شاپور بظاہر خود کو شہنشاہ کا مشیر یا شاہی مصور ظاہر کرتا تھا مگر اس کا کام اصل میں شہنشاہ کے لئے امیروں اور وزیروں کی مخبری کرنا تھا۔لطف کی بات یہ تھی کہ وہ خسرو پرویز اور شیریں دونوں کا مشیر یا مخبر تھا اور شیریں کو خوش کرنے کے لئے خسرو پرویز کی برائی کرنے سے بھی پرہیز نہ کرتا تھا اسی طرح وہ خسرو پرویز کے لئے شیریں کی عیب جوئی سے بھی نہ چوکتا تھا۔

چنانچہ جب ملاقی نے بتایا کہ وہ رات ہی میں ارمن گرجستان سے واپس آیا ہے تو اس نے ملاقی کو فوراً سینے سے لگا لیا اور پوچھا۔

''تم نے ملکہ شیریں کے بارے میں تو وہاں کچھ ضرور سنا ہو گا؟''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''سنا کیا ہوگا'' ملاقی بڑے جوش سے بولا ''میں نے تو اپنی ان آنکھوں سے سب کچھ دیکھا اور کانوں سے دونوں کی باتیں سنی ہیں''

''اس کا مطلب ہے کہ تم ملکہ شیریں کے محل میں بھی پہنچ گئے تھے'' شاپور نے پر امید نظروں سے ملاقی کو دیکھا۔

دراصل مدائن میں کچھ دنوں سے یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ ملکہ شیریں نے خسرو پرویز سے قطع تعلق کر کے سنگتراش فرہاد سے شادی کر لی ہے مگر اس افواہ کی اب تک کسی طرف سے تصدیق نہ ہو سکی تھی۔ خسرو پرویز نے ایک بار شاپور سے بھی پوچھا تھا کہ اسے ملکہ شیریں کی کوئی خبر یا خیریت معلوم ہوئی ہو تو بتائے مگر شاپور، شہنشاہ کو کوئی جواب نہ دے سکا تھا۔

ملاقی کے من میں تو لڈو پھوٹ رہے تھے۔ اس نے پر جوش لہجے میں کہا۔

''محلات میں ایسی باتیں نہیں ہوا کرتیں برادرم۔ میں نے تو یہ سب کچھ کوہ بے ستوں جا کر دیکھا ہے جہاں سنگتراش فرہاد رہتا ہے''

شاپور کو ملاقی کا ''برادرم'' کہنا ناگوار ہوا اس لئے کہ ملاقی ایک معمولی درجے کا مخبر یا چمچہ تھا جبکہ شاپور کے بارے میں سب جانتے تھے کہ وہ خسرو پرویز کا مشیر کار ہے۔ پھر شاپور اس کے اس ''خطاب'' کو پی گیا کیونکہ اس وقت ملاقی ایک خاص خبر لایا تھا۔

چنانچہ شاپور نے اپنے طور پر ملاقی کو معاف کرتے ہوئے پوچھا۔

''اچھا تو تم کوہ بے ستوں تک پہنچ گئے؟''

''جی ہاں برادرم'' ملاقی نے پھر ''برادرم'' کا لفظ دہرایا۔

''اچھا تو آگے بیان کرو'' شاپور اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا ''تم نے کوہ بے ستوں پر کیا دیکھا اور کیا سنا؟''

''یہی تو بتانے اور سنانے میں آپ کے پاس آیا ہوں'' ملاقی نے اور زیادہ بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے شاپور کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

''تو پھر انتظار کس کا ہے بتاتے کیوں نہیں؟'' شاپور نے جل کے کہا اور آہستہ آہستہ ہاتھ

ملاقی کے ہاتھ کے نیچے سے کھینچ لیا۔

آخر اس نے افسانوی انداز میں بتانا شروع کیا۔

''رات کا وقت تھا اور ہر طرف چاندنی چھٹکی ہوئی تھی'' اتنا کہہ کر ملاقی خاموش ہو گیا۔

''کچھ آگے بھی کہو گے کہ باتیں ہی بناتے رہو گے؟'' شاپور نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

''کہہ تو رہا ہوں سرکار'' ملاقی بولا ''چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ وہ آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے''

''کون آگے اور کون پیچھے'' شاپور جھلا اٹھا ''صاف صاف بات کیوں نہیں کرتے اگر کچھ صلہ لینا ہو تو بتاؤ میں پہلے تمہارا منہ تو بھر دوں''

ملاقی دراصل چاہتا تو یہی تھا کہ اپنی محنت یا کارکردگی کا صلہ حاصل کرے پھر بات کھولے مگر جب اس نے محسوس کیا کہ شاپور کو غصہ آ گیا تو وہ نرم پڑ گیا۔

''ایسی بات نہیں برادرم'' شاپور کو محسوس ہوا جیسے ملاقی نے اسے تھپڑ مار دیا ہو مگر وہ ضبط کر گیا اور ملاقی کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔

اور ادھر ملاقی وقت کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

''تو میرے سرکار آگے آگے ملکہ شیریں اور پیچھے پیچھے میں۔ یعنی آپ کا خادم اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی''

''یہ چاندنی کتنی بار چھٹکے گی'' آخر شاپور نے بات کاٹ دی۔

''ہاں تو میں اس کے پیچھے پیچھے تھا'' ملاقی نے سنی ان سنی کر دی'' ملکہ شیریں ایک ستون نما چٹان کے پاس جا کر رک گئی۔ اس وقت تیشہ بردار فرہاد چٹان کے پیچھے سے نکلا اور اس نے ملکہ کے پیروں پر سر رکھ دیا۔''

''ملکہ شیریں کے پیروں پر سر رکھ دیا؟'' شاپور نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہاں ہاں سر رکھ دیا سرکار'' ملاقی نے زور دے کر کہا ''سر ہی نہیں رکھا بلکہ شیریں کے پیروں پر لوٹنے لگا اور رو رو کر کہا کہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا بس تم روز اسی طرح میرے پاس آ جایا کرو میرے دل کو قرار مل جاتا ہے''

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''اور شیریں نے کیا کہا؟'' شاپور نے پوچھا-

''شیریں نے-شیریں نے کہا'' ملاقی سوچنے لگا پھر بولا

''ہاں مجھے یاد آ گیا شیریں نے کہا'' میرے پیارے فرہاد میں نے تمہارے لئے ایران کے شہنشاہ کو چھوڑ دیا ہے اور مدائن کے شاہی محلات پر لات مار کے تمہارے پاس آ گئی ہوں''

''اچھا تو یہ بات ہے'' شاپور نے غصے سے سر کو جھٹکا دیا-

پھر شاپور اٹھ کے اندر گیا اور ایک موتیوں کا ہار لے کے آیا-

''لے یہ تیرا انعام ہے'' شاپور نے ہار ملاقی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا'' یہ ہار مجھے خسرو پرویز نے انعام میں دیا تھا آج میں تجھے یہ انعام دے رہا ہوں- اب تو جا میں بھی خسرو کے پاس جاتا ہوں اور شیریں کی تمام حرکتوں سے اسے آگاہ کرتا ہوں''

ملاقی ہار پا کر نہال ہو گیا اس نے اپنے خیال میں تو کوئی بڑا کام نہ کیا تھا مگر اب یہ اس کی قسمت تھی کہ اسے اس کا اتنا بڑا انعام ملا- اس نے ہار کو چوم کر جیب میں رکھا پھر شاپور کو سلام کر کے واپس ہوا- پھر ایک گھنٹہ بھی مدائن میں نہ ٹھہرا اور وہاں سے روانہ ہو گیا- اسے یقین تھا کہ شہنشاہ خسرو پرویز جب یہ بات سنے گا تو قیامت برپا کر دے گا- شاپور ضرور بتائے گا کہ اسے میں نے یہ بات بتائی ہے- اس لئے اس کو بلا لیا جائے گا- پوچھ گچھ ہو گی پتہ نہیں اور کیا کیا ہو گا اس لئے مدائن سے ٹل جانا ہی بہتر ہے-

ملاقی کے جانے کے بعد شاپور غصے میں بھرا پورے برآمدے میں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر بھاگتا رہا اس نے صبح کا ناشتہ بھی نہ کیا اور سورج چڑھتے ہی دربار میں پہنچ گیا شاید وہ یہ بھی بھول گیا کہ خسرو پرویز کا دربار دوپہر گزرنے کے بعد لگتا ہے اور یہ بھی پتہ نہیں کہ آج دربار لگتا بھی ہے کہ نہیں کیونکہ دربار کا لگنا نہ لگنا خسرو پرویز کی مرضی پر منحصر تھا وہ اکثر کئی کئی دن دربار لگاتا ہی نہ تھا

شاپور نے دربار ہال میں پہنچ کے ناظم دربار سے شہنشاہ کے بارے میں دریافت کیا- ناظم نے اسے بتایا کہ شہنشاہ آج دربار نہیں لگائیں گے کیونکہ آج شہنشاہ خسرو پرویز اور ان کی ملکہ مریم دونوں ہی کی طبیعت ناساز ہے-

وہاں سے مایوس ہو کر شاپور ملکہ مریم کے محل پر پہنچا کیونکہ ملکہ شیریں کے جانے کے بعد خسرو پرویز عام طور پر اپنی راتیں ملکہ مریم کے محل میں گزارتا تھا- ملکہ مریم کے محل کا داروغہ شاپور کا دوست تھا- اس نے شاپور کو دیکھا تو آگے بڑھ کر اسے خوش آمدید کہا-

شاپور نے گھبرائے لہجے میں کہا'' مجھے آج شہنشاہ سے ضرور ملنا ہے تم میری کیا مدد کر سکتے ہو؟''

داروغہ مسکرایا اور بولا'' سردار شاپور کیا بات ہے آپ اس قدر پریشان کیوں نظر آ رہے ہیں؟''

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ تم آج مجھے شہنشاہ سے ملوا سکتے ہو کہ نہیں'' شاپور واقعی بہت پریشان تھا-

''ملواؤں گا اور ضرور ملواؤں گا'' داروغہ ہنسنے لگا'' شاپور بھائی بالکل فکر نہ کرو شہنشاہ بیدار ہو چکے ہیں- میں ابھی ان سے اجازت لے کر تمہیں ان کے حضور پیش کیے دیتا ہوں اور کچھ؟''

شاپور کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اس نے کہا-

''میں واقعی بہت پریشان ہوں- میں آج جو خبر شہنشاہ کو سناؤں گا اسے سن کے شہنشاہ ایران بھی پریشان ہو جائیں گے''

''یہ بات ہے'' داروغہ واپس ہوتے ہوئے بولا'' تو میں ابھی تمہیں شہنشاہ سے ملواتا ہوں''

داروغہ محل کے اندر گیا اور ذرا دیر بعد واپس ہو کر بولا

''اے شہنشاہ ایران خسرو پرویز کے مشیر خاص- شہنشاہ بہادر تمہیں یاد فرما رہے ہیں''

شاپور پہلے تو گھبرایا پھر خوش ہو گیا اور بولا-

''تمہارا بہت بہت شکریہ داروغہ بہادر''

یہ کہتے ہوئے شاپور داروغہ کی طرف بڑھا- داروغہ پلٹ کر محل کے اندر کی طرف چلا- شاپور تیز قدم اٹھاتا اس کے پیچھے چل رہا تھا-

دونوں کئی برآمدے اور صحن طے کرتے ہوئے ایک ایسی راہداری میں پہنچے جس میں بڑے چھوٹے کئی دروازے تھے اور وہ تمام کے تمام بند تھے داروغہ نے ایک بڑے دروازے پر رک کر کہا

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

''میرے پیچھے آجاؤ۔ شہنشاہ اور ملکہ مریم اس وقت ناشتہ پر ہیں''

شاپور خسرو پرویز کا مشیر خاص بھی تھا اور ایک وفادار دوست بھی مگر آج تک وہ کبھی شہنشاہ سے ناشتہ کے وقت نہیں ملا تھا۔ اس نے سن رکھا تھا کہ خسرو پرویز سوائے ملکہ ایران کے اور کسی کو بھی اپنے پاس ناشتے کی میز پر نہیں بلاتا تھا۔ آج داروغہ کے علاوہ شاپور شہنشاہ ایران خسرو پرویز سے ناشتے کی میز پر ملاقات کر رہا تھا۔

خسرو پرویز نے شاپور کو آتے دیکھا تو دور ہی سے بولا۔

''آج داروغہ نے تمہاری خاص سفارش کی ہے اس لئے ہم نے تمہیں اپنے ناشتہ پر آنے کی عزت بخشی ہے''

''میں شہنشاہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں'' شاپور نے نیچے دیکھتے ہوئے خسرو پرویز کو جواب دیا ''اس کے ساتھ ہی داروغہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے یہاں تک پہنچایا''

خسرو پرویز ناشتہ سے ہاتھ روک کے بولا۔

''شاپور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم کوئی خاص خبر لے کر حاضر ہوئے ہو؟''

''جی عالیجاہ اور شہنشاہ معظم'' شاپور بھی سجدے تک جھک کے گویا ہوا ''میں اس وقت جس خبر کے ساتھ حاضر ہوا ہوں وہ نہایت اہم بھی ہے اور حد درجہ افسوسناک بھی''

خسرو پرویز کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ اس نے پورے شاہانہ جلال کے ساتھ کہا۔

''شاپور کیا تم نہیں جانتے کہ ہم صبح کے وقت اہم خبر تو سن سکتے ہیں مگر کسی افسوسناک خبر سننے کے ہم نہ روادار ہیں اور نہ ہمیں اس کی عادت ہے''

''اے شہنشاہ ایران'' شاپور نے بھی پورے وقار سے جواب دیا ''مجھے فراخ شاہانہ اور جلال شاہی کا نہ صرف علم ہے بلکہ میں ایسے حالات سے گزر بھی چکا ہوں مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جس خبر کو میں سنانے حاضر ہوا ہوں وہ خبر صرف افسوسناک ہی نہیں بلکہ انتہائی افسوسناک ہے''

خسرو پرویز نے شاہ پور کو گھورا ''شاپور کہیں ایسا تو نہیں کہ تم ہماری مہربانیوں کا فائدہ اٹھا رہے ہو؟''

''نہیں تاجدار ہرایران'' شاپور سنبھل کے بولا ''مجھے علم ہے کہ میری لائی ہوئی خبر کو سن کر

عالیجاہ میرے قتل کا حکم بھی دے سکتے ہیں''

''اس کے باوجود تم وہ خبر سنانے پر مصر ہو؟'' خسرو پرویز نے شاپور کو حیران نظروں سے دیکھا

''جی عالیجاہ'' شاپور نے بڑے تحمل سے کہا ''یہ خبر سن کر شہنشاہ ایران ماضی پر افسوس کریں گے اور آئندہ کے لئے انتہائی محتاط ہو جائیں گے''

''شاپور۔ جو خبر ہمیں آئندہ محتاط رہنے کا سبق دے اسے ہم ضرور سنیں گے'' خسرو پرویز نے ناشتہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔

''کہو شاپور کیا کہنا چاہتے ہو۔ ہم تمہیں ہر خبر کے لئے معاف کئے دیتے ہیں''

''میں عالیجاہ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے معاف کر کے دوبارہ زندگی کی نوید دی ہے''

شاطر اور چالاک شاپور نے دوبارہ اپنی زندگی کی ضمانت حاصل کر لی۔

''تو سناؤ شاپور'' شاپور جلدی سے بولا ''میں ملکہ عالیہ سے گستاخی کی معافی مانگتے ہوئے کہوں گا کہ وہ اس خبر کو ضرور سنیں اس لئے کہ اس خبر کا جس قدر میں ذمہ دار ہوں اس سے زیادہ ملکہ عالیہ ایران بھی ذمہ دار ہیں بلکہ وہ مجھ سے کہیں زیادہ اس خبر کی ذمہ دار ہیں''

''شاپور کیا کہہ رہے ہو تم؟'' خسرو پرویز دھاڑا۔

شاہ خسرو پرویز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولا۔

''کیا ملکہ عالیہ مریم نے شیریں کو گرجستان بھیجنے کی سفارش نہیں کی تھی؟''

''کی تھی..... پھر؟'' خسرو پرویز بارہ دھاڑا۔

''اور کیا میں نے ملکہ عالیہ کی سفارش کی تائید نہیں کی تھی؟''

''کیا کہنا چاہتے ہو شاپور؟'' خسرو پرویز اس قدر زور سے بولا کہ در و دیوار ہل کے رہ گئے۔

''سنئے عالیجاہ'' شاپور نے سانس لے کر کہا ''تو سنئے عالیجاہ کہ ارمن گرجستان کی شیریں نے ملکہ ایران مریم کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی میرے منہ پر سیاہی ملی اور اپنے شوہر خسرو پرویز کی عزت و وقار کو خاک میں ملا دیا۔ شیریں گرجستان پہنچ کے آج کے سنگتراش فرہاد کے ساتھ کوہ بے ستوں میں ملنے جاتی ہے''

خبر سنتے ہی خسرو پرویز، جوش غضب سے لرز اٹھا اور بے اختیار ہو کر کھڑا ہو گیا۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

بیسواں باب

اس انکشاف پر خسرو پرویز کو اس قدر طیش آیا کہ وہ بھن بھنا کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گرج کر حکم دیا۔

''ہماری تلوار پیش کی جائے''

خسرو کی گرجدار آواز سے پورا محل ہل گیا۔ کنیزوں' غلاموں اور داروغہ محلات شاہی نے بھاگ دوڑ شروع کر دی۔ کوئی ادھر بھاگا تو کوئی ادھر۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک درجن سے زیادہ خسرو پرویز کی تلواریں پیش ہو گئیں۔

خسرو پرویز نے دوسرا حکم دیا۔

''تلواروں کی گنتی کی جائے''

تلواریں گنی گئیں وہ تعداد میں چودہ تھیں۔

داروغہ محلات شاہی نے اعلان کیا۔

''شاہی تلواروں کی تعداد چودہ ہے یعنی اعلیٰ حضرت شہنشاہ نے اس وقت تک دشمنوں کے خلاف چودہ جنگیں لڑی ہیں اور فتح حاصل کی ہے''

خسرو پرویز نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ وہ ہر جنگ کے موقعہ پر نئی تلوار استعمال کرتا تھا اور پرانی تلوار شاہی محل میں تبرک کے طور پر جمع ہو جاتی تھی۔

تمام تلواروں کو فرش مخملیں پر قرینے سے چن دیا گیا خسرو پرویز نے نیام میں بند تلواروں پر ایک سرسری نظر ڈالی پھر ان میں سے ایک تلوار اٹھائی اور اسے بے نیام کر کے سر سے اوپر بلند کر دیا۔

''دیکھو اور سنو'' خسرو پرویز نے حاضرین کو مخاطب کیا ''اب یہ تلوار اس وقت تک بے نیام

رہے گی جب تک سنگتراش فرہاد اور شیریں کا سر قلم نہیں کیا جاتا''

اس اعلان پر تمام حاضرین سناٹے میں آ گئے۔

اب خسرو پرویز نے شاپور پر نظریں جماتے ہوئے کہا

''کیوں شاپور تمہیں ہمارا فیصلہ پسند آیا؟''

شاپور سنبھل کر بولا۔

''شہنشاہ ایران غلط فیصلے نہیں کیا کرتے مگر.....''

''مگر کیا؟'' خسرو پرویز نے اسے گھورا

''مگر یہ کہ شہنشاہ کا فیصلہ نامکمل ہے''

''کیا کہا؟'' خسرو پرویز غصے سے کانپ اٹھا ''کیا ہمارا فیصلہ غلط بھی ہو سکتا ہے؟'' غلام نے فیصلے کو غلط نہیں بلکہ نامکمل کہا ہے'' شاپور نے جواب دیا۔

''تمہارے خیال میں پھر یہ کیسے مکمل ہو سکتا ہے؟'' خسرو پرویز نے نرم پڑتے ہوئے پوچھا۔

شاپور نے جرات کر کے کہا۔

''''اے تاجدار ایران یہ فیصلہ اس وقت مکمل ہو گا جب اس میں شاپور کی گردن زونی کا بھی حکم شامل ہو گا کیونکہ میں نے بد بخت شیریں کو ارمن گرجستان واپس بھیجنے کی درخواست کی تھی''

اس وقت ملکہ مریم نے ایک قدم آگے بڑھا کر کہا۔

''گردن زونی کا حکم میرے لئے بھی ہونا چاہئے اس لئے کہ میں نے شاپور کی سفارش کی تائید کی تھی''۔

خسرو پرویز کا اٹھا ہوا ہاتھ آہستہ آہستہ نیچے آ گیا۔ جیسے اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو۔

''تم دونوں نے خسرو پرویز کو الجھن میں ڈال دیا'' وہ مضمحل لہجے میں بولا ''ایک طرف تم کہ فیصلے کو پسند کرتے ہو اور دوسری طرف کہتے ہو کہ فیصلہ نامکمل ہے۔ اب ہم تمہاری کون سی بات تسلیم کریں اور کون سی بات رد کر دیں''۔

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

''شہنشاہ کوئی بات رد نہ کریں'' شاپور نے پھر ہمت کی ''میں چاہتا ہوں کہ اصل مجرم کو سزا دی جائے''

''تمہارے خیال میں اصل مجرم کون ہے؟'' خسرو نے پوچھا۔

''مجرم وہ ہے جس نے سابق ملکہ شیریں کو فریب دے کر غلط راستے پر لگا دیا''

''تمہارا اشارہ اس دو کوڑی کے سنگتراش کی طرف تو نہیں؟'' شہنشاہ نے اندازہ لگایا۔

''شہنشاہ کا اندازہ بالکل درست ہے'' شاپور نے تائید کی ''نہ ملکہ شیریں ارمن واپس جاتیں اور نہ فرہاد ان سے ملتا۔ یہ سب کچھ کیا دھرا اسی کمینے کا ہے''۔

''اس کا مطلب ہے کہ فرہاد کو فوراً راستے سے ہٹا دیا جائے''۔ خسرو پرویز نے شاپور کو دیکھا ''ہم حکم دیتے ہیں کہ چار سوار کوہ بے ستوں جائیں اور فرہاد کا سر کاٹ کر ہمارے حضور پیش کریں''

''اس تردد کی ضرورت نہیں عالیجاہ'' شاپور بولا ''اس کام کی ذمہ داری اس نمک خوار کے سپرد کی جائے۔ میں فرہاد کو اس طرح قتل کراؤں گا جس کا الزام کسی پر بھی نہ لگے گا اور سب یہی کہیں گے کہ فرہاد اپنی موت آپ مرا''

''مگر ہم یہ نہیں چاہتے شاپور'' خسرو پرویز کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ ''ہم فرہاد کو قتل کرائیں گے اور ملکہ شیریں کو یہ بتائیں گے کہ ہم اپنے راستے میں آنے والے ہر شخص کو جہنم میں بھیج دیا کرتے ہیں''۔

''عالیجاہ نے درست فرمایا'' شاپور نے فوراً خسرو پرویز کی ہاں میں ہاں ملائی مگر فوراً ہی پلٹ گیا اور بات کو بدلتے ہوئے بولا ''شہنشاہ ایران خسرو پرویز کے جاہ و جلال کا منہ چڑھانے والے ہر شخص کی گردن اس کے تن سے جدا کی جا سکتی ہے مگر میں نہیں چاہتا کہ فرہاد جیسے حقیر انسان کو شہنشاہ ایران کے حکم سے قتل کیا جائے کیونکہ اس سے فرہاد کی عزت میں اضافہ ہوگا جبکہ میں اسے اس طرح قتل کراؤں گا کہ مقتول خود ہی قاتل بن جائے گا''

''وہ کس طرح شاپور'' خسرو پرویز نے الجھتے ہوئے پوچھا۔

''عالیجاہ'' شاپور نے سنبھل کے کہا۔ ''آپ کا یہ خادم ایک مکار بڑھیا کو بے ستوں بھیجے گا جو

www.urdufanz.com

وہاں جا کر فرہاد کو یہ خبر سنائے گی کہ شیریں۔ ملکہ شیریں مر گئی ہے۔ جہنم رسید ہوگئی ہے۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہی۔ کیا حضور عالی جانتے ہیں کہ اس خبر کا فرہاد پر کیا اثر ہوگا؟''

''تمہارے خیال میں فرہاد پر اس کا کیا اثر ہوگا؟'' خسرو پرویز نے الٹا شاپور سے سوال کر دیا۔

''اے شہنشاہ ایران۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ فرہاد یہ خبر سن کر بے ستوں کی کسی چوٹی سے چھلانگ لگا کر یا اپنا تیشہ خود ہی اپنے سر میں مار کر خود کو ختم کر لے گا'' شاپور نے پورے یقین کے ساتھ کہا۔

خسرو پرویز چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

''ہم شاپور کے مشورے پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں''

شاپور اپنے شہنشاہ اور تاجدار ایران خسرو پرویز کا حکم اور اجازت لے کر واپس آیا اس نے اس مکار بڑھیا کو بلوایا جو اس سے پہلے شاپور کے کئی کام کر چکی تھی۔ شاپور نے تھوڑی ہی دیر میں مکار بڑھیا کو پوری بات سمجھا دی اور دوپہر ہوتے ہی وہ آفت کی پرکالہ مکار بہروپن اپنے کام کو سرانجام دینے کے لئے ارمن گرجستان کی طرف روانہ ہوگئی۔ شاپور نے اس کی سواری کے لئے نہ صرف ایک تیز رفتار گھوڑا گاڑی مہیا کی بلکہ اسے اخراجات کے نام پر ایک معقول رقم بھی پیشگی ادا کر دی۔

آفت کی پرکالا مکار بڑھیا جس انداز اور جس ہیئت میں وہ بے ستوں کی گھاٹیوں میں داخل ہوئی وہ منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ بڑھیا کا آدھا سر گنجا تھا یا اس نے گنجا کرا لیا تھا۔ آدھے سر کے بال بھی گچھوں میں الجھے ہوئے تھے۔ ایک پیر میں پھٹی ہوئی جوتی دوسرا پیر ننگا۔ اس کے بدن پر ایک انگرکھا تھا جو گلے سے پیروں تک لٹکا ہوا تھا۔ منہ پر خاک ہاتھ میں ایک ڈفلی وہ لنگڑا لنگڑا کر چل رہی تھی اور ڈفلی کو اس طرح پیٹ رہی تھی جیسے اس سے جنگ کر رہی ہو۔ اس عالم میں وہ ڈفلی پیٹتی سنگتراش فرہاد کے علاقے میں داخل ہوئی۔ یہ فرہاد کا خودساختہ علاقہ تھا جس میں اس نے خود کو قید یا محدود کر رکھا تھا۔ اس پورے علاقے میں وہ بالکل تنہا تھا۔ اگر کوئی ساتھی تھا تو وہ اس کا تیشہ تھا۔

مکار فریبی بڑھیا وہاں پہنچی تو فرہاد اسے سامنے کھڑا نظر آیا جو دُلی کا شور سن کر کسی کھوہ میں سے نکل آیا تھا۔ فرہاد کو دیکھتے ہی بڑھیا نے بولنا شروع کر دیا۔

''اے میرے بھائی! اے میرے پڑوسی۔ اے میرے غم خوار۔ اے میرے بیمار۔ میں تو لٹ گئی۔ تباہ ہوگئی۔ ہائے میری سہیلی۔ ہائے میری بہن شیریں ہائے ایران کی ملکہ۔ ہائے گرجستان کی شہزادی۔ تجھے کس کی نظر لگ گئی۔ تجھے کیا ہوا۔ کون سی بیماری تجھے لپٹ گئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے تو مرجھا گئی۔ کملا گئی۔ تو نے میرا بھی انتظار نہیں کیا۔ لوگ کہتے ہیں تجھے کوئی نامعلوم بیماری تھی جس نے تیری جان لے لی۔ تو مر گئی اور مجھے بھی مار گئی۔

یہ کلمہ سنتے ہی فرہاد تڑپ اٹھا اور جس جگہ کھڑا تھا وہیں سے چیخا۔

''کیا کہہ رہی ہے میری بہن۔ کون بیمار ہوا۔ کون جان سے گزر گیا''

''اے میرے بھائی فرہاد۔ تو تو ایک کونے میں سمٹا بیٹھا ہے اور ادھر میری بہن۔ میری سہیلی نے سسک سسک کے جان دے دی۔ ہائے کیسے تجھے یاد کرتی تھی کہتی تھی ایک بار فرہاد کی صورت دیکھ لوں تو آرام سے جان نکلے مگر تو وہاں نہیں پہنچا اور..... اور شیریں..... شیریں۔ میری شیریں تیری شیریں سو گئی۔ ہمیشہ کے لئے منہ چھپا گئی''

''نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا'' اور فرہاد پاگلوں کی طرح ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ اس کا تیشہ اس وقت بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

مکار بڑھیا نے چند قدم آگے بڑھ کر اسے روکا۔

''رک جا فرہاد رک جا۔ مرنے والی تو مر گئی اب تیرے رونے پیٹنے سے کیا فائدہ''

''نہیں نہیں۔ شیریں نہیں مر سکتی'' فرہاد آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

بڑھیا نے کہا۔

''اب کیا دیکھ رہا ہے۔ جانے والی تو جا چکی۔ پورے ارمن گرجستان میں کہرام مچا ہوا ہے۔ شہزادی شیریں۔ ملکہ شیریں سے سب کو محبت تھی۔ ہر ایک اس پر جان دینے کو تیار تھا۔ مگر وہ اب کہاں۔ اس کی رعایا نے اس کی لاش کو اس کے محل۔ قصر شیریں میں دفن کر دیا ہے۔

اسی وقت فرہاد کی زبان سے نکلا۔

''ہائے شیریں''

اور اس نے پوری قوت سے تیشہ سیدھا کر کے اپنی پیشانی پر مارا یا

خون کی ایک لکیر اس کی پیشانی پر لہرائی۔ پھر اس زخم پر فرہاد نے دوبارہ تیشہ مارا اور اس طرح فرہاد کا تیشہ اس کی ہی پیشانی پر بار بار ٹکراتا رہا۔ خون کی چھینٹیں اڑتی رہیں۔

بڑھیا نے اپنا کام کر دکھایا تھا۔

شیریں تو زندہ رہی مگر فرہاد اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ عاشق صادق نے محبوب پر جان نچھاور کر دی۔

فرہاد کی موت نے ملکہ شیریں پر بہت اثر کیا۔ اس کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا۔ ادھر شہنشاہ خسرو پرویز اور شاپور کو فرہاد کے مرنے کی خبر ملی تو انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ پھر شاپور کے کہنے پر خسرو پرویز نے شیریں کو ایک نہایت محبت بھرا نامہ بھیجا۔ شیریں بہت دل برداشتہ تھی اور رات دن غموں میں ڈوبی رہی اور آنسو بہایا کرتی تھی۔ انہی دنوں اسے خسرو پرویز کا محبت نامہ ملا۔ اس کی سہیلیوں اور خاص کنیزوں نے سمجھایا کہ اب فرہاد تو باقی نہیں اس لئے خسرو پرویز کے محبت نامے کے جواب میں ملکہ شیریں خود ہی مدائن پہنچ جائے تو اس کا خسرو پرویز پر بہت اثر ہوگا۔

ملکہ شیریں نے اس مشورہ کو مان لیا اور چپ چاپ مدائن پہنچ گئی۔ خسرو پرویز کا خیال تھا کہ ملکہ شیریں اس سے گلے شکوے کرے گی مگر جب ملکہ شیریں نے کسی بات کا ذکر نہ کیا تو تو خسرو بہت خوش ہوا اور اس نے بھی ملکہ شیریں کو پہلے جیسے تمام اعزازات سے نوازا اور پہلے ہی کی طرح اسے اپنی محبت اور چاہت کا یقین دلایا۔

ادھر ملکی حالات بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہے تھے۔ حالات حکومت روم کے موافق تھے۔ ایران جیتی ہوئی بازی ہار رہا تھا۔ ۶۲۷ء میں شہنشاہ روم ہرقل حکومت ایران پر کاری ضرب لگانے کے لئے دست گرد کی طرف بڑھا جہاں کے قلعہ میں خسرو پرویز ان دنوں مقیم تھا۔ یہ قلعہ ایران کے دارالسلطنت مدائن سے ستر میل کے فاصلہ پر تھا۔ ہرقل نینوا پہنچا تھا کہ ایرانی لشکر رومیوں کی پیش

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

قدمی روکنے کے لئے آگے بڑھا- یہاں رومیوں اور ایرانیوں کی بڑی خونریز جنگ ہوئی- اس میں ایرانی سپہ سالار میدان جنگ میں لڑتے ہوئے مارا گیا اور لشکر چھاؤنی میں واپس آ گیا-

ایرانیوں کو اگرچہ کمک پہنچ گئی مگر دشمن بدستور دباؤ ڈالتا رہا- آخر خسرو پرویز نے دست گرد کے قریب ایک گہری ندی کے کنارے جو برازرود کے نام سے مشہور ہے لشکر آراستہ کیا لیکن جونہی رومی لشکر نمودار ہوا' خسرو پرویز کی ہمت جواب دے گئی اور اس نے ننگ و ناموس بالائے طاق رکھتے ہوئے پایہ تخت کو خیرباد کہا اور جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑا ہوا-

اس موقعہ پر ہرقل کو بے اندازہ دولت ہاتھ لگی- ہرقل کے ہاتھ تین سو جنگی رومی جھنڈے بھی لگے جو ایرانی اپنی فتوحات میں ساتھ لے گئے تھے- اس کے علاوہ چاندی کی کثیر مقدار' کمخواب کے فرش اور ریشمی ملبوسات بھی انہیں ملے-

خسرو پرویز کے فرار کے باوجود ایرانی لشکر نے میدان نہ چھوڑا- اتنے میں ایرانی کمک مل گئی- وہ سو جنگی ہاتھیوں کا دستہ بھی پہنچ گیا- ہرقل نے ایرانی لشکر کی ثابت قدمی دیکھی تو خسرو کے تعاقب کا ارادہ بدل ڈالا اور کنزوا واپس پہنچ گیا-

خسرو پرویز کے عہد حکومت کا سب سے اہم واقعہ پیغمبر اسلام' محمد رسول ﷺ کا اس دور کے تمام بڑے بڑے بادشاہوں اور تاجداروں کو دعوت اسلام دینا ہے- جب نبی کریم ۶ ہجری میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپؐ نے آغاز ۷ ہجری میں والیان ملک کو دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے- جن حکمرانوں کو خط بھیجے گئے ان میں روم' حبشہ اور کسریٰ ایران شامل تھے-

چنانچہ حضورؐ نے جو گرامی نامہ خسرو پرویز کو ارسال فرمایا اس کا متن یہ ہے-

(ترجمہ)

بنام خدائے بخشندہ و مہربان

اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی

طرف سے ایران کے عظیم کسریٰ کے نام

سلام ہو ان لوگوں پر جو ہدایت کے راستے پر چلے اور جو اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے-

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے-

اور بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کا بندہ اور رسول ہے-

اور بے شک میں تم تمام انسانوں کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں-

تاکہ میں ہر زندہ شخص کو (یہ حقیقت بیان کر کے) ڈراؤں کہ کافروں کے متعلق خدا کی تمام باتیں پوری ہو کر رہیں گی-

جس شخص نے اسلام قبول کر لیا پس وہ سلامتی (کے دائرے) میں آ گیا-

اگر تم نے انکار کیا تو (یاد رکھو) تمام مجوسیوں کا گناہ تمہارے ہی ذمہ ہوگا-

خسرو پرویز کے دربار میں یہ نامہ مبارک مشہور صحابی جناب عبداللہ بن خذیفہؓ نے پیش کیا- جب خسرو پرویز نے اس نامہ مبارک کو پڑھا تو سخت غضبناک ہوا اور غصہ میں آ کر اس کو دربار ہی میں پارہ پارہ کر دیا اور یمن کے بادشاہ "باذان" کو ایک حکم نامہ تحریر کرایا اور دو آدمیوں کو مامور کیا کہ رسول اکرم ﷺ کو دربار میں لایا جائے-

کہتے ہیں کہ یمن کے بادشاہ نے ابھی دو آدمیوں کو اس کام کے لئے مامور کیا ہی تھا کہ اس کو خبر ملی کہ خسرو پرویز کو تخت سے اتار دیا گیا ہے اور اس کی جگہ اس کا بیٹا "قباد" تخت نشین ہو گیا ہے-

قباد نے تخت پر بیٹھتے ہی یمن کے بادشاہ کو لکھا کہ

رسول عربی ﷺ

کے بارے میں حکم واپس لیا جاتا

ہے اور اس قسم کی گستاخی کرنے

کی جرات نہ کی جائے-

ادھر جب عبداللہ بن خذیفہؓ نبی کریم کے پاس پہنچے اور یہ خبر بتائی تو حضور نے فی الفور ارشاد فرمایا:

"بہت جلد سلطنت ایران ٹکڑے ٹکڑے ہونے والی ہے اور ساسانی خاندان کا خاتمہ بالکل قریب آ چکا ہے"

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

یہ بات لفظ بلفظ درست ثابت ہوئی اور خسرو کے بعد ہی ساسانی سلطنت نہ صرف کمزور ہوئی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔

چونکہ یہ واقعہ ہادی برحق محمد رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ہم اس سلسلے میں مشہور مورخ طبری کا خط بھی درج کر رہے ہیں جو تفصیل سے اس واقعہ پر روشنی ڈالتا ہے۔

طبری کہتے ہیں کسریٰ نے جب یہ خط دیکھا تو غصہ میں آ گیا اور کہا (نعوذ باللہ) یہ کون ہے جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا"

آخر اس کے حکم سے نامہ مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے گئے۔

جب یہ خبر آنحضرت کی خدمت میں پہنچی تو حضور نے فرمایا:

"اس نے اپنی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے"

طبری یہ بھی لکھتے ہیں کہ خسرو نے دو امرا باقور اور آجر کو ایلچی بنا کر بھیجا۔ انہیں دو مراسلے دیئے۔ ایک حضرت رسول اکرم ﷺ کے لئے تھا اور دوسرا یمن کے حکمران بازان کے نام جو بادشاہ ایران کے ماتحت تھا۔ بازاں کو اس نے لکھا تھا کہ مدینہ پر فوج کشی کرو اور جو پیغمبری کا دعویٰ کر رہے ہیں انہیں یہاں لاؤ۔ ایلچیوں کو اس نے ہدایت بھی کی کہ وہ پہلے مدینہ جائیں اور جو پیغمبری کا دعویٰ کر رہے ہیں انہیں یہاں آنے کی دعوت دیں تاکہ میں سنوں وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

ایلچی آنحضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور جو وہ کہنا چاہتے تھے، حضرت سلمان فارسیؓ نے ان کی ترجمانی کی حضور نے ایلچیوں کی حضرت سلمان فارسی کے یہاں قیام کرنے کے لئے فرمایا۔ وہ ہر روز آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضرت سلمانؓ کے ذریعہ اپنی خواہش کا اظہار کرتے۔ حضورؐ ان سے شفقت کا سلوک کرتے۔ ایلچی چھ ماہ مدینہ میں ٹھہرے رہے۔ آخر وہ پریشان ہوئے کیونکہ ان کا مقصد پورا ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

"آخر حضورؐ پر یہ وحی نازل ہوئی کہ شیرویہ نے خسرو کو ہلاک کر دیا"

اس عرصہ میں ایلچی پھر حضور کی خدمت میں پہنچے اور اپنے ترجمان کے ذریعہ کہا۔

"یا تو ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں یا ہمیں واپس جانے کی اجازت دیں۔ ہمارا بادشاہ یہ

گوارہ نہیں کرتا کہ ہم اور زیادہ دیر یہاں ٹھہریں"

آنحضرت نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تمہارے بادشاہ کو ہلاک کیا۔ اس کے بیٹے شیرویہ کو (اس کام پر) مامور کیا جس نے اسے کل رات قتل کر دیا"

یہ ترجمہ کر کے حضرت سلمان فارسیؓ نے انہیں سنایا تھا۔ ایلچی یہ سن کر مدینے سے چل پڑے اور یمن پہنچ گئے انہوں نے کسریٰ کا مراسلہ بازاں کو دیا۔ اس وقت تک ایران کے نئے حکمران شیرویہ کا مراسلہ بازاں کو پہنچ چکا تھا جس کا مضمون یہ تھا:

"خسرو نے اس دنیا کو خیرباد کہا اور اس کی بادشاہت مجھے ملی۔ اب تم شکر سے میرے نام پر بیت لو اور مدینہ پر فوج کشی نہ کرو جیسا کہ خسرو نے تمہیں حکم دیا تھا۔ اس کے لئے تم میرے حکم کا انتظار کرو"

خسرو کی پے در پے شکستوں سے اس کے وقار کو سخت ٹھیس لگی تھی اور دستگرد کے میدان میں اس نے جو بزدلی دکھائی تھی اس سے اس کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی۔ عوام کے دلوں میں اب خسرو کے متعلق نفرت اور غصے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ خسرو نے اپنے نامور سپہ سالاروں کے ساتھ نہایت ناروا سلوک کیا تھا۔ شہربراز کو جب شکست ہوئی تو اسے مروا دینا چاہا۔ شاہین نے خود کشی کی تو اس کی لاش نکلوا کر اس کی توہین کی۔ یہ دونوں سالار اپنی جانثاری کے سبب عوام میں بہت مقبول تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے سالاروں کو جنہیں رومیوں کے مقابلے میں شکست ہوئی انہیں زنداں میں ڈال دیا۔

☆☆☆

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

اکیسواں باب

(آخری باب)

خسرو پرویز اب چاہتا تھا کہ اپنے چھوٹے بیٹے مردان شاہ کو جو اس کی ملکہ شیریں کے بطن سے تھا' ولی عہد مقرر کردے- ایرانیوں کے لئے یہ بات اور بھی ناگوار تھی- اس لئے خسرو کے خلاف بغاوت کا خطرہ پیدا ہوگیا- آخر حکمران مقتدر جماعت نے خسرو کے بڑے بیٹے ''قباد'' کو ولی عہد سلطنت مقرر کیا-

دوسری طرف مدائن کے فوجی دستوں نے شہنشاہ خسرو پرویز کو اسیر کرکے ''قلعہ فراموشی'' میں ڈال دیا جہاں اسے روٹی اور پانی کے سوا کچھ نہیں دیا جاتا تھا- اس زندان میں اس کے متعدد شہزادے اس کی آنکھوں کے سامنے قتل کردیئے گئے- ان ہی میں اس کا چہیتا بیٹا شہزادہ مردان بھی تھا-

خسرو پرویز نے اپنی اڑتیس سالہ عہد حکومت میں ہر طریقے سے دولت جمع کی اور اپنے خزانوں میں بھرا- جب اس نے اپنے خزانے کو نئی عمارت میں منتقل کیا تو اس میں تقریباً ۴۶ کروڑ اسی لاکھ مثقال (چار ارب اڑسٹھ کروڑ روپے) کا سونا تھا- جواہرات اور قیمتی کپڑوں کی کثیر تعداد اس کے علاوہ تھی- حکومت کے تیرھویں سال میں اس کے خزانے میں اسی کروڑ مثقال کا سونا تھا جبکہ تیسویں سال حکومت میں سونے کی مقدار ایک ارب نو کروڑ مثقال تک پہنچ گئی تھی-

خسرو پرویز کی شہرت اس کے خزانوں کی وجہ سے بھی ہے- اس کے مشہور خزانوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے-

۱- گنج بادآورد

۲- گنج گاد

۳- گنج عروس

۴- گنج خضرا

۵- گنج سوختہ

۶- گنج دیبائے خسروی

۷- گنج شادآورد

۸- گنج افراسیاب

خسرو پرویز کے پاس دنیا کے بہت سے عجائبات تھے- ان میں سے مشہور عجائبات مندرجہ ذیل ہیں-

۱- قصر طیسفون

۲- شبدیز (خسرو پرویز کا مشہور گھوڑا) بعض مورخین نے شبریز کی مالکہ کا نام شیریں لکھا ہے

۳- سفید ہاتھی

۴- درخش کادیانی

۵- سرکش اور باربد- یہ دونوں خسرو کے درباری گویئے تھے-

۶- ملکہ شیریں- ارمن گرجستان کی شہزادی جس سے خسرو پرویز نے شادی کی تھی-

۷- خوش آروز- یہ خسرو کا خاص غلام تھا- خوشبوئیں اور کھانے تیار کرنے کا ماہر تھا-

ان کے علاوہ خسرو پرویز کے پاس دنیا کی جو بے مثال چیزیں تھیں ان میں سے چند یہ ہیں-

۱- زمرد اور یاقوت کے مہروں پر مشتمل ایک شطرنج

۲- فیروزہ اور مرجان کے نرد (مہرے چوسہ کے)

۳- دوسو مثقال سونے کا ایک ٹکڑا جو موم کی طرح نرم تھا (ایک مثقال برابر ساڑھے چار ماشے)

۴- ایک ایسا رومال جس پر اگر کوئی داغ پڑ جاتا تو اسے آگ میں ڈال دیا جاتا جس سے

Scanned By Saad
www.urdufan7.com

داغ صاف ہوجاتے مگر رومال کو کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

۵۔ ایک من ڈیڑھ سیر وزن کے خالص سونے کا ایک تاج جس پر چڑیا کے انڈوں کے برابر جواہرات اور یاقوت جڑے ہوئے تھے یاقوت اور جواہرات رات کو چمکتے تھے۔ اس میں اس قسم کی زمرد کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے جس کو دیکھ کر سانپ کی آنکھیں پگھل جاتی تھیں۔ یہ وزنی تاج دراصل شاہی دربار کی چھت کے ساتھ ایک پینتیس گز لمبی سونے کی زنجیر کے ساتھ آویزاں رہتا تھا۔

۶۔ دیبا اور زربفت کے چار قالین جو یاقوت اور ہیروں سے مرصع تھے اور چار مختلف موسموں کی کیفیات ظاہر کرتے تھے خسرو کے محل میں بچھے ہوئے تھے اس کے علاوہ ایک اور قالین جو تیس گز مربع تھا قصر طیسفون میں بچھا تھا اس کا نام 'بہار خسرو' تھا۔

۷۔ تخت تاکدیس۔ یہ ہاتھی دانت اور ساگوان کی لکڑی کا ساختہ تھا۔ اس کی لمبائی نوے گز اور چوڑائی پینسٹھ گز تھی۔ اس کی بلندی سات گز تھی۔ اس کے کٹہرے اور پترے سونے چاندی کے بنے تھے اور اس پر آبنوس کی مرصع چوکیاں پڑی تھیں۔

خسرو پرویز کے پاس ایک ہزار ہاتھی' بارہ ہزار شتر اور پچاس ہزار گھوڑے تھے لیکن خسرو کو جس قدر خیال اور جتنی محبت اپنی سواری کے گھوڑے ''شبدیز'' سے تھی اس کا ذکر تاریخوں میں بھی ملتا ہے۔ شبدیز نہایت اصیل اور خوبصورت تھا اور بقول ثعلبی آب و آتش کی صفات کا مجموعہ تھا۔ جس طرح رستم کی وجہ سے ''رخش'' نے شہرت پائی اسی طرح خسرو پرویز کی محبت کے سبب ''شبدیز'' مشہور ہوا۔ مشہور روایت ہے کہ یہ گھوڑا خسرو کو اس قدر عزیز تھا کہ وہ کہتا تھا کہ جو شخص کبھی اس گھوڑے کی موت کی خبر مجھ تک پہنچائے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ اچانک شبدیز بیمار ہوا اور کچھ دنوں بعد چل بسا۔ جان کے خوف سے کوئی شخص یہ اطلاع بادشاہ کو نہ دے سکتا تھا۔

شبدیز کے مرنے کی خبر تو بہر حال پہنچنی تھی۔ پس مہ روغہ اصطبل نے خسرو کے مشہور گویے ''باربد'' کو وسیلہ بنایا۔ باربد نے خسرو پرویز کے حضور گا گا کر شعر پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا۔

''شبدیز اب دوڑ سکے گا اور نہ سو سکے گا اور نہ چر سکے گا''

یہ سن کر خسرو چونکا اور بولا۔

''بدبخت کیا شبدیز مر گیا''

باربد نے کہا۔

''حضور فرما رہے ہیں اور تو کسی کی جرات نہیں ہو سکتی''

بادشاہ بولا۔

''بہت خوب۔ تو تم نے اپنے آپ کو بھی بچا لیا اور دوسروں کو بھی''

یہ بیان شاہنامہ ثالبی کا ہے مگر اس سے پہلے ایک عربی شاعر خالد الفیاض نے اس واقعہ کو نظم کیا تھا۔ خسرو پرویز ایک متکبر اور جنگجو بادشاہ تھا مگر اس کی موت اسی قدر عبرت انگیز تھی۔ وہ بوڑھا ہو چکا تھا مگر اس کی ہوس زر ابھی جوان تھی اور جس طرح بن پڑتا لوگوں سے دولت وصول کرتا تھا۔ اس کے علاوہ عالی مرتبہ امیروں کو مرعوب کرنے کے لئے بعض کا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا۔ آخر امرا نے چاہا کہ اسے ہر طرف کر دیں۔

شاہی محل کا دستور تھا کہ محل سرا کے پاسبان رات کے وقت گھنٹے گھنٹے بعد ''شاد باد پرویز شاہ'' کی آواز لگایا کرتے تھے۔ پھر ایک رات ایسا ہوا کہ دفعتاً

''شاد باد ملک شیرویہ'' کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

ملکہ شیریں نے یہ آواز سنی تو چونک کر بولی۔

''یہ ملعون آج کیسی آوازیں لگا رہے ہیں'' خسرو بھی بیدار ہوا اور یہ نیا نعرہ سنا جو اس کے لئے شور قیامت سے کم نہ تھا۔ وہ سمجھا کہ رات کی تاریکی اس کے لئے معزولی کا پیغام لاتی ہے۔

سورج طلوع ہوا کہ محل سرا کا دروازہ کھول دیا گیا اور شاہی لشکر ہجوم کر کے اندر گھس آیا۔ لیکن خسرو پرویز وہاں سے نکل کر باغ میں آ گیا تھا۔ سپاہی وہاں بھی آ پہنچے اور آخر اسے اسیر کر کے ''قلعہ فراموش'' میں قید کر دیا گیا۔ پھر چند دن بعد اسے مروا دیا گیا۔

مورخ کہتے ہیں کہ خسرو پرویز کو ''شیرویہ'' نے مروایا تھا۔ شیرویہ ملکہ مریم کا بیٹا تھا۔ خسرو پرویز کی ہلاکت کے بعد اس کی بیوہ ملکہ کو نئے بادشاہ قباد نے روم جو ملکہ شیریں کا سوتیلہ بیٹا

Scanned By Saad
www.urdufanz.com

Scanned By Saad

تھا' ملکہ شیریں کو مجبور کیا کہ وہ اس سے شادی کر لے۔

بیوہ ملکہ شیریں نے قباد کے ساتھ شادی کے لئے دو شرطیں پیش کیں۔

ملکہ شیریں کی پہلی شرط یہ تھی کہ اس کا اور اس کی اولاد کا سارا سامان اسے واپس کیا جائے جس پر قباد کے حکم سے قبضہ کر لیا گیا تھا۔

ملکہ کی دوسری شرط یہ تھی کہ شادی کی رسم سے قبل اسے (ملکہ شیریں کو) خسرو پرویز کی قبر پر جانے کی اجازت دی جائے۔

نئے بادشاہ قباد نے ملکہ کی دونوں شرطوں کو تسلیم کر لیا۔

ملکہ اور اس کی اولاد کا سارا سامان اسے لوٹا دیا گیا۔ ملکہ نے وہ سارا سامان غریبوں' کنیزوں اور عبادت گاہوں میں تقسیم کرا دیا۔ اس کے بعد ملکہ شیریں ایک نہایت دلآویز لباس پہن کر خسرو پرویز کی قبر پر گئی۔ وہاں جانے سے پہلے ملکہ شیریں نے اپنی انگوٹھی میں ایک موثر زہر بھر لیا تھا۔ پھر قبر پر بیٹھ کر ملکہ نے وہ زہر اپنے حلق سے پیٹ میں اتار لیا جس سے ملکہ شیریں موقعہ پر ہی ہلاک ہو گئی۔

www.urdufanz.com

☆ ختم شد ☆